کالے قول

حسن نثار

کالے قول

حسن نثار

کالے قول

جو زمین پر قبضہ کرے...... قبضہ گروپ
جو سرزمین پر قبضہ کرے...... وہ صدرِ مملکت

وہ وقت دور نہیں جب مال، موت سے مکالمہ میں مصروف دکھائی دے گا

دہشت گردی کی نرسریاں بندوق کی نالی سے نہیں خوشحالی سے ختم ہوں گی

مغز کم معدہ زیادہ...... ہمارے سیاستدان

تاریخ نہ مرتی ہے نہ ماری جا سکتی ہے
پرانے وقتوں کے بادشاہوں کا رعایا کو اتنا فائدہ ضرور تھا کہ نہ وہ ملکی خزانہ لوٹتے تھے اور نہ ہی بیرونِ ملک جائیداد خریدتے تھے

جو ماضی میں گم...... اُس کا مستقبل گم

وعدہ تمہارا شجرۂ نسب کھول دیتا ہے

ہم نے ''ایک'' کیا ہونا ہے..... ہماری تو اذانوں کا وقت بھی ایک نہیں

حرام مال سے صدقہ خیرات ایسا ہی ہے جیسے کوئی غلیظ پانی سے غسل کرنا چاہے

پاکستان میں ''کباب کلچر'' نے ''کتاب کلچر'' کو بری طرح کچل کے رکھ دیا ہے

9789695540978

انتساب

- جھوٹ بولنے والوں کے نام
- کم تولنے والوں کے نام
- ملاوٹ کرنے والوں کے نام
- دونمبر دوائیں بنانے والوں کے نام
- کمیشن، کِک بیک، رشوت کھانے والوں کے نام
- گھوسٹ سکولوں، گھوسٹ ملازمین، گھوسٹ پولنگ سٹیشنز کے نام
- قبضہ گروپوں کے نام
- گدھے کا ''مٹن'' بنانے والوں کے نام
- مردہ جانوروں کی انتڑیوں سے ککنگ آئل بنانے والوں کے نام
- ہسپتالوں کی ویسٹ سے بچوں کے فیڈر بنانے والوں کے نام
- پیشہ ور گواہوں اور جھوٹے حلف اُٹھانے والوں کے نام
- آئین کی شق 63-62 کے نام
- چوہے کے گوشت سے سموسے بنانے والوں کے نام
- ضمیر فروش قلم کاروں کے نام اور فتویٰ فروش ملاؤں کے نام
- ''پلی بارگین'' ایجاد کرنے والوں کے نام
- جعلی ڈگریوں کے نام
- چوروں، ڈاکوؤں، جیب کتروں، ٹھگوں، راہزنوں، لٹیروں اور نقب زنوں کے نام

ع یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی!

حسن نثار

صد منزل است و منزلِ اوّل قیامت است

یارانِ عزیز!

حسن نثار کی کتاب ''کالے قول'' آپ کے ہاتھ میں ہے، پڑھئے اور سر دھنئے!

میں اس کتاب کے مندرجات پر کم اور صاحبِ کتاب کے بارے میں زیادہ بات کروں گا۔ میں حسن نثار کا وکیل نہیں، نہ حسن نثار کو کسی وکیل اور دلیل کی ضرورت ہے۔ وہ ایک دبنگ، لج پال، دشمن دار اور شان دار آدمی ہے جو بالشتیوں، بونوں اور کوڈوؤں کے اس معاشرے میں پوری آبرو اور پورے قد سے کھڑا، اساطیری داستانوں کے سورماؤں کی طرح سب کو للکارتے ہوئے دعوتِ مبارزت دے رہا ہے ؎

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو، آئے، کرے شکار مجھے

ہم تاریخ کے ایک بدعہد میں زندہ ہیں، اس پر طرہ یہ کہ ہمارا اپنا سماج مسلسل گل سڑ رہا ہے۔ ہم اپنے مسخ شدہ ماضی کی سبز چادر اوڑھ کر نازاں بھی ہیں۔ ہم نے آج کی دنیا کی حقیقتوں سے لاتعلق کر کے، خود کو گزرے دنوں کی گپھا میں مقید کر لیا ہے جہاں ہم غزنویوں، غوریوں، خلجیوں، مغلوں اور ابدالیوں جیسے لٹیروں کو اپنا دیوتا مان کر ان کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ہمارا حال جتنا تاریک تر ہوتا جا رہا ہے ہمیں اپنا ماضی اتنا ہی روشن تر نظر آتا ہے۔ اس سفرِ معکوس میں ہم چمگادڑوں کی طرح اُلٹے لٹکے اس بات پر حیران اور پریشان

ہیں کہ دنیا کی دوسری قومیں ہماری عظمت کو تسلیم کر کے سلام کیوں نہیں کرتیں؟

ع ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں

نیم خوابیدہ، نیم بیدار اس سماج میں حسن نثار جیسے منصور حلاج کا دم غنیمت ہے، جو ہر لحظہ لفظوں کا کوڑا پھٹکارتے ہوئے لوگوں کو دقیانوسیت کی نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اخبارات میں اس کے کالم اور ٹیلی ویژن کی سکرین پر اس کا بیانیہ سن کر بے ساختہ سلیم احمد کا یہ شعر یاد آتا ہے ؎

شاید کوئی بندۂ خدا آئے
صحرا میں اذان دے رہا ہوں
جو فصل ابھی کٹی نہیں ہے
میں اس کا لگان دے رہا ہوں

حسن نثار کے تیکھے، کٹیلے اور زہریلے لہجے نے اس سماج میں ایک خاموش انقلاب کا کام کیا ہے۔ اس کا اظہار سوشل میڈیا پر اس کی Fan Club کو دیکھ کر ہوتا ہے جہاں اس کے چاہنے والوں کی تعداد 20 لاکھ کے لگ بھگ ہو چکی ہے۔ ملک کے اندر اور وطن سے باہر ہونے والی تقریبات میں لوگ اس کو ہاٹ کیک کی طرح لیتے ہیں۔ بمبئی کی فلم انڈسٹری کے ٹاپ سٹار ہوں یا یورپ میں بسنے والے پاکستانی اور بھارتی، امریکہ میں رہنے والے تارکینِ وطن ہوں یا کینیڈا کے لوگ، سکنڈے نیویا والے ہوں یا مشرقِ وسطٰی کے محنت کش...... حسن نثار ان سب کے لیے اپنے اپنے سماج میں تبدیلی کا ایک استعارہ بن چکا ہے۔ سماجی ناانصافی، حکومتی کرپشن، طبقاتی اجارہ داریوں اور معاشی ناہمواریوں کے خلاف حسن نثار کا کھرا اور کھڑا لہجہ...... لوگوں کو اپنی زبان لگتا ہے۔ حسن نثار کے اکھڑ لہجے میں ان لوگوں کو اپنی محرومیوں سے نجات کا رستہ اور اپنے خواب کی تکمیل ہوتی نظر آتی ہے! حسن نثار

سے میری دوستی کا رشتہ کئی دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ ہماری اَن گنت شامیں، بے شمار شبینہ محفلیں، بحث مباحثے میں گزری ہیں۔ اکٹھے بیٹھ کر ہم نے گزرے دوستوں کو یاد کیا ہے۔ ان محفلوں میں لائلپور کا تذکرہ، عدیم ہاشمی کا ذکر، سنتوش کمار کی یادیں، نصرت فتح علی خان عرف پیجی کی باتیں...... سیاسی و معاشرتی منافقتوں پر تبرّہ، نئی تجویزیں، تازہ سکیمیں...... پتہ نہیں کیا کیا، آج تک زیرِ بحث آیا ہے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ میں حسن نثار کی زندگی کی ایک Pen Picture بناؤں تو شاید...... ایسا کرنا نثر میں ممکن نہ ہو مگر میرے ایک اور گم گشتہ شاعر دوست نثار ناسک کے چند شعر، میں سمجھتا ہوں حسن نثار کی شخصیت پر منطبق ہوتے ہیں۔

اپنی سوچ کی قطع و برید میں عمر کٹی
پھر بھی یہ تصویر، فریم سے بڑی رہی
ایسی رتیں بھی شہرِ وجود پہ اُتری ہیں
اندر دھوپ کا صحرا، باہر جھڑی رہی
حلقہ حلقہ رشتوں کی زنجیر کھلی
پاسِ وضع کی ایک کڑی تھی، اڑی رہی

مسلسل سوچنا اور اپنے نظریات کو ہی چیلنج کر کے ان کی سچائی کو آزمانا اور پاسِ وضع میں، سب سے ایک فاصلہ رکھنا حسن نثار کا خاصہ ہے۔ دور سے لوگ اسے ایک مغرور شخص جانتے ہیں، مگر ایسا ہرگز نہیں اس کی شخصیت ایک بادام کی طرح، اوپری چھلکا سخت مگر اندر سے گری کی طرح شیریں۔ دوستوں کی محفل میں حسن نثار بلبلِ ہزار داستان کی طرح چہکتا ہے!

حسن نثار ایک وضع دار آدمی ہے۔ وہ چھچھوراپن، بناوٹ، تصنع، چند لمحے کے لیے

بھی برداشت نہیں کرتا اور پھٹ پڑتا ہے۔ اسے عام لوگوں پر غصہ آتا ہے کہ وہ ریاستی جبر اور زیادتیوں کو برداشت کیوں کرتے ہیں؟ مزاحمت کیوں نہیں کرتے؟ کوچۂ صحافت کے تکیہ مراثیاں میں بسنے والے خوشامدیوں سے اسے شدید نفرت ہے۔ وہ خود بے پناہ شاعر ہے۔ مگر ادبی گروہ بندیوں اور مرحوم ادیبوں کے مزاروں پر مجاور بن بیٹھنے والوں کا ذکر سن کر اُسے کراہت آتی ہے۔ وہ منیر نیازی کا پرستار ہے۔ وہ جون ایلیا کی ستائش کرتا ہے اس لیے کہ وہ دونوں کسی ادبی طائفے کا حصہ بننے کے بجائے تنہا جیے اور اپنی زندگی جیے۔ کم عمری میں اس نے ''دھنک'' جیسے رجحان ساز پرچے کا مدیر بن کر صحافت میں نئی طرح ڈالی۔ کالم کا آغاز کیا...... تو وہ لکھا اور اتنا لکھا اور اس طرح لکھا کہ صحافتی جغادریوں کا پیشاب خطا ہو گیا، مگر آج صحافت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے نزدیک فحاشی ہے صحافتی طوائفوں کی فحاشی......

حسن نثار کی زندگی میں ایک بڑا تضاد بھی ہے۔ وہ موجود سے بغاوت کرتا ہے اور ماضی اور اس سے جڑے لوگوں سے بے پناہ پیار کرتا ہے۔ اس نے اپنی اوائلِ عمری میں اپنے والد کے نظریات سے بغاوت کر کے اپنا گھر چھوڑ دیا۔ والد کا دیا ہوا نام اسرار الحق چھوڑا اور حسن نثار بن گیا۔ والد کی خواہش کے برعکس ادب اور صحافت کی دنیا کو اپنایا۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے دہی بھلے کا ٹھیلا لگایا۔ حلقہ اربابِ ذوق میں پھڈے کیے، رشتے بنائے، چھوڑے، ملک چھوڑا اور کیا کیا نہ کیا...... دوسری طرف اسے ماضی اتنا عزیز ہے کہ اپنے پرکھوں کی جنم بھومی دیکھنے لدھیانہ گیا تو اپنے پرنانا کے نام پر بنے ''فرید چوک'' کی مٹی اُٹھا لایا۔ لائلپور میں اپنا آبائی گھر اس نے ضد کر کے چھوڑا تھا مگر اس حویلی کی تصویر آج بھی اس کے ڈرائنگ روم میں لگی ہے۔ اسے اپنے مرحوم دوست پیجی، صفدر سعید آج بھی بے پناہ یاد آتے ہیں۔ دھنک کے مالک اور مدیر سرور سکھیرا کا نام آتے ہی اس کی آنکھوں میں

احترام اتر آتا ہے۔ کینیڈا میں مقیم حفیظ خان کو پیار سے ''خان جی'' کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اپنے پرانے دوست انعام الرحیم کو عقیدت سے یاد کرتا ہے...... حال سے بغاوت کرنے میں حسن نثار جتنا پیش پیش ہوتا ہے ماضی اور ماضی میں بسنے والے لوگوں اور دوستوں کو یاد کرنے میں، اس کے لہجے میں اتنی ہی لِلک ہوتی ہے۔ افتخار نسیم عرف افتی کا ذکر آئے تو وہ بے ساختہ اداس ہو جاتا ہے۔

[کچھ روز پیشتر کسی دوست نے امریکہ میں ۔۔۔ افتخار نسیم عرف افتی کی قبر کے کتبے Tomb Stone کی تصویر شیئر کی تھی جس پر افتخار نسیم مرحوم کا ہی شعر درج تھا

کٹی ہے عمر کسی آبدوز کشتی میں
سفر تمام ہوا اور کچھ نہیں دیکھا

(حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا)

چلتے چلتے کتاب کا ذکر بھی ہو جائے......

کتاب کا نام ''کالے قول'' کیوں؟

اصل وجہ تو حسن نثار ہی بتا سکتا ہے۔ جو میں سمجھا ہوں کہ وہ حسن نثار کی Originality یا کھرا پن ہے۔ اقوالِ زریں یا سنہرے قول شاندار ہوتے ہیں۔ ہم جیسا اوسط آدمی جو خود سوچ نہیں سکتا، اس کے لیے سوچنا ایک عذاب ہے، وہ دوسرے کے کہے سنہری اقوال کی جگالی کرتا رہتا ہے۔ حسن نثار نے چونکہ سوچنے کا عذاب خود پر مسلط کر رکھا ہے اس لیے اقوال اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ قول بھی جو شیرِ مادر کی طرح زود ہضم نہیں، ایک دفعہ پڑھ لیں تو یوں لگتا ہے جیسے کسی نے بھرپور طمانچہ مارا ہو۔ ذہن سن ہو جاتا ہے اور اس سکتے کے عالم میں آدمی رک کر سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے!

مجھے علم ہے کہ اس کتاب کی تدوین کے دوران حسن نثار کو سب سے زیادہ فکر اس

بات کی تھی کہ کسی اور کی کہی ہوئی بات وہ خود سے منسوب نہ کر بیٹھے۔ میں دو ایک مزے کی مثالوں سے حسن نثار کے اس اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

غالبؔ جیسا بے بدل شاعر اردو زبان کو اس کے بعد نصیب ہی نہیں ہوا۔ اس کا ایک شعر ہے

بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

غالبؔ فارسی کے قادرالکلام شاعر بیدل کو اپنا استاد مانتے تھے۔ ان کے فارسی کلام میں یہ شعر کچھ اس طرح موجود ہے۔

بوئے گل، نالہ دل، دودِ چراغ محفل
ہر کہ از بزم تو برخواست، پریشاں برخواست

فارسی کے ایک قدیم شاعر عراقی کا ایک شعر ہے:

بہ حرم چوں سجدہ کردم، ز حرم ندا برآمد
کہ مرا خراب کر دی تو بسجدہ ریائی

(میں نے حرم میں سجدہ کیا تو حرم سے آواز آئی کہ تو نے ریاکاری کا سجدہ کر کے مجھے ناپاک کر دیا ہے)

لیجیے اسی قدیم شعر کا ترجمہ اپنے شاعر مشرق علامہ اقبال کی زبانی سن لیجیے!

میں جو سر بسجدہ کبھی ہوا تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں!

(ویسے اپنے علامہ اقبال صاحب نے دنیا کے کسی شخص کو نہیں چھوڑا، ٹیگور سے لے کر نطشے تک، مارکس سے لے کر جبرئیل تک حتیٰ کہ عظیم بہائی شاعرہ قرۃ العین طاہرہ کا کلام بھی

جاویدنامہ میں ٹھونس دیا)

حسن نثار خیال و حروف کی دنیا کا تاجدار ہے مگر اپنی سوچ کی قطع و برید میں وہم و اضطراب کا شکار رہتا ہے جو ہر جینئس کا مقدر رہا ہے۔ علامہ اقبال نے تو کارل مارکس کو اس کی کتاب ''داس کیپٹل'' کی وجہ سے نیم پیغمبر کہہ دیا تھا، میں حسن نثار کو یہ سب کچھ تو نہیں کہتا مگر فارسی کے عظیم شاعر عمر خیام کی یہ رباعی اس کی نذر کرتا ہوں:

ما خرقہِ زہد در سرِ خُم کردیم
و ز خاکِ خرابات تیمّم کردیم
باشد کہ درونِ مے کدہ دریابیم
عمری کہ درونِ مدرسہ گم کردیم

(میں نے عبادت کا چوغہ، شراب کی صراحی پر قربان کر کے شراب خانے کی خاک سے تیمّم کر لیا ہے۔ اب میں مے کدہ میں اپنی گزری عمر کے وہ دن ڈھونڈ رہا ہوں جو میں نے مدرسے میں گزار کر ضائع کر دیئے)

حسن نثار، اس کے قارئین اور اس کے پرستاروں کے لیے نیک ترین تمناؤں کے ساتھ

حقیر فقیر، پُر تقصیر
جواد نظیر

□□

جو زمین پر قبضہ کرے...... قبضہ گروپ
جو سرزمین پر قبضہ کرے...... وہ صدرِ مملکت

''شہید'' کبھی مرتے نہیں اور ''غازی'' کبھی ریٹائر نہیں ہوتے

پندرہ کروڑ لاشوں پر رونے کے لیے آنسو کہاں سے لاؤں؟

وہ کون بد بخت ہیں جو صفیں تو سیدھی رکھتے ہیں لیکن معاملات سیدھے نہیں رکھتے

حاجی صاحب سو نفل پڑھتے ہیں، ضرورت مند کو سو روپیہ کبھی نہیں دیتے

''امّت'' کے خواب دکھانے والے بازی گر خود محلّہ کی سطح پر بھی متحد نہیں

شراب، حجاب اور ثواب...... عذاب بن گئے

مسلمان صدیوں سے موجد نہیں...... مجاور پیدا کر رہے ہیں

صدیوں پہلے مر چکی شخصیات اور بیت چکے واقعات پر آپس میں لڑنے والے ذلیل وخوار نہ ہوں گے تو کیا ہوں گے؟

ہم نے تاریخ کو اور تاریخ نے ہمیں مسخ کر دیا

مجھے اس دن کا انتظار ہے جب مسلمانوں کو وضو کے لیے پانی ''ضائع'' کرنے کے ''جرم'' پر بھی سزا ملے گی

کچھ اور نہیں تو بھوک ہی برابر بانٹ دی جائے

لیڈر زمینی حقائق کے مطابق چلتا ہے، مدبر زمینی حقائق کو تبدیل کرتا ہے

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نہ اسلام نہ جمہوریت نہ پاکیزگی

مسلمانوں کو بتایا گیا کہ......صفائی نصف ایمان ہے۔ مسلمانوں نے ''ہاتھ کی صفائی'' کو ایمان سمجھ لیا

دن میں پانچ مرتبہ صفائی کرنے والے اتنے غلیظ کیوں ہیں؟

مسجد ''ڈسپلن'' سکھاتی ہے، ہماری 90 فیصد مساجد تجاوزات کی مرتکب ہیں

کیا ''بائی ایئر'' حج اور عمرہ کا ثواب اس کو بھی پہنچتا ہوگا جس نے ہوائی جہاز ایجاد کیا؟

سائنس ایک واحد غیر متنازعہ مذہب ہے

وہ سائنس دان پیدا کرتے ہیں، ہم صوفیا اٹھائے پھرتے ہیں

کچھ کھڑے اور کچھ قبر پڑے بتوں کو پوجتے ہیں

دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی اور سب سے کم سمجھی جانی والی کتاب کون سی ہے؟

جہالت کے امام جسے مادی ترقی قرار دیتے ہیں وہ دراصل روحانی ترقی ہے جو مادّی شکل میں سامنے آتی ہے

مسلمانوں کو مجاہدوں کی نہیں موجدوں کی ضرورت ہے کیوں کہ اب میدانِ جنگ کمپیوٹر کی سکرین میں بدل چکا ہے

جہاں جتنے مزار، وہاں اتنی ہی پھٹکار

ہماری جمہوریت ہی نہیں آمریت بھی جعلی اور دو نمبر ہوتی ہے

جب اوپر ناجائز قبضہ ہو تو نیچے قبضہ گروپ ہی جنم لیتے ہیں، اوپر آئین ٹوٹے تو نیچے ٹریفک کا اشارہ ٹوٹتا ہے

نظریۂ ضرورت نے نظریہ پاکستان کو زندہ نگل لیا

ڈھاکہ ''فال''، نہیں ہوا، اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا ہے

اشرافیہ ہی نہیں، عوام بھی بے حس اور بے غیرت ہیں

نظریہِ پاکستان کے ''رشتہ دار'' تو بہت ہیں پاکستانیوں کا رشتہ دار کوئی نہیں

مینارِ پاکستان...... مینارِ مرگ ہے جسے عوام خوشی کے لیے نہیں خودکشی کے لیے استعمال کرتے ہیں

حکمران طبقات آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھ کر پکنک منا رہے ہیں

جج، جرنیل، جرنلسٹ، جاگیردار اور ان سب کا پالتو ملاّ عوام کے لیے ''بوسۂ مرگ'' ہیں

مغربی ایجادات کے طفیلیو! ان کے تضادات کا ذائقہ بھی چکھو

جس ملک میں مرد بھی آزاد نہیں، وہاں آزادیِ نسواں کا نعرہ لگانے والی بیگمات چڑیلوں سے بھی بدتر ہیں

میرا منشور، حکم اللہ کا، قانون قرآن کا، راستہ رسولؐ کا، پاکستان سب پاکستانیوں کا

لوگ، لوگوں کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں، ہم وہ بدنصیب ہیں جو مسلسل خود اپنے ساتھ جھوٹ بول رہے ہیں

ہماری جہالت اور منافقت کی انتہا کہ بابا بلھے شاہ بھی ہمارا ہیرو اور احمد شاہ ابدالی بھی حالانکہ بابا ابدالی کو ڈاکو سمجھتا تھا، ہم اورنگزیب عالمگیر کے بھی گن گاتے ہیں اور اس کے حکم پر قتل کیے گئے سرمد کو بھی شہید کہتے ہیں

ہم ''کھنی مار'' پیدا کرتے ہیں وہ ''مارکونی'' کو جنم دیتے ہیں

ان کا ''صوفی'' سائنسدان سیب کو نیچے گرتا دیکھ کر کششِ ثقل دریافت کرتا ہے جبکہ ہمارا مولوی سیب کو نیچے گرتا دیکھ کر اسے دھوئے بغیر اپنے جبے کے ساتھ رگڑ کر کھانے کے بعد لمبا ڈکار مارتا ہے اور کہتا ہے...... شکر الحمدللہ

اسلام کے دشمن باہر نہیں ان کے اندر ہیں لیکن ان کے حکمرانوں نے انہیں باہر الجھایا ہوا ہے

مغربی دنیا مسلمانوں کو شہریت کے ساتھ ساتھ اپنی لڑکیوں کے ساتھ شادیوں تک کے حقوق اور مسجدوں کی تعمیر کی اجازت کے علاوہ پارلیمنٹ تک میں داخلہ کی اجازت دیتی ہے جبکہ سعودی عرب جیسا کوئی بھی متمول مسلمان ملک...... غریب مسلمان ملکوں کے مزدوروں کو ایسی کسی بات کی اجازت نہیں دیتا

جو امّت خلافتِ راشدہ کے زمانے میں ہی تقسیم ہو گئی کیا یہ ملائیت اسے متحد کرے گی؟

مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ ممکن نہیں لیکن اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا سفر جاری ہے

غربت بہت مہنگی پڑتی ہے

14اگست 1947ءآزادی کانہیں، آقاؤں کی تبدیلی کا دن تھا

اگر بھوک ہی برابر بانٹ دی جائے تو کوئی بھوکا نہ رہے

ہم مدتوں سے مسلسل ہر سال ''یومِ آزادی'' منا رہے ہیں حالانکہ ہمیں ہر سال کی برسی منانی چاہیے

غیر منصفانہ معاشرہ میں ہر ''کوڈو''...... ''عالم چنّا'' بنا پھرتا ہے

یہ کیسی اسلامی جمہوریہ ہے جہاں ڈاکوں، ناکوں، فاقوں اور دھاکوں کے علاوہ ہے ہی کچھ نہیں

سیاست بذریعہ دولت......دولت بذریعہ سیاست باقی سب بکواس ہے

پاکستان کی تاریخ صرف بلنڈرز، پلنڈرز اور سرنڈرز کی تاریخ ہے یعنی بھیانک غلطیاں+ لوٹ مار+ پے در پے شکستیں

ہم دو نمبر کاموں میں ایک نمبر قوم ہیں

ہماری قومی زبان اردو، قومی ترانہ فارسی، دفتری زبان انگریزی مذہبی زبان عربی اور مادری زبان؟

بانیِ پاکستان مہاجر تھے نہ سندھی، نہ سرائیکی نہ پنجابی، نہ پٹھان نہ بلوچ...... نہ ارائیں نہ جاٹ نہ کشمیری نہ گجر، نہ راجہ نہ رانا نہ کھوکھر تو وہ کون تھے؟ صرف ''قائدِاعظم''

ہم جیسے تو اپنے معاشروں کا چلتا پھرتا صدقہ ہوتے ہیں

حج ان کے خرچے سرکاری...... ہے کیسی خرکاری

انسانی گوشت حرام ہے یا حلال؟ میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ عوام کا گوشت حکمران طبقوں کی مرغوب ترین غذا ہے

آٹا نہ رہے تو شرم، حیا، رواداری، مروت، محبت، عدل، احسان اور صلہ رحمی وغیرہ کا شدید گھاٹا شروع ہو جاتا ہے

جب کچھ لوگوں کو ضرورت سے زیادہ ''تحفظ'' حاصل ہو جائے تو پوری قوم عدم تحفظ کا شکار ہو جاتی ہے

کبھی صرف انگور کھٹے ہوتے تھے لیکن اب تو عوام کے لیے کھجوریں بھی زہریلی ہو چکی ہیں

جو بے غیرت اپنی ساکھ نہ سنبھال سکے، ملک کیسے سنبھال سکتا ہے؟

عشرت کدوں کو عبرت کدوں میں بدلتے دیر نہیں لگتی

ہم میں سے ہر ایک کا ہاتھ کسی دوسرے کی جیب میں ہے

ڈراکیولا خون نہ پیئے گا تو اس کا اپنا خون ہو جائے گا

وہ دن کب آئے گا جب 5,5 مرلوں پر مشتمل جیبیں جلتے ہوئے تندوروں پر مشتمل ہوں گی

جس کے پاؤں تلے زمین اور سر پر چھت اپنی نہیں، اس کا ووٹ اپنا کیسے ہوسکتا ہے؟ جاگیرداری کی موجودگی میں جمہوریت ایسے ہی ہے جیسے کوئی امام حسین کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد یزید کے پاس لنچ کے لیے چلا جائے اور ڈنر شمر کے ساتھ کرے

وہ بے وقوف ہیں جن کا خیال ہے کہ برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت رہی۔ یہ چند مسلمان خاندانوں کی حکومت تھی جسے مسلمانوں کی حکومت بتایا جاتا ہے

خودکشی کرنے والے ہر شخص کا بھی کوئی نہ کوئی قاتل ضرور ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں ریاست ہی ایسے لوگوں کی قاتل ہے

طاقت ور تو ہر جگہ اپنا آپ منوا لیتا ہے سو ''اپنا ملک'' کمزوروں کی ضرورت ہوتا ہے اور جو ملک اپنے کمزور کو طاقت نہ دے سکے وہ ملک نہیں ''منڈی'' ہوتا ہے جہاں ڈنڈے اور ڈنڈی کی حکومت ہوتی ہے

جن ملکوں کے حکمران اپنے عوام کے سامنے کمزور اور جوابدہ ہوں ان کے سامنے پوری دنیا کمزور اور جواب دہ ہوتی ہے اور جن ملکوں کے حکمران اپنے عوام کے لیے شیر ہوں، وہ باقی

دنیا کے سامنے چوہوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں

لغاری، زرداری، مزاری، بیوپاری، درباری ایک طرف، قوم بیچاری دوسری طرف

مسلمانوں کا ماضی ان کا مستقبل کھا گیا

کبھی کبھی عروج کے اسباب ہی زوال کا باعث ثابت ہوتے ہیں

عوام طاقت کا سرچشمہ ضرور ہیں لیکن......سوکھا ہوا چشمہ

عموماً مجبوری ہی مجرم پیدا کرتی ہے

---

5 جولائی میرا جنم دن ہے جسے ایک بے غیرت غاصب کی وجہ سے مجھے ''یوم سیاہ'' کے طور پر منانا پڑتا ہے

بھٹو کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اس نے عوام کو حقوق کا شعور تو دیا، فرائض کا سبق نہیں پڑھایا

جسے ''آزادی'' کی خواہش ہے وہ پاکستان نامی اس ملک میں نئی جنگ آزادی کا آغاز کرے

''دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے''

میں پوچھتا ہوں یہ دشت، دریا اور بحرِ ظلمات ہمارے باپ کی جاگیر تھے؟ سچ تو یہ ہے کہ ہر طاقت کا ایک اپنا ''ورلڈ آرڈر'' ہوتا ہے ہمارے پاس طاقت تھی ہم نے اپنا ''ورلڈ آرڈر'' نافذ کر دیا۔ آج ان کے پاس طاقت ہے اور وہ اپنا ''ورلڈ آرڈر'' مسلط کر رہے ہیں تو یہ ان کا ''حق'' ہے

شرافت اور صداقت نام کے دونوں بھائی عرصہ دراز سے لاپتہ ہیں۔ کاش کوئی تاوان دے کر انہیں رہائی دلا سکے

انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ...... طاقت، طوائف سے زیادہ ناقابلِ اعتبار ہے

لعنت ایسے آسیب زدہ گھر پر جسے گھر والے چھوڑ جانے کی شدید خواہش میں مبتلا ہوں کوئی سروے تو کرے کہ اس ملک کے کتنے فیصد یہاں سے ہجرت کر جانا چاہتے ہیں؟ آج امریکہ، کینیڈا یا آسٹریلیا ویزا عام کر دے تو پورا ملک خالی ہو جائے

پوری امت اپنی اشرافیہ کے پاس یرغمال ہے

دلدلی معاشروں میں دلال پیدا ہوتے ہیں، دانش ور نہیں

اسلام کی آمد سے پہلے کعبہ میں اتنے بت نہیں تھے جتنے آج ہر مسلمان ملک میں موجود ہیں

محمد ﷺ کے علاوہ نہ میرا کوئی قائد ہے نہ قائداعظم نہ قائد ملت اور نہ قائد عوام

کائنات کا مالک و مختار ایک

ملک کا حکمران ایک

مافیا کا چیف ایک

قبیلہ کا سردار ایک

گھر کا سربراہ ایک

ٹیم کا کپتان ایک

تو جان لو کہ سپر پاور بھی ایک ہو گی کہ یہی انسانی ارتقاء کا وہ منطقی انجام ہے جس کے بعد دنیا ''یونی پولر'' ہی رہے گی

جہاں چار مرلے میں چار خاندان مقیم ہوں، چودہ طبق تو روشن ہو ہی جاتے ہیں

مہنگائی نے اس طرح مجنوں بنایا کہ ہر قیس کو اپنی لیلیٰ بھول گئی

اب کسی بھوکے بے روزگار کو برتن دھونے والے صابن کی ضرورت نہیں

قوموں کے عروج و زوال کی ہر پرانی تھیوری کو سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے روند کے رکھ دیا کبھی قوموں کے درمیان عشروں کا فیصلہ ہوتا تھا جو اب صدیوں کے فاصلہ میں تبدیل ہو چکا...... کبھی پوری کی پوری قوم کو موٹی ویٹ اور موبلائز کرنا پڑتا تھا اب صرف چند عالی دماغ پوری دنیا پر کمانڈ اور کنٹرول کے لیے کافی ہیں

طاقت اور دولت کے ارتکاز نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا حالانکہ اسلامی حکمت یہ تھی کہ دولت اور طاقت پورے معاشرے میں اس طرح گردش کرے جس طرح انسانی جسم میں

خون سرتاپا منصفانہ طور پر گردش کرتا ہے

آج کی دنیا کے ''گلوبل ولیج'' میں غیر جمہوری ملک کمی کمینوں سے زیادہ کچھ نہ ہوں گے...... یہ اور بات کہ کچھ ''کمی'' چوہدریوں کے چہیتے بھی ہوتے ہیں

مستقبل کے حکمران ''مارکیٹنگ مینیجرز'' سے زیادہ کچھ نہ ہوں گے

''جبرالٹر'' کے جواب میں ''تورابورا'' ہو جائے تو برداشت کیا کرتے ہیں...... چیخیں نہیں مارا کرتے

اپنے بیشتر ہیروز دیکھ کر شرم آتی ہے

مسجدیں تو صدیوں سے آباد ہیں، اب لیبارٹریاں بھی آباد کر کے دیکھو

نبی کریم ﷺ سے زیادہ باعمل شخص تاریخ میں نہیں گزرا...... یہ ''چلّے'' کاٹ رہے ہیں اعتکاف میں بیٹھے ہیں

پاکستانی مسلمان بیرونِ ملک دوسرے درجہ کا شہری ہوتا ہے جبکہ اپنے ملک میں تیسرے درجے کا بھی نہیں کیوں کہ ''رعایا'' کا کوئی درجہ نہیں ہوتا

علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث تھی لیکن اس نے تو آج تک اس کی ایف آئی آر تک درج نہیں کرائی

جہالت کے ماؤنٹ ایورسٹ پر براجمان ملائیت...... ''علماء'' کہلاتی ہے تو انجام بھی سامنے ہے

اجتہاد مسلمان عوام کے بنیادی حقوق میں سے ایک ہے جس کے لیے کسی نام نہاد عالم کی ضرورت نہیں اندر کی آواز ہی کافی ہے

وہ کس کا وطن ہے جہاں اہلِ وطن کو نہیں...... غیر ملکیوں کو شکار کی اجازت ہے تاکہ وہ نایاب ترین پرندوں کے مخصوص اعضاء سے اپنی ''مردانہ قوت'' میں اضافہ کر کے اہلِ مغرب کے تلوے چاٹ سکیں

جعلی کلیموں سے شروع ہونے والا معاشرہ ترقی کرتے کرتے قبضہ گروپوں تک ہی پہنچنا تھا

''حصولِ ثواب'' کے لیے سڑکیں روکنے والے آج اور آخرت کے عذاب کا انتظار کریں

یہ کیسے مسلمان ہیں، جنہوں نے رمضان کے مہینہ کو منافع خوری کے مہینہ میں تبدیل کر دیا

غیروں نے کائنات میں نئی زمین ڈھونڈ لی...... یہاں آئین ہی دکھائی نہیں دیتا

صدیوں سے ایک ہی پوز اور پوزیشن کے باعث ہماری ہڈیاں جڑ چکی ہیں

منہ سے بڑا نوالہ کبھی کبھی دانتوں سے محروم کر دیتا ہے یا حلق میں پھنس جاتا ہے

وہ کلوننگ تک پہنچ گئے...... ہم کمانڈو گیری سے ہی باہر نہیں نکلے

شاعری میں مبالغہ اور رنگ بازی چلتی ہے سو اقبال نے اگر ممولے کو شہباز سے لڑانے کا مشورہ دیا تو وہ کسی حد تک حق بجانب تھا کچھ بے وقوف تو سیریس ہی ہو گئے حالانکہ اللہ نے ممولے کو اس طرح ڈیزائن ہی نہیں کیا کہ وہ شہباز کے ساتھ پنگا لے

اسامہ بن لادنی، صدامی اور ملا عمری کے نتائج بھگتنے کے باوجود ابھی تک کچھ عقل کے اندھوں کو سمجھ نہیں آئی کہ مسئلہ کیا ہے اور اس کا حل کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟
مسلمانوں کو کسی ماہر ترین ''فزیوتھراپیسٹ'' کی ضرورت ہے جس سے فارغ ہو کر انہیں کسی ماہر نفسیات کے پاس جانا ہوگا

مولوی نے انتہائی مہارت سے مسلمانوں کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگایا ہوا ہے

اقبال نے کہا کہ اسے ان نوجوانوں سے محبت ہے جو ستاروں پر کمند ڈالتے ہیں، ہمارے نوجوانوں نے فلمی ستاروں پر کمندیں ڈالنی شروع کر دیں اور جو وہاں تک نہ پہنچ پائے انہوں نے دھاتی تار سے پتنگ باندھ کر بیچاروں پر کمند ڈالنے کی پریکٹس شروع کر دی

کشمیر تو ہماری شہ رگ ہے لیکن ہماری ذاتی شہ رگ ہماری شہ رگ نہیں ہے

میں اللہ سے نہیں..... ''انشاءاللہ'' سے ڈرتا ہوں

مسلمانوں کے اسلام قبول کرتے ہی ان کے دن پھر جائیں گے

انقلاب کی کتاب کو ثواب کی کتاب سمجھنے والے کا مقدر سراب کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے

یہ دنیا دو ستونوں پر کھڑی ہے
مالیاتی نظام کا ستون
سیاسی نظام کا ستون
دونوں کے آرکیٹیکٹ بھی یہودی، انجینئرز بھی یہودی سو ہماری حیثیت نقالوں کے نقال سے زیادہ کچھ نہیں

مٹھی بھر یہودی اس قدر مسلمانوں کی بھاری تعداد پر بھاری ہیں کیوں کہ مقدار نہیں...... معیار فیصلہ کن ہے۔ یہ تعداد نہیں استعداد کا زمانہ ہے

ملاّ مغربی مصنوعات کے بائیکاٹ کی بات کرتے ہوئے بھول جاتا ہے کہ ایسا کرتے ہی وہ پتھر کے زمانے میں پہنچ جائے گا۔ برصغیر کے مسلمان نے تو ''ماچس'' بھی انگریز کی آمد پر دیکھی اور جب ریل کی پٹڑیاں بچھائی گئیں تو ملاّؤں نے کہا تھا...... ''فرنگی لوہے کے پٹے ڈال کر ہندوستان کو گھسیٹ کر انگلستان لے جانا چاہتا ہے''

ہمیں تاریخ کے نام پر بے معنی قصے کہانیاں پڑھائی جاتی ہیں

جب کوئی احتجاجاً خود سوزی کرتا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ جل کے راکھ ہو گیا...... سب کچھ!

ہم نے گدھوں کی خرید و فروخت کو ''ہارس ٹریڈنگ'' کہنا شروع کر دیا

کبھی کبھار پاکیزگی کے لیے ''خون کا غسل'' ضروری ہو جاتا ہے

حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف عموماً ایک ہی سکے کے دو رُخ ہوتے ہیں

جس کے پاس ہتھیار...... وہ ہتھیارا

اچانک بیوہ ہو جانے والی جوان عورت جیسے بین مردوں کو زیب نہیں دیتے ''جرمِ ضعیفی'' کا ارتکاب کیا ہے تو مردانگی کے ساتھ ''مرگِ مفاجات'' کا سامنا بھی کرو اور بدبودار لفظوں کی سوداگری سے باز رہو...... ہوش سے کام لو اور دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھو کہ تم کس عہد میں زندہ ہو اور اس کے تقاضے کیا ہیں

صبحِ کاذب...... کاذب نہیں ہوتی دیکھنے والی آنکھ کاذب ہوتی ہے

برصغیر کی تقسیم نے مجھے تقسیم کر کے رکھ دیا...... میرا جسم کراچی، میاں چنوں، لائل پور اور لاہور میں رہا میری روح آج تک جالندھر، لدھیانہ، امرتسر اور ان شہروں کے گرد نواح میں ماتم کناں ہے

حالات ایسے ہیں کہ کراچی سے خیبر تک دہکتے ہوئے انگاروں کی ''موٹروے'' پر انسان ننگے پاؤں ماتم کرتا ہوا چلتا جائے تو بھی کم ہے

حکمران طبقات چھت دینے کا وعدہ کر کے غریب کے سر سے آسمان تک کھینچ لیتے ہیں۔ کپڑوں کا کہہ کر کھال اُتار لیتے ہیں۔ روٹی کا جھانسہ دے کر زہر بھی نہیں دیتے اور جوتی پہنانے کے بہانے پاؤں ہی کاٹ لیتے ہیں

بھکاری نے بھیک کے لیے ہاتھ پھیلائے.... حکمران نے اس کے ہاتھ کاٹ کر فریزر میں محفوظ کر لیے تاکہ بیرونی قرضہ حاصل کرنے کے لیے انہیں استعمال کر سکے

انسان کو زندگی میں ہی مر جانا چاہیے

جس کو میدانِ جنگ میں ماں باپ، بہن بھائی یا بیوی بچے یاد آ گئے، شکست اس کا مقدر سمجھو

فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ بے وقوف ہیں یا بے غیرت جو شاہ خالد اور شاہ فہد جیسے بادشاہوں کی موت پر ان کے قصیدے لکھتے ہوئے انہیں عالمِ اسلام کے محسن دوست اور شجرِ سایہ دار قرار دیتے ہیں۔ کچھ نے تو یہ بھی لکھا کہ ''ان کے محل کے دروازے عوام کے لیے کھلے رہتے تھے'' حالانکہ مسلمان حکمرانوں کے لیے محلات مکروہات بلکہ حرام ہیں

یہاں یحییٰ خان پورے پروٹوکول کے ساتھ دفن ہوتا ہے اور عام انسان کے لیے قبر کا حصول مشکل ہوتا جا رہا ہے

عوام کالی رات میں کالے چشمے پہن کر کالے کمرے میں کالی بلی ڈھونڈ رہے ہیں

ایک زمانہ تھا جب مسجد کے آس پاس زمین مہنگی ہوتی تھی، اب گاہک ہی نہیں ملتا

صحراؤں میں مچھلی اور سمندروں میں ہرن ڈھونڈنے والے ریت میں گم یا پانی میں غرق ہو جایا کرتے ہیں

یہاں تو ''جیک'' بھی اس کا لگتا ہے جس کی جیب میں چیک ہو

عنقریب پٹرول پرفیوم کے طور پر استعمال ہوا کرے گا

بھوک بدتمیز بنا دیتی ہے اور ترکاری تمیز سکھاتی ہے؟

سالن کا سٹے آرڈر کب ختم ہوگا؟

عوام کو فاقوں کا ''فٹنس سرٹیفکیٹ'' جاری کرو

اس ملک میں بھوک کی برسی کب منائی جائے گی

یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران
اے قائداعظم ترا احسان ہے احسان

پاکستان کی حکمران اشرافیہ نے مشرقی پاکستان کی صورت میں قائد کا آدھا احسان تو اتار دیا...اب کوشش میں ہیں کہ باقی آدھا بھی اُتار دیں

آئندہ الیکشن صاف شفاف ہوں یا دھندلے...نتیجہ ریفرنڈم سے مختلف نہیں ہوگا

کشمیر تو آزاد ہو ہی جائے گا.... پاکستان کب آزاد ہوگا؟

ایک اچھا پاکستانی نہ نماز چھوڑتا ہے نہ عمرہ چھوڑتا ہے نہ حج چھوڑتا ہے نہ روزہ چھوڑتا ہے اور

...نہ حرام چھوڑتا ہے نہ جھوٹ چھوڑتا ہے نہ خوشامد چھوڑتا ہے نہ منافقت چھوڑتا ہے نہ کام چوری چھوڑتا ہے نہ ملاوٹ چھوڑتا ہے

جتنا بڑا ''نشان'' اس کے ماتھے پر ہے......اس سے کہیں بڑا گہرا اور سیاہ نشان اس کے دل پر ہے

کبھی بدنصیب مظلوم بستیوں پر جن بھوت آیا کرتے تھے اب بجٹ اور منی بجٹ آتے ہیں

ٹاپ ٹین اشتہاریوں کی فہرست میں صرف ڈاکوؤں، دہشت گردوں کے نام ہی کیوں ہوتے ہیں؟

پیٹ میں روٹی نہیں...کندھے پر ہتھیار ہے

ہر شے کی ''نجکاری'' کے نتیجہ میں خودمختاری اور خودداری بھی نجکاری کی زد میں آ گئی

ہر بے روزگار ایک ایسا ہینڈ گرنیڈ ہے جس کی پن کسی لمحہ بھی نکل سکتی ہے

یہ بے غیرت منرل واٹر پی کر عوام کے لیے صاف پانی کی فراہمی کے منصوبے بناتے ہیں

یہ بدمعاش اپنے بچے کو مہنگے ترین سکول میں ڈراپ کرنے کے بعد ''تعلیمی پالیسی'' پر میٹنگ کے لیے روانہ ہوتے ہیں

یہ منافق بیش قیمت ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں بیٹھ کر ''پبلک ٹرانسپورٹ'' کی ''بہتری'' پر غور کرتے ہیں

کبھی کبھی کوئی رات صدیوں پر محیط ہوتی ہے

ظلم ایک ایسا ''جائنٹ وینچر'' ہے جس میں ظالم و مظلوم ففٹی ففٹی کے پارٹنر ہوتے ہیں

جان دیئے بغیر جان نہیں چھٹتی

صرف لوہے، کپڑے، لکڑی، پلاسٹک، شیشے اور ایلومینیم وغیرہ کا ہی کچرا (Waste) نہیں ہوتا.... انسانوں کا بھی ہوتا ہے پورا عالمِ اسلام بنی نوع انسان کا کچرا بنا ہوا ہے

بہت سے انسان دراصل انسان نہیں، انسان کی غیر تصدیق شدہ فوٹو کاپیاں ہوتے ہیں

دنیا سکڑتے سکڑتے گاؤں بن گئی اور گاؤں میں مکھیا، چوہدری، چوکیدار، زمیندار ہی نہیں۔ کمی کمین بھی درکار ہوتے ہیں، کمتر قومیں اس عالمی گاؤں میں یہی کردار ادا کریں گی

عالمِ اسلام کے مستقبل بارے پریشان احمقوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ یہ ''عالم'' ہے کہاں؟

تہذیبوں کے تصادم کا فلسفہ ایک احمقانہ خیال ہے کیوں کہ تصادم کے لیے دو فریقوں کا ہونا ضروری ہے جبکہ مغربی تہذیب کے علاوہ باقی تہذیبوں کے صرف ''مُردے'' موجود ہیں جن کا کفن دفن باقی ہے

انسانی زندگی اور تاریخ کا سب سے اہم لفظ ''طاقت'' ہے کبھی مسل کی طاقت کا غلبہ تھا...اب عقل کی طاقت کا غلبہ ہے

خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ خلقِ خدا کے ہجوم میں سے گزرتا ہے

چاند سے چہرے اور ستاروں جیسی آنکھوں کا یہ مطلب نہیں کہ کائنات محبوب کے چہرے میں سمٹ آئی ہے

علامہ اقبال نے شجر سے پیوستہ رہ کر امیدِ بہار رکھنے کا مشورہ تو دیا لیکن یہ نہیں بتایا کہ سفیدے اور کیکر سے پیوستہ رہنے والوں کو بہار کبھی نصیب نہیں ہوتی ......

یہی نہیں اقبال نے ممولے کو شہباز سے لڑانے کا مشورہ دے کر بھی مسلمانوں کو مروا دیا دراصل اقبال معدہ کی مریض قوم کے لیے ایسی مرغن غذا تھا جو اسے ہضم نہیں کر سکی

یہ ایسے بے حمیت ہیں جو اپنے عوام کو ''مفت'' ملنے والی عزتِ نفس بھی نہیں دے سکے

ہمارے نکے ٹوکری دانش ور اس بات پر متفق ہیں کہ پوری دنیا مسلمانوں کے خلاف سازش میں مصروف ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ مائیک ٹائی سن.... ''کوڈو'' کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے

ہر مسلمان کو ذلیل و رسوا رکھنے کے لیے اس کا حکمران طبقہ ہی کافی ہے

ماں کی کوکھ سے دھرتی کی گود تک سب کا آغاز اور انجام ایک سا سو انسان کے لیے درمیان کا وقفہ ہی اصل امتحان ہے کہ وہ وقار کی زندگی گزار گیا یا اُدھار کی، اصول کی یا وصول کی

بندر کے ہاتھ استرا، بچے کے ہاتھ ہینڈ گرینیڈ، پاگل کے ہاتھ پتھر اور فوجی کے ہاتھ ملک......ایک ہی جیسی بات ہے

جنرل ضیاء الحق کی ساری زندگی جھوٹ میں گزری لیکن اس کا ایک سچ ناقابلِ تردید ہے کہ پاکستان کا آئین چند کاغذوں پر مشتمل ایک چیتھڑے سے زیادہ کچھ نہیں

نواب زادہ نصر اللہ کو زندگی بھر حقے اور بندوق کی نالی کا فرق سمجھ نہیں آیا

یہ کیسا معاشرہ ہے جہاں لوگ موت سے نہیں زندگی سے خوفزدہ ہیں

عدالت ہے انصاف نہیں، ہسپتال ہے علاج نہیں، مزدور ہے، مزدوری نہیں، منہ ہے نوالہ نہیں، الیکشن ہے، جمہوریت نہیں، مولوی ہے دین نہیں، ملک ہے آئین نہیں، واپڈا ہے بجلی نہیں، واسا ہے پانی نہیں......یہ ہے ہمارا پاکستان

اپنا ملک کمزوروں کی ضرورت ہوتا ہے کیوں کہ طاقت ور جہاں چلا جائے وہی اس کا ملک بن جاتا ہے اور جو ملک اپنے کمزوروں کی حفاظت نہ کر سکے وہ ملک نہیں منڈی ہوتا ہے جہاں رعایا کو شہری قرار دے کر خرید و فروخت ہوتی ہے

پاکستان نمک کی کان ہے

بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ عوام تو بے عزت رہیں لیکن ملک باعزت ہو جائے، لوگ تو غلام رہیں اور ملک آزاد ہو جائے اپنے شہریوں کا تو استحصال کریں لیکن خود بین الاقوامی بدمعاشوں کے استحصال سے محفوظ رہیں...جن نام نہاد ملکوں کے عوام کمزور ہوں وہ ملک کبھی مضبوط نہیں ہو سکتے

مسلمانوں میں اسلام کی تلاش یوں ہی ہے جیسے کوئی سنتھیٹک لباس پہن کر پٹرول میں نہانے کے بعد دہکتی آگ میں کود جائے اور سوچے کہ آگ اسے جلا کر راکھ نہیں کرے گی

اس ملک میں بہت سی چمگادڑیں ''نورالدین'' کے نام سے مشہور ہیں

مذہب سے لے کر ملک تک ہر شے کو ''سودا'' سمجھ لیا گیا اور دونوں کے سوداگر ہی معتبر قرار پائے

ہمارے جیسے ملکوں میں دو چوروں کے درمیان مقابلہ کو جمہوریت کہتے ہیں

عوام اور اونٹ کی کمر میں کوئی فرق نہیں...نجانے کب کون سا تنکا آخری تنکا ثابت ہوا اور سٹیج اپنے ایکٹروں سمیت تاریخ کے گٹر میں گم ہو جائے

بھینس سینگ مارے لیکن دودھ نہ دے تو اسے قصائی کے حوالے کر دیتے ہیں...عوام اپنی وی آئی پی بھینسوں کو کب تک برداشت کرتے رہیں گے؟

نیچ فرد، قبیلے اور قوم کی ایک آسان پہچان یہ ہے کہ نہ سچ بول سکے نہ سن سکے

بہترین شریکِ حیات دنیا کی بہترین عورت نہیں ہوتی...صرف ایک ایسی عورت ہوتی ہے جو اپنے شوہر کے مزاج کو یوں سمجھتی ہے جیسے ایک ملاح دریا کا مزاج آشنا ہوتا ہے

برصغیر کے باسی بھی عجیب بے وقوف اور بے غیرت ہیں کہاں گائے اور سور کی چربی کے کارتوسوں پر جنگ آزادی شروع کردی اور کہاں یہ کہ نام نہاد آزادی کے بعد سے اب تک اپنے اپنے برہمنوں کے ہاتھوں اپنی چربی چرائے جانے پر بھی احتجاج نہیں کررہے

برصغیر پر حملہ آور ہونے والے لٹیرے تھے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی اولادیں اور نام لیوا آج بھی لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں لوٹ ماران کی سائیکی، ساخت اور سوچ کا حصہ ہے اسی لیے کوئی جج، کوئی جرنیل، کوئی جرنلسٹ، کوئی ڈاکٹر، کوئی تاجر اور کوئی سیاستدان یا مولوی بن کر لوٹ مار میں مصروف ہے

جس پیشے کا ''معاوضہ'' ہو وہ مقدس نہیں ہوسکتا، جو مرض کی تشخیص یا دوا کے لیے یا بے گناہ ثابت کرنے کے لیے معاوضہ طے کرے وہ ڈاکٹر یا وکیل بھی ویسا ہی ہے جیسا کوئی موچی یا چمار......باقی سب ہم جیسے سفید پوشوں کا پروپیگنڈہ ہے

جہاں بھوکے کو کھانا کھلا کر خوراک کا خرچ ہی نہیں، اس پر بے تحاشہ منافع بھی وصولا جاتا ہے اور پوری دنیا اِسے جائز تسلیم کرتی ہے......اس ''ہوٹل انڈسٹری'' میں گاہک کو ''گیسٹ'' کہہ کر میزبان اپنے مہمان کی کھال اُتارتا ہے

جس طرح مردار خور گدھوں اور چیلوں کو ''شاہین'' کہہ دینے سے وہ ''شاہین'' نہیں ہوجاتا

اسی طرح عوام کے فاتحین کو مجاہد کہنے سے مافیا......مجاہد نہیں ہوجاتا

اس قوم کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی عورت بھڑکتے ہوئے شعلوں کے درمیان بیٹھ کر سولہ سنگھار کررہی ہو

روٹی کبھی بنیادی حقوق میں شامل نہیں ہوگی اور غریب آدمی کا خون ہمیشہ ''بی پازیٹو'' ہی رہے گا یعنی ''بھوک پازیٹو''

فاقے اور فینائل کی گولیوں میں کیا رشتہ ہے؟

زکوٰۃ دینے والے محکمہ کے اخراجات دی جانے والی زکوٰۃ سے کہیں زیادہ ہیں

پاکستان اسلام کا قلعہ نہیں......قلع قمع ہے

تھانوں کی حدود میں ملزموں کو ہی ہارٹ اٹیک ہوتا ہے کبھی کسی تھانیدار کو کیوں نہیں ہوا؟

حکومت ''آبادی میں اضافہ'' روکنے کے بعد اب ''آبادی میں کمی'' کے منصوبہ پر عمل درآمد کررہی ہے

ڈی سی کے بعد ڈی سی او ایسے ہی ہے جیسے کوئی زہر کی بوتل پر آبِ زم زم کا لیبل لگا دے

فاقوں کی فائل عشروں سے ایک ہی جگہ پڑی ہے

خالی جیب جرائم سے بھر جاتی ہے

بھوک اور بدتمیزی......ترکاری اور تمیز آپس میں فرسٹ کزن ہیں

بدوں کو بددعائیں غیروں کے لیے دعائیں بن جاتی ہیں؟

بدمعاش دراصل وہ ہے جس کا معاش......بدہو سو پاکستان بدمعاشوں کے رحم وکرم پر ہے

انتقام کی آگ میں سب سے پہلے دل اور دماغ جل کر راکھ ہوتے ہیں

افغانستان میں داڑھیوں، جھاڑیوں اور پہاڑوں کے علاوہ اور تھا ہی کیا؟

طاقت ور نے زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا ''میں تمہارے دانت نکال دوں گا''، تھپڑ کے بعد اندازہ ہوا کہ اس غریب کے منہ میں تو دانت ہی نہیں تھے

طاقت بھی دولت کی مانند ہے جو ''خرچ'' کرنے سے کم ہوتی ہے اور انویسٹ کرنے سے بڑھتی ہے

فدائی صرف ایک بار مرتا ہے جبکہ اہلِ فکر روز مرتے اور جیتے ہیں

کاش خودکش حملوں کا عادی یہ جان جائے کہ مرنے سے زیادہ دلیری کا کام زندہ رہنا ہے

مسلمانوں کو سرفروشوں کی نہیں سروں کی ضرورت ہے

مجھے اس وقت سے خوف آتا ہے جب مرلوں پر مشتمل جیبیں تندور بنا دی جائیں گی اور جس گھر کی چمنی سے دھواں نکلے گا اسے آگ لگا دی جائے گی

کیا انسانی معاشروں میں بھوک بموں کا پھٹنا دہشت گردی نہیں؟

تیسری دنیا......تیسری دنیا اس لیے ہے کہ دراصل تیسرے درجے کی دنیا ہے

فاقے فانی نہیں روٹی کا ثانی نہیں

تمہیں اسامہ کی فکر، مجھے گاما کی فکر

کشمیر پاکستانیوں کی شہہ رگ ہے، فلسطین ان کا گروہ ہے، چیچنیا ان کا جگر ہے حالانکہ وہ خود کینسر کے مریض ہیں

جن کے سینے میں دل ہی نہیں، ان کے دل میں سارے جہاں کا درد ہے

قوم ''یوم'' مناتے مناتے آدھی سے زیادہ صدی گزار چکی......اس کی باقی بھی یونہی گزرے گی

میں پشاور، لاہور، کوئٹہ، کراچی وغیرہ کے ہم وطنوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر رونے

سے تو فارغ ہولوں پھر کشمیر، فلسطین، چیچنیا پر بھی رولوں گا

سب بھاشن دیتے ہیں، راشن کی فکر کسی کو نہیں

خالی پیٹ...... بالآخر پراسرار سرگرمیوں کا مرکز بن جاتا ہے

خوبصورت رشتے محبت کی بند مٹھی میں اعتماد کی ریت ہوتے ہیں

اندھیرے شہر میں تو ایک مشعل ہی کافی ہوتی ہے لیکن اندھوں کے شہر میں سورج بھی ناکافی ہوتا ہے

جاہل عورت روح کا آبلہ ہے اور فہیم عورت آنکھوں میں نور اور نیند کی مانند ہے

کچھ لوگ خود اپنی ذات کی تعمیر میں بھی گھٹیا اور ناقص میٹریل استعمال کر کے خوش ہوتے ہیں کہ چلو بچت ہوگئی

مبارک ہے وہ جو ایسا سامان بھی خریدے جسے آخری سفر پر ساتھ لے جاسکے

پلاسٹک کے پھولوں کی دکان کے قریب ہی تتلیوں، جگنوؤں اور شہد کی مکھیوں کا قبرستان ہے

کم ظرف کے لیے اچھی تحریر کوری اور عمدہ تقریر گونگی ہوتی ہے

گالی نہ ہوتی تو مجھے کب کا برین ہیمرج ہو چکا ہوتا

سچ کے دیوتا نے آبِ حیات میں زہر ملا کر پی لیا، اسی لیے وہ مر بھی چکا اور زندہ بھی ہے

ہم میں سے اکثر زندگی کی کہانی میں املا کی مضحکہ خیز غلطیاں ہیں

اگر میں نہ ہوتا...... نہ حسین ہوتا نہ یزید

ایک قید سے دوسری قید تک کے فاصلے کو آزادی کہتے ہیں

عورت اور مرد کے ملاپ سے آدمی جبکہ جسم اور روح کے ملاپ سے انسان جنم لیتا ہے

سفارت کاری پھٹے ہوئے دودھ سے بھی دہی بنا لیتی ہے

پاکستان جیسے ملکوں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ان پر لکھی گئی تحریر اور کی گئی تقریر کبھی آؤٹ ڈیٹڈ یا غیر متعلق نہیں ہوتی

یہ ملک رندوں کے لیے مشکل اور درندوں کے لیے آسان ہے

پاکستان میں اشرافیہ نہیں...... صرف مافیا ہے

لاہور کا مشہور کردار ماما مودا المعروف مودا کنجر کروڑوں روپے مالیت کی کسٹم میڈ گاڑی میں بیٹھ کر بھی ''مودا کنجر'' ہی رہے گا۔ محمود غزنوی نہیں بن جائے گا

ہم ''جعلی نبی'' تو برداشت نہیں کرتے لیکن ''جعلی امتی'' کیسے برداشت کر لیتے ہیں؟

صفائی کا خاص خیال رکھیں......خاص طور پر قومی خزانے اور ملکی وسائل کی صفائی کا

یہ ایک ایسا ''اسلامی معاشرہ'' ہے جہاں نلکے کا پانی اُبال کر اور بوتل بند پانی دو مرتبہ اُبال کر پینا چاہیے

اپنی باری کا انتظار کیجئے ورنہ چور دروازہ بھی حاضر ہے اور کھڑکی توڑ کر اندر گھسنے پر بھی کوئی پابندی نہیں

ہم عوام کو انصاف دیئے بغیر ترقی یافتہ دنیا سے انصاف کی توقع رکھتے ہیں اور ہم آپس میں ہر قسم کی اخلاقیات روندنے کے بعد اہلِ مغرب کو اخلاقیات کے بھاشن دیتے ہیں

گیٹ کے سامنے گاڑی پارک کرنا منع ہے لیکن گدھا گاڑی، ٹانگہ، ریڑھا اور فوجی ٹرک پارک کرنے کی اجازت ہے

عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے جبکہ بیوقوف کے لیے کنارہ بھی کافی نہیں

ہم پرانی غلطیاں نہیں دہرائیں گے......نئی غلطیاں کریں گے کیوں کہ ہم زندہ قوم ہیں

یہاں سگریٹ پینا منع ہے لیکن حقہ، پائپ، سگار اور بیڑی پینے کی اجازت ہے

یہاں تھوکنے والے کو حوالہ پولیس کیا جائے گا صرف قے، کلی، اور رفع حاجت کی اجازت ہے

ہم کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتے البتہ قانون کے ساتھ زنا بالجبر کی کھلی چھٹی ہے

خون کا عطیہ دیجئے......سرخ ہو یا سفید!

سینما ہال میں گنڈیریاں چوسنے کی اجازت نہیں لیکن پورا گنا لے جانے اور چوسنے پر کوئی پابندی نہیں

پھول توڑنا منع ہے لیکن پودا جڑ سے اکھاڑنے اور پورا چمن اجاڑنے والوں کو دستارِ فضیلت پیش کی جائے گی۔ مر جائے تو سرکاری اعزاز کے ساتھ دفن کیا جائے گا

ہم ہر قیمت پر ''مشرقی اقدار'' یعنی آمریت، ملاوٹ، جھوٹ، بدنظمی، ناانصافی، دوغلے پن، خوشامد، ذات برادری، فرقہ واریت، عدم برداشت، انتہا پسندی، لسانیت، نعرے بازی، بادشاہت، اسراف، نمود و نمائش، حسد، ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے، خلوت کا احترام نہ کرنے وغیرہ وغیرہ کا تحفظ کریں گے

پہلے ہماری مساجد کچی تھیں...ایمان اور ارادے پکے تھے پھر مسجدیں پکی ہوگئیں ایمان اور ارادے کچے رہ گئے

حکمران جب قیمتوں پر کڑی نگرانی کی بات کرتے ہیں تو دراصل یہ روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں نہیں، ان ''گھوڑوں'' کی قیمتیں ہوتی ہیں جو ہماری کسٹم میڈ جمہوریت میں خریدے اور بیچے جاتے ہیں

''جہاز'' کی سیٹ ایسے جہاز میں بک کرادی گئی جس کے کریش کا وقت اور مقام پہلے ہی طے ہے

زندہ قوموں کے ضمیر بھی زندہ ہوتے ہیں اور زندہ ضمیر آمریت کی زنجیر برداشت نہیں کرتے

یہاں اشارہ توڑنا منع ہے لیکن اشارے کرنا؟

ملک کا دفاع ''مضبوط'' ہاتھوں میں ہے لیکن دال دلیے کا دفاع کمزور ہاتھوں میں بھی نہیں

مجرموں کے گرد جو گھیرا تنگ کیا جاتا ہے، اس گھیرے کی وسعت اس کرۂ ارض کے گھیرے سے بھی زیادہ ہوتی ہے

خالی پلاٹ پر بڑی نظریں ہوتی ہیں لیکن خالی پیٹ کی طرف کسی کا دھیان نہیں

موت کے کنویں سے بچ نکلنے والے مہنگائی کے نالے میں غوطے کھا رہے ہیں تو چلو یہ بھی غنیمت ہے کچھ تو ''کھا'' رہے ہیں

''کمانڈو قانون'' اور ''جوڑو کراٹے جمہوریت'' نے قوم کی کمر توڑ دی ہے

جس حکمران کا دروازہ دستک دینے پر نہ کھلے اسے چوگاٹھوں سمیت اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیے

آئندہ الیکشن کے ''شفاف'' ہونے کی ضمانت کا مطلب ہی یہ ہے کہ گزشتہ الیکشن ''دھندلا'' تھا

روشن خیالی...... پیٹ خالی

امپورٹڈ کی گارنٹی نہیں...... لوکل کی کوالٹی نہیں

خزانہ بھرا ہوا...... چھابے خالی

سوائے عوام کے...... ہر شے کا میٹر بہت تیزی سے گھوم رہا ہے

عالمِ اسلام کس عالم میں ہے؟ عوام بے خبر، حکمران بے غیرت

مسلمان نقالی کر رہے ہیں یا جگالی میں مصروف ہیں

یہ مشن کا نہیں ''ایمیشن'' کا زمانہ ہے

"ٹائی ٹینک" کے حادثہ میں بچ جانے والے بھی موت سے نہیں بچ سکے

میرے محمدؐ نے سارے بت پاش کر دیئے مسلمانوں نے محمدؐ کو ہی بت بنالیا

اس مملکت میں فرد اور ریاست کے درمیان سوتیلے پن کا رشتہ بھی نہیں رہا

ہمارے معاشرے میں دانشور کی موت دو کالمی سرخی میں سما جاتی ہے اور ایک جاہل سیاستدان کی موت پورے اخبار کو سمو لیتی ہے

ایک طرف بھوک کی انتہا ہے دوسری طرف بدہضمی کی انتہا۔ اور ان دو انتہاؤں میں "پاکستان" پھنسا ہے

شاہی محلات اور شاہی اخراجات کے جلال اور کمال کسی عہد میں کبھی نہیں بدلتے

جس عہد میں پھٹ جائیں خواتین کے کپڑے، اس عہد کی سلطانہ سے کچھ بھول ہوئی ہے

جس معاشرے میں عدالت اور صحافت داغدار ہو اس کا مستقبل تاریک ہی نہیں، بھیانک بھی ہوتا ہے

آج کے "جمہوری" اور "غیر جمہوری" حکمران خلفاء راشدہ کی تو بات کرتے ہیں لیکن ان جیسا بننے سے ڈرتے ہیں

یہاں "ترقی" کی منازل بے اصول، بے شرمی، بے حیائی اور ڈھٹائی کے سہارے طے ہوتی ہیں

اس ملک میں بڑھتی مہنگائی، رسوائی اور جگ ہنسائی کی ٹرین کا آخری اسٹیشن کب آئے گا؟

اک معمولی سوال......افتاد ہر بار غریب کے گھر ہی کیوں مہمان بن کر اترتی ہے؟

غریب کے گھر آٹا نہیں......امیر کو کوئی گھاٹا نہیں

ہر بات کھوٹی...... پہلے دال روٹی

مل گئی تو روزی نہ ملی تو روزہ

بزنس مین کا مذہب کاروبار، عبادت نفع ہوتی ہے

"آزادی" کے بعد ہم نے جو پہلی چیز کھوئی وہ خود "آزادی" تھی

سوال: آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد کے حالات بتائیں
جواب: آزادی سے پہلے جہاں جہاں ایسٹ انڈیا کمپنی لکھا تھا آزادی کے بعد ہم نے وہاں وہاں "انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ" لکھ دیا

ایک کروڑ کا سوال......اربوں روپے کے مقروض اور قرض واپس کرنے سے معذور و مفلوج

دس شرفا کے نام بتائیے

1857ء کی جنگ آزادی میں نقب لگانے والے 1947ء کے یوم آزادی کو'اغواء' کرنے میں بھی کامیاب رہے

عہدِ جدید میں ''دشمنوں'' کو زیر کرنے کے لیے ''حملے'' نہیں کیے جاتے...... بلکہ ''قرضے'' دیے جاتے ہیں

غلام آزاد بھی ہو جائیں تو ان کے اندر سے غلامی نہیں جاتی

جس کی واردات پرانی وہ خاندانی، جس کی واردات نئی وہ نو دولتیا

اس دورِ زوال میں اسلام نہیں مسلمان زوال پذیر ہے

مجھے عورت کے ننگا کئے جانے پر اعتراض نہیں۔ ممکن ہے ایسا کرنے والے نے کسی ماں کی کوکھ سے جنم لینے کی بجائے کسی درخت پر اُگنے کو ترجیح دی ہو

ایک غریب بے روزگار خودکشی کر کے ریاست کے منہ پر اپنا خون تھوک دیتا ہے

چمگادڑیں اتنی پراثر ہوتی ہیں کہ آبادیوں کو بھی ویرانوں میں بدل دیتی ہیں

پاکستان کی تاریخ اَن گنت ''ڈیڈلاکوں'' پر مشتمل ہے

میں اپنے سماج کے لیے خوراک ہی نہیں...... نظام بھی خالص چاہتا ہوں

عوام دوست آمریت...... عوام دشمن جمہوریت سے کروڑ درجے بہتر ہوتی ہے

کسی اہلِ قرآن کے لیے احساسِ کمتری کا شکار ہونا ناقابلِ فہم بات ہے

جنہیں دن رات اپنے اقتدار کا بخار چڑھا رہتا ہو، وہ عوام کے امراض کا علاج کیا کریں گے

اہلِ مغرب کی اصل کامیابی مادی ترقی نہیں بلکہ وہ احساسِ کمتری ہے جس میں انہوں نے تیسری دنیا کو قید کر رکھا ہے

مغرب کا نظامِ زر (سرمایہ کاری) ہو یا نظامِ حکومت (جمہوریت) انسان کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں ہیں

جو نااہل حکمران اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے وہ ملکی حالات کو کیسے قابو رکھ سکتے ہیں

وہ باپ بزدل، بھیڑیے اور عفریت ہوتے ہیں جو بدنامی کے خوف سے اپنے بچوں کو اپنا نام دینے سے گریز کرتے ہیں

ہم نے ایٹم بم بنالیا لیکن 22 کروڑ کے ہجوم کو قوم نہ بنا سکے

جعلی ڈاکٹر......جعلی دوائیں

جعلی پولیس......جعلی پولیس مقابلے

جعلی لیڈر......جعل ساز تقریریں

ملاؤں کی خوراک......دو نمبر مشروبات

مصنوعی صحافی......نقلی دانشور

یہ ہے پیارا پاکستان

پھر ایک اور ایکشن، پھر ایک اور فیڈ بیک، پھر ایک اور مایوسی

جدھر دیکھو بگاڑ ہی بگاڑ......چیر پھاڑ ہی چیر پھاڑ

جھوٹ کے پاؤں ہی نہیں سر بھی نہیں ہوتا

تاریخ بزدل اور کنفیوژن کے شکار لوگوں کی سرپرستی نہیں کرتی

اوجِ کمال سے ڈرنا چاہیے کہ اس کی گود میں زوال بھی ہمک رہا ہوتا ہے

سورج ڈھلنے اور بَل نکلنے کے لیے ہوتے ہیں

چوہے بلی کا کھیل صرف بزدل چوہیوں اور اَنا پرست بلیوں کو ہی زیب دیتا ہے

پاکستان اس باڑے کی مانند ہے جس کے ہر تھان پر ایک ''مقدس گائے'' بندھی ہے جو چارہ

تو کھاتی ہے جگالی بھی کرتی ہے لیکن دودھ دیتے وقت دولتیاں جھاڑنے لگتی ہے یا سینگ اٹھا کر پیٹ پھاڑنے کو چڑھ دوڑتی ہے

میں راہنما کی تلاش میں نکلا اور راستہ بھٹک کر منزل پر جا پہنچا

اشرافیہ عوام سے کٹ جائے تو ایسی اشرافیہ کٹ جایا کرتی ہے

بے عمل عالم کا عمل تاثر سے تہی ہوتا ہے اسی لیے ہم تہی دامن ہیں

ہم مبالغہ آرائی پر مبنی ترانوں کی ماری ہوئی قوم ہیں

میرے بچو! میری نصیحت ہے بلکہ وصیت ہے کہ کبھی فنکار نہیں......خر کار بننا، شاعر نہیں سمگلر بننا، صوفی نہیں سیاستدان بننا، رہبر نہیں رہزن بننا، لوٹ کا مال نہیں لٹیرا بننا، سودا نہیں سوداگر بننا

یہ فنکاروں کا نہیں......حرام خوروں اور حرام کاروں کا سماج ہے

ہیرو تو نصیبوں والی قوم کو ملتے ہیں ہمیں کم از کم ''جینوئین'' ولن ہی ڈھونڈ لینا چاہیے

یہ کیسا لعنتی اور پھٹکار زدہ معاشرہ ہے جہاں کام کرنے والے کو کمی اور حرام کھانے والے کو خاندانی کہا جاتا ہے

سور کا کوئی مذہب ایمان اور قومیت نہیں ہوتی سور صرف سور ہوتا ہے

موت برحق ہے...... مہنگائی نہیں

تیسری دنیا کے بیشتر ممالک پر ''قبریں'' حکومت کر رہی ہیں

مجھے اجتماعی ماتم سے ہی فرصت نہیں ملی اس لیے ہمیشہ میں نے انفرادی نوحہ لکھنے سے گریز کیا

کرسی اور وہسکی جس کے منہ کو لگ جائے جان نہیں چھوڑتی

ہر حکومت لٹیروں کو آہنی ہاتھ سے کچلنے کا اعلان کرتی ہے حالانکہ جو ہاتھ لوٹ مار میں مصروف ہوں کچلنے کے لیے وقت کیسے نکال سکتے ہیں

ہمیں ضرورت حق پرستوں کی تھی مگر لذت پرست ملتے رہے

قانون ساز اقلیت...... اکثریت کے مفاد میں قانون کیسے بنا سکتی ہے؟

وہ وقت کب آئے گا جب حرام کے محلات مقبرے بنیں گے اور ہر محل پر لکھا جائے گا......
''جائے عبرت''

اس ملک کے لوگ کرپشن اور انٹی کرپشن میں تقسیم ہو چکے ہیں

شخصیت پرستی بت پرستی کی ہی ایک شکل ہے بلکہ اس کی بدترین، مکروہ ترین شکل

بھوک بدہضمی سے ٹکرائے تو ایٹم بم سے بڑا دھماکہ ہوتا ہے

قوم ان لیڈروں کے نرغے میں پھنسی ہے جنہیں قائداعظم کی تصویر صرف کرنسی نوٹ پر ہی اچھی لگتی ہے

لیڈروں میں آدھے انگوٹھا چھاپ ہیں...... آدھے نوٹ چھاپ

مائیکرو یا میکرو کسی سطح پر جائزہ لے لیں بندوق کا قہقہہ، قلم کی ریں ریں پر ہمیشہ حاوی نظر آئے گا۔ بیشتر صرف قصے کہانیاں ہیں

یہاں محبِ وطن دانشور کا تجربہ کار اور ذہین ہونا کافی نہیں، کوئی کردار ادا کرنے کے لیے بدکردار ہونا بھی ضروری ہے

وڈیروں کی رگوں میں حرام اور آرام کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ صرف حرام اور آرام کا ڈیرہ ہوتا ہے

مجھ سے کوئی یہ پوچھے کہ یہ ایک لفظ میں اپنا ملک اور معاشرہ بیان کرو تو میں بلا تامل کہہ دوں گا
''تضادات''

''لالی بُلیاں دی پئی دس دی اے کھادا تسی وی اے تے کھادا اسی وی اے'' (ہونٹوں کی سرخی یہ بتا رہی ہے کہ ہم دونوں نے خوب کھایا ہے)

جہاں خودغرضی عروج پر ہو وہاں خودکشی کی رسم وائرس کی طرح پھیل جاتی ہے

کرپشن کا کینسر رگ رگ میں موجود اور اینٹی کرپشن کا محکمہ بھی مصروف

ہم چائنیز قوم کے دلدادہ تو ہیں مگر ان کی حکمت عملی، محنت کی عادت، عملی اپروچ اور منصوبہ بندی پر مبنی وزڈم سے متاثر نہیں ہیں

تیسری دنیا کے افراد ہی نہیں ادارے بھی اپنی اپنی اناء کے بدبودار خول میں بند ہیں

روزگار پر ریگ مار اور رندہ پھر چکا ہے

مستقبل کی ''ممکنہ حکومت'' بھی عوام کو مارے گی کم، بھگائے گی زیادہ

قانون اور مہنگائی کی رفتار یہی رہی تو وہ دن دور نہیں جب ڈاکوؤں کے ڈی وی ڈی پرنٹ بہت ہی عام ہو جائیں گے

تنگ دست عوام دین و دنیا کی بھلائی والی باتوں سے پہلے دال روٹی کی داستانیں سننے کے خواہش مند ہیں

حکمران طبقات سکھ چین کی بانسری کے ساتھ ساتھ باجا بھی بجا رہے ہیں

کوئی عرشی مخلوق، کوئی فرشی مخلوق، کوئی خلائی مخلوق، کوئی ماورائی مخلوق جبکہ ہم پاکستانی تو

صرف ''مہنگائی مخلوق'' ہیں

بھوک اور بے روزگاری پیکیج کو کیچ اپ کے طور پر ابلی ہوئی گھاس کے ساتھ استعمال کیجئے گا

دکان خالی ہو تو دماغ بھی بھاں بھاں کرنے لگتا ہے

مصر کا بازار تو سنا تھا اب مہنگائی کا دربار خود دیکھ رہے ہیں، نجانے اس کا مزار کب بنے گا

پرانے زمانے میں تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی تھی۔ اب ایک کا ہاتھ دوسرے کا رخسار ہو تو بجتی ہے

نو من تیل تو پورا ہو گیا روٹی کی رادھا کا رقص کب شروع ہوگا؟

طویل وقفہ کے بعد آنے والی جمہوریت بھی عوام کو جمناسٹک ہی سکھائے گی

رانی بیٹی راج کر چکی، راجا بیٹا بھی باری لے چکا باقی رشتہ دار بھی بھگت جائیں گے۔ عوام کی باری کبھی نہیں آئے گی

سالن سنیارٹی کی بنیاد پر تقسیم ہوتا ہے، بھوک کی بنیاد پر نہیں

جب ناشتہ بھی نایاب ہو تو راستہ روکنے کا رواج شروع ہو جاتا ہے

جس کی جیب میں سکے ہوں اِس کا سورگ ہوتا ہے۔ جو دال دلیے سے تنگ ہو اس کا نرگ

بھی یہیں ہوتا ہے

عوام کو اپنے حصے کا لیمن سوڈا نہ ملا تو آج نہیں تو کل نہیں تو پرسوں...ڈانگ سوٹا شروع سمجھو

نشے میں نہیں انسان بھوک میں بہکتا اور بہکی بہکی باتیں کرتا ہے

وسائل وفاداری کو اور بھوک بغاوت کو جنم دیتی ہے

وسائل اور مسائل...ایمانداری اور بے ایمانی کا ٹاکرا کب ہوگا

ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے آدمی ہاتھ دکھا کر اپنے حقوق حاصل کر لے

آیئے...قانون شکنی کے فارم بھریں جو نئے ''نقوی'' شناختی کارڈ فارم سے کہیں آسان ہے

اللہ کرے ''استحقاق'' والوں اور ''استحصال'' والوں کا میچ جلد شروع ہو جائے

جب آتا ہے پانی کا ریلہ ہی آتا ہے خدا جانے یہاں سالن کا سیلاب اور روٹی کا ریلا کب آئے گا

سُر سنگیت سننے کا موسم ختم تھپڑ رسیدی سیزن کب شروع ہوگا

چودہ اگست اور چودہ طبق کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

بابائے قوم نے کہا...کام کام کام...قوم سمجھی ''کلیم کلیم کلیم''

فاقہ زدوں کو فوڈ سٹریٹ مبارک ہو

اتنے ''وزیراعظموں'' (وزرائے اعظم) کا حشر نشر دیکھنے کے بعد بھی وزارت عظمٰی کے اتنے امیدوار!! مجھے تو سونے کے تھال میں بھی یہ منصب ملے تو ٹھڈا مار کر اچھال دوں

پاکستان ایک آئینی اور قانونی جنگ کا نتیجہ ہے...لیکن اس نتیجے کا نتیجہ کیا ہے؟ ''میں بولوں گا تو بولیں گے کہ بولتا ہے'' اس لیے میں ہلکی پھلکی بکواس پر ہی اکتفا کرتا ہوں

بڑے بڑے سیاستدان
بڑے بڑے افسران
بڑے بڑے جاگیردار
بڑے بڑے سرمایہ دار
اور بڑے بڑے مذہبی رہنما جو اصل میں سارے ایک ہیں

گنج پن کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کے بال کبھی سفید نہیں ہوتے

آزادی اور خودمختاری کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ چھن سکتی ہے
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتے ہیں راہ زن کو

ہم یہودیوں کو بہت کوستے ہیں لیکن برگر ان کے کھاتے ہیں۔ مشروب ان کے پیتے ہیں،

کاریں ان کی خریدتے ہیں، ان کا ایجاد کردہ ایٹم بم بھی بناتے ہیں اور...ان کے سیاسی نظام ''جمہوریت'' سے لے کر ان کے مالیاتی نظام کے غلام بھی ہیں

جن کے ایجادات سے استفادہ کرتے ہو ان کے ''تضادات'' کو برداشت کرنے کی عادت بھی اپناؤ کہ کھانا اور غرانا ساتھ ساتھ نہیں چلتا

شاید کوئی ایک بھی نہیں جو یہ سمجھ سکے کہ ہمارے ساتھ درحقیقت ہو کیا رہا ہے؟ کب سے ہو رہا ہے اور اس کی اصل وجوہات کیا ہیں؟

فنکاری و پرکاری ملاحظہ ہو کہ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو بے پناہ نقصان ہوا.....جبکہ یہودی زبردست فائدے میں رہے

ایٹمی جنگ میں فتح صرف اور صرف ایٹم بم کی ہوتی ہے۔ باقی ہر حریف گھاٹے میں رہتا ہے

ملک بنانا آسان لیکن چلانا مشکل ہوتا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کامیابی کا حصول آسان لیکن اسے قائم رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے

اس ملک کی تخلیق میں ایک بھی قابلِ ذکر شخص ایسا نہیں، جس کا تعلق نام نہاد اشرافیہ سے ہو لیکن اقتدار پہ قبضہ اسی بنجر اور بانجھ طبقہ کا ہوتا ہے

انگریز راج کے ساتھ ہی برصغیر کی اصل تاریخ کے ساتھ ایسی ''سائنٹفک ٹمپرنگ'' شروع

کر دی گئی جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں

کبھی کبھی ہم ''تعظیم'' کی آڑ میں اپنے بزرگوں کی ''توہین'' کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں لیکن جہالت کے سبب نہیں جانتے کہ کیسے بھیانک جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں

مسلمانوں کو صرف پانچ لفظوں کے اصلی، حقیقی اور لغوی معنی کا پتہ چل جائے تو ان کی سوچ بدل جائے...سوچ بدل جائے تو عمل بدل جائے، عمل بدل جائے تو تقدیر بدل جائے،

صبر
ثواب
عالم
امیر
دعا

ایک بھی لفظ اپنے صحیح معنوں میں نہ بولا جا رہا ہے نہ لکھا جا رہا ہے نہ سمجھا جا رہا ہے نہ اس کی پریکٹس ہو رہی ہے

''آخرت'' کا لغوی معنی موت کے بعد کی زندگی ہی نہیں...انسانی زندگی کا اگلا لمحہ، اگلا گھنٹہ، اگلا دن، اگلا ہفتہ، اگلا مہینہ، اگلا سال بھی ''آخرت'' کے زمرے میں آتا ہے

افسوس صد افسوس....حیف صد حیف لفظوں کے غلط اور گمراہ کن معنی نے ہماری ہر منزل کھوٹی کر دی ہے

ہم نے دین کو مذہب بنا کے خود کو ایسا دھوکہ دیا، جس کی مثال نہیں ملتی

ہم ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے تو ایک دوسرے کے دکھ درد کیسے پڑھ سکتے ہیں؟

ایک شراب نوش وزیراعظم نے سیاسی ضرورت کے تحت شراب بند کر کے ہیروئن کے عذاب کو دعوت نامہ بھیج دیا

مسلمان بہترین امت ہیں، عددی طور پر بھی، بھاری بھرکم تیل کی دولت سے بھی مالا مال، سرفروشوں کی بھی کمی نہیں تو کیا وجہ ہے چند لاکھ صیہونی انہیں دنیا بھر میں ہانکتے اور ذبح کرتے پھر رہے ہیں؟ اور سچ یہ ہے کہ عالمِ عیسائیت پر بھی ان کی گرفت بے حد مضبوط ہے!!!

سکندر اعظم بستر مرگ پر تھا جب پوچھا گیا....''آپ اتنی عظیم الشان سلطنت کس کے لیے چھوڑے جا رہے ہیں؟''
''طاقتور ترین کے لیے'' سکندر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند لیں اور آج اس طاقت کا مطلب ''تلوار'' نہیں ٹیکنالوجی ہے... بازو نہیں، عقل ہے، میدان جنگ نہیں، لیبارٹری ہے، سناں نہیں سائنس ہے، جو نہیں مانے گا بے موت مارا جاتا رہے گا

میں ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے اندر.... اسلام، جمہوریت اور پاکیزگی ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک چکا ہوں۔ ہے کوئی جو اس بے فیض تلاش میں میری مدد کرے

میں اپنی آزادی اور خودمختاری کے اغواء کی ایف آئی آر کس تھانے میں درج کراؤں؟

مجھے آج تک اس سوال کا جواب نہیں مل سکا کہ غریبوں کو بھوک کیوں لگتی ہے

جہاں مستقبل تاریک ہو، وہاں مائیں بچے کیوں جنتی ہیں؟

اگر ہم اپنا ایٹم بم عجائب گھر میں رکھ کر اس پہ ٹکٹ لگا دیں تو اتنی رقم ضرور جمع ہو سکتی ہے جس کی موجودگی میں کوئی بھوک، بیروزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر خودکشی نہ کرے

کرہ ارض پر ملک صرف ایک ہی ہے۔ باقی سب بیچارے ملک بننے کی ریہرسل کر رہے ہیں

صرف نام، جھنڈا اور قومی ترانہ کا مجموعہ ہی ملک نہیں ہوتا

ہم نے ''ایک'' کیا ہونا ہے.... ہماری تو اذانوں کا وقت بھی ایک نہیں

بنوامیہ کی قبریں کھودنے والے بنوعباس، بایزید یلدرم کا فاتح امیر تیمور، ظہیرالدین بابر کا مقتول ابراہیم لودھی، ہمایوں کو دربدر کرنے والا اس کے باپ کا نمک خور شیر شاہ سوری، داراشکوہ سمیت دیگر بھائیوں کا قاتل عالمگیر کہ تاریخ عالم اسی سفا کی کا نام ہے اور سفاک کھیلوں میں نہ کوئی ''برادر'' ہوتا ہے نہ ''برادری''

71ء کی جنگ میں اگر برادر ہمسایہ ملک ہماری مدد کے لیے میدان میں اترتا تو 90 ہزار جنگی

قیدیوں کی نوبت نہ آتی

کیسی عجیب اور دلچسپ بات ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کو یورپ اور امریکہ کی شہریت تو مل سکتی ہے، جبکہ بہت سے ''برادر اسلامی ممالک'' میں یہ ناممکن ہے

جو لوگ جلیل القدر ترین صحابہ کی موجودگی میں تقسیم ہو گئے انہیں کون اکٹھا کر سکتا ہے؟

میں تاریخ سے سبق سیکھنے کے بجائے تاریخ کے ہاتھوں سولی چڑھنا پسند کرتا ہوں

اجرت محدود... اختیارات لامحدود تو نتیجہ؟ معاشرہ کی مسلسل اور مکمل تباہی

استحصال اور استحقاق جڑواں بھائی ہیں

جن کی حالت، جن کے حجم، جن کے حلیے اور حالات ہم سے نہیں ملتے، خدا کی قسم! وہ ہم میں سے نہیں، روحانی رہنمائی تو دور کی بات ہے

پورے برصغیر کے لیے مغربی جمہوریت زہر کا خوش رنگ اور خوش ذائقہ جام تھی، جسے پی کر برصغیر نے اپنا کام تمام کر لیا

مٹی کا ہر ڈھیر... مٹی میں ملنے سے پہلے تک سونے اور چاندی کے تعاقب میں کیوں رہتا ہے؟

ہم تو ایسے دروغ گو اور مبالغہ کے شوقین لوگ ہیں جو سرِعام گنڈیریوں جیسی سخت چیز کو بھی ''پیڑے'' قرار دینے سے باز نہیں آتے

میں 50 جملے لکھتا ہوں... کوئی حکمران اور سیاستدان ان کے بغیر صرف 5 منٹ بول کر دکھائے

بندر کے ہاتھ ماچس کا مطلب ہے... جنگل کی موت

جیسے ہر لکھنے والا لکھاری نہیں ہوتا، ویسے ہی ہر حکمران لیڈر نہیں ہوتا

قرآن خوانی نہیں... قرآن فہمی میں ہمارے مسائل کا حل ہے کہ ''نسخے'' کو صرف چومنے چاٹنے سے کبھی مریض کو شفا نصیب نہیں ہوئی

لیلیٰ کالی تھی..... قیس ''مجنوں'' یعنی پاگل تھا، لیکن پھر بھی یہ دونوں ضرب المثل کیسے بن گئے؟

ہم نے ہر قسم کی پالیسی بنائی... صرف ''پاکستان پالیسی'' پر ہی توجہ نہیں فرمائی تو مجبوراً یہ کام دوسری اقوام کو کرنا پڑا

منہ سے بڑا ''چک'' بھرنے والا اپنے دانت تڑوا بیٹھتا ہے

آدھا ادھورا سچ تو بہت ہی خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے جبکہ علامہ اقبال کو تو ''پونا'' ہائی جیک

کیا جاچکا ہے

ستر دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جسے پہن کر ہم اپنا بدن ڈھانپتے ہیں اور دوسرا جسے پہن کر ہم اپنا اندر عریاں کر دیتے ہیں

جو قیامت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیے اس دنیا میں ہونے والی ناانصافیوں پر مسکراتا رہے

نیند سونے کے لیے نہیں، مہنگائی کا مقابلہ کرنے کے لیے بنائی گئی ہے

ہمارے حکمران اپنی نیکیاں دریاؤں میں نہیں ہواؤں میں ڈالتے ہیں تاکہ ٹی وی پر نشر ہو سکیں

ہمیں اسلام سے محبت ہے لیکن یہ کیسے معلوم ہو کہ اسلام ہمارے بارے میں کیا محسوس کرتا ہے

یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کو پیدائش کے وقت کوئی حفاظتی ٹیکہ نہیں لگایا گیا

ملک میں دو قسم کے لوگ رہتے ہیں اہلِ وسائل اور اہلِ مسائل

بے نظیر نے ''بلاول ہاؤس'' اور نواز شریف نے ''اتفاق ہاؤس'' اس لیے تعمیر کیے کہ وہاں بیٹھ کر جھونپڑیوں میں رہنے والوں کی تقدیر بدل سکیں

انسان کا قدیم ترین پیشہ جسم فروشی نہیں، انسان کشی ہے

اس ملک کی اشرافیہ ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتی ہے، اینٹ پر اینٹ رکھ نہیں سکتی

''غریب آدمی'' سال میں ایک بار گاڑی بدلتا ہے جبکہ ''امیر آدمی'' دن میں نہ جانے کتنی بسیں بدلتا ہے

محبت اور جنگ میں ہی نہیں... مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ میں بھی سب کچھ جائز ہے

اس ملک میں ''معیارِ زندگی'' تو کیا..... ''معیارِ مرگ'' کا بھی وجود نہیں ہے

علم مومن کی گمشدہ میراث ہے لیکن وہ تو خود ''گمشدہ'' ہے

کافر کا مسلمان ہونا آسان... مسلمان کا مسلمان ہونا مشکل ہے

منافق حکمران قوانین کو ''اسلامی سانچے'' میں ڈھالنے کی بات کرتے وقت بھول جاتے ہیں کہ اسلام میں ''ڈھلائی'' کا کام نہیں ہوتا... ایسے کام صرف فونڈریوں کو زیب دیتے ہیں

قربانی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ قربانی جو خود پیش کی جاتی ہے اور ایک وہ قربانی جو کسی پر مسلط کر دی جاتی ہے لیکن جس سے زبردستی قربانی لی جائے وہ اپنی قربانی کے اشتہار تقسیم کرتا ہے

ہمیں اپنے جرائم کی سزا قیامت کے روز ملے گی تو کیا ہماری عدالتیں ہمیں سزائیں سنا کر روزِ محشر کے کام میں مداخلت تو نہیں کر رہیں؟

حکمرانوں کو صبح و شام خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ مسلمان بے عمل ہیں یہی لوگ اگر باعمل ہوتے تو ان حکمرانوں کا انجام کیا ہوتا؟

ایک دیہاتی لاہور کے ایک بڑے پوش علاقے سے گزر رہا تھا اچانک اسے روشنیوں میں گھرا ہوا ایک فوارہ نظر آیا۔ چاندی کا سا شفاف چمکدار پانی آسمان کی طرف لپک رہا تھا۔ دیہاتی یہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اسے ''بت'' بنا دیکھ کر کچھ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ کسی منچلے نے پوچھا۔ ''کیا دیکھ رہے ہو؟'' ''بابو جی! یہ زمین سے کیا نکل رہا ہے؟'' ''کیا تم نے کبھی پانی نہیں دیکھا؟'' ''لیکن پانی کا رنگ تو سبز ہوتا ہے.... ہمارے جھنڈے کی طرح'' دیہاتی نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا اور اسی وقت ایک بیش قیمت کار فراٹے بھرتی ہوئی قریب سے گزری اور ایک ملی نغمہ فضا میں گونج رہا تھا۔ ''میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے''

جو یہ جانتا ہے کہ ''بلڈ پریشر'' کیا ہوتا ہے تسلسل سے اخبارات کا مطالعہ کرے اور حکمرانوں کے بیانوں کو خصوصی توجہ سے پڑھے!

کسی شخص کے پاس بھی خوشامد کا ذاتی کوٹہ نہیں ہوتا۔ ہر شخص اپنے سے نیچے والوں سے خوشامد وصول کر کے اپنے اوپر والوں کی ''خدمتِ عالیہ'' میں پیش کر دیتا ہے اور جو اپنے سے نیچے والوں سے خوشامد وصول نہیں کرتا اس کے پاس اپنے سے اوپر والوں کو دینے کے لیے

بھی کچھ نہیں ہوتا

عوام ایک ہی طریقے سے ایک جیسے ہاتھ سے لٹتے لٹتے ''بور'' ہو جاتے ہیں تو اپنے لٹیرے تبدیل کر لیتے ہیں تیسری دنیا میں اس پراسیس کو الیکشن کہا جاتا ہے

صرف موت اور مشینیں تعصب سے پاک ہوتی ہیں

میں حیران ہوں کہ ہمارے فلم ساز سیاستدانوں کو کاسٹ کیوں نہیں کرتے؟

رند بلانوش نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجہ میں کہا
''اگر بادہ نوشی کے بعد بھی ہوش میں رہنا ہے تو اسے پینے سے کیا حاصل؟''

واعظ نے کہا،
''میرے وعظ میں تاثیر اس لیے نہیں کہ اگر سب ٹھیک ہو گئے تو میرا سب کچھ غلط ہو جائے گا''

عوامی لیڈر نے کہا،
''اگر عوام بھی خواص میں تبدیل ہو گئے تو میں کن کی قیادت کروں گا؟''

شاعر، صوفی اور سائنسدان طویل مکالمے کے بعد بیک زبان بولے، ''ہم تو ایک ہی ماں باپ کی بچھڑی ہوئی اولاد ہیں''

درخت نے کہا۔''یہاں تو باغبان ہی لکڑہارے بن چکے ہیں''

آدم خور نے کہا،''تم بہت خوبصورت ہو،اس لیے میں تمہیں ہلکی آنچ پر بھونوں گا''

جمہوریت نے کہا،''میرا تعلق صرف جمہور کے ساتھ ہے،جانوروں کے ساتھ نہیں''

بھکاری نے کہا،''میں نے کشکول بیچ کر جھولی پر اکتفا کرلیا ہے،اس لیے اب میں خود کفیل ہوں''

موت نے کہا،''میں نہ ہوتی تو زندگی سر پٹختی پھرتی اور کوئی اسے منہ نہ لگاتا''

خواب نے کہا،''تعبیر مل گئی تو میں فنا ہو جاؤں گا''

جہنم نے کہا،''کچھ لوگوں کی آمد مجھے بھی جلا کر راکھ کردے گی''

سپیرے نے کہا:''میرا رزق ناگ راجہ کے پھن پر ہے''

طوائف نے کہا:''جسے کیڑوں نے نوچنا ہے،اسے انسان نوچتے رہیں تو کیا فرق پڑتا ہے''

ببول نے گلاب کے پودے سے کہا،''کانٹے تو میرے پاس بھی بہت ہیں لیکن میں کچھ پھول بھول گیا''

طاقت ور نے کمزور سے کہا:''میری تمام تر طاقت تمہاری کمزوری میں پوشیدہ ہے''

بھوک نے کہا:''مجھے آج تک کوئی نہیں مٹا سکا،میں جتنی بار مرتی ہوں اتنی بار زندہ ہوتی ہوں''

پیاس نے کہا:''میں آج تک نہیں جان سکی کہ پانی میرا دوست ہے یا دشمن''

بھیڑیے نے میمنے سے کہا:''تم اتنے معصوم اور پیارے ہو کہ میں تمہیں اپنے جسم کا حصہ بنانا چاہتا ہوں''

سانپ نے کہا:''میں نے کینچلی اتار دی تو کیچوا رہ جاؤں گا اور حشرات الارض مجھے جینے نہیں دیں گے''

مظلوم نے ظالم سے کہا:''میں نہ رہا تو تم کہاں رہو گے''

تلوار نے کہا،''ڈھال کے ساتھ میرا رشتہ بہت عجیب ہے''

طوفان نے کہا،''میں اس لیے طوفان ہوں کیوں کہ میرا مرکز پوری طرح پُرسکون ہے''

حرف نے ہندسے کو کہا،''میں تمہارا باپ ہوں''ہندسہ مسکرایا اور بولا،''باپ ماضی اور بیٹا مستقبل ہوتا ہے''

عروج نے زوال سے کہا،''حسد تمہارا بنیادی حق ہے''

انسان نے انسان سے کہا، ''ہمارے درمیان ان گنت مماثلتیں اور مشابہتیں ہیں لیکن چند مفروضوں نے ہمیں ایک دوسرے کا حریف بنا دیا ہے''

خانہ بدوش نے صاحبِ خانہ سے کہا، ''تم خانہ خراب ہو''

سر نے کہا، ''میرا حسن بالوں میں نہیں خیالوں میں چھپا ہوا ہے''

جو لوگ خود اپنی روٹی کے لیے اپنے مزارعوں اور مزدوروں کے دست نگر ہوں وہ کسی اور کو کیا دے سکتے ہیں؟

اہم ترین دریافت ''پہیہ'' نہیں... ''دو ہاتھ'' ہیں۔ انسانی زندگی میں وہ لمحہ فیصلہ کن تھا جب انسان ''چوپائے'' سے دو ٹانگوں پر آیا اور اپنے ہاتھ ''دریافت'' کیے۔ ''پہیہ'' تو اس ڈسکوری کے نتیجہ میں پیدا ہوا

مسائل... صرف سائل پیدا کرتے ہیں

جھوٹ سے لے کر چوری تک کو کوئی نہیں روک سکا لیکن ''ٹیکنالوجی'' اس ناممکن کو بھی ممکن کر چکی ہے

مسلمانوں کا اسلام کو پریکٹس نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے وکیل وکالت نہ کرے، ڈاکٹر علاج نہ کرے، انجینئر انجینئرنگ نہ کرے اور فوجی ہتھیار کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دے... نتیجہ؟ پورے عالمِ اسلام میں دیکھا جا سکتا ہے

21ویں صدی، ہمیں بائی پاس کر کے گزر رہی ہے

دوسری جنگِ عظیم ایٹم بم پر ختم ہوئی تھی۔ تیسری جنگِ عظیم ایٹم بم سے شروع ہو گی اور پھر چوتھی جنگِ عظیم کی نوبت کبھی نہ آئے گی

جن کے پاس کشتیاں نہیں ہوتیں انہیں تیر کر دریا عبور کرنے پڑتے ہیں

ہماری سیاست میں وہ سب کچھ بھی جائز ہے محبت اور جنگ میں بھی جائز نہیں

کچھ لوگوں کا پیٹ نہیں بھرتا... کچھ لوگوں کی آنکھ نہیں بھرتی

سخت سردی کا سامنا ہو تو دہکتے ہوئے انگارے نہیں کھایا کرتے

کچھ خواتین ننگے پن کے لیے ستر پوشی سے کام لیتی ہیں

ہم قوانین کو تو اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں... خود اس سانچے میں ڈھلنے کو تیار نہیں

ہم نے ساٹھ سالوں میں سنتوش کمار سے سلطان راہی تک ترقی کی ہے

غریبوں کی دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے اس لیے غریبوں کی تعداد میں اضافہ ضروری ہے

سوال یہ نہیں کہ ملک نے کچھ لوگوں کو کیا کچھ دیا، اصل سوال یہ ہے کہ اکثریت کو کیا دیا

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اس لیے ہر "عالمِ دین" کا "عالمِ دنیا" ہونا بھی ضروری ہے

بھوک، بیروزگاری اور بے عزتی تو کہیں بھی کاٹی جاسکتی ہے

عام پاکستانی بیرونِ ملک دوسرے درجہ کا شہری جبکہ اندرونِ ملک صرف رعایا ہوتا ہے

بڑے منصبوں پر معمولی لوگ...... ایک ایسا غیر معمولی سانحہ، المیہ اور حادثہ ہے جس طرف ہم عموماً دھیان نہیں دیتے

کوئی ہمیں میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ صاف آنکھ سے بے شک گھورتا رہے

کیا مرد واقعی اس قابل ہے کہ عورت اس کی برابری کے خواب دیکھے؟

تنگ دست عوام دین دنیا کی بھلائی والی باتوں سے پہلے دال روٹی کی داستانیں سننے کی خواہش مند ہیں

انتہا پسندی اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ بغیر اعتدال کے تو آبِ حیات بھی پیا جائے تو زہر بن جاتا ہے

ہماری ایڈمنسٹریشن اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہ جب آگ پھیلنے لگتی ہے ...... یہ کنویں کھودنے شروع کر دیتے ہیں

کبھی کبھی سرگوشیاں بھی ہزاروں میل کے فاصلہ پر سنی جاتی ہیں

چاند پر بیٹھا یا خلا میں پہنچا ہوا شخص مجھ سے بات کرے تو ہم ایک ہی وقت میں محوِ گفتگو ہوں گے لیکن ان کا وقت کچھ اور...... میرا کچھ اور ہوگا

ہر بگلا اس وقت تک بھگت ہے جب تک مچھلی اس کی رینج میں نہیں آجاتی

خوبصورت گیت اندھیرے میں بھی خوبصورت ہوتا ہے

مندر میں رہنے والا ہندو دیوتاؤں سے نہیں ڈرتا

نحوست کی انتہا یہ ہے کہ مرغے بانگ نہیں دیتے اور مرغیاں انڈے نہیں دیتیں چاہے "گریجوایٹ" ہی کیوں نہ ہوں

جہاں معصوم بچیاں بے حرمتی کے بعد اس طرح قتل ہو رہی ہوں کہ یہ خبر... خبر ہی نہ رہے، وہاں کوئی ریاکار ہی اقدار کا ذکر کر سکتا ہے

ہم بھی مسخرے ہیں جو کرنسی نوٹوں پر "رزقِ حلال عین عبادت ہے" جیسی عبارت لکھ کر سمجھتے ہیں کہ حرام رک جائے گا

جہاں دودھ اور دوا تک خالص نہ ہو... وہاں دعا بھی خالص نہیں رہتی

آج کل ''سٹریٹ کرائم'' کی اصطلاح بہت عام ہے حالانکہ ''سٹریٹ کرائم'' ......''ڈرائنگ روم کرائم'' کا بچہ ہوتا ہے

بدبخت معاشرے مال کی اور خوش بخت معاشرے کمال کی تلاش میں رہتے ہیں

خوراک کبھی کبھی بدن کو بھی کھا جاتی ہے

صرف درندے ہی آدم خور نہیں ہوتے ......ابنِ آدم سے بڑا آدم خور کوئی نہیں

حادثہ سے زیادہ اس کا خوف جان لیوا ہوتا ہے

ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ ہم اکثر اوقات دھوئیں سے بچنے کے لیے آگ میں کود جاتے ہیں

قانون کی اصل اوقات یہ ہے کہ لاکھوں کے قاتل کو بھی صرف ایک پھانسی ہی دے سکتا ہے

جنازوں پر نہیں...... جہالت پر گریہ کرو

اقتصادیات کے ایک بنیادی قانون ''افادۂ مختتم'' کا اطلاق بھی حصولِ زر اور حصولِ اقتدار پر نہیں ہوتا

کوئی جغرافیہ......فاحشہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا

مگر مچھ پانی کا جانور ہے لیکن کنویں میں زندہ نہیں رہ سکتا

سمندر کو سمجھنے کے لیے بھنور میں جانا ضروری نہیں

سورج کبھی غروب نہیں ہوتا

جہالت اور جذباتیت کو کسی کھاد کی ضرورت نہیں

ہمیں بدمعاشوں سے نہیں بیوقوفوں سے زیادہ خطرہ ہے

پروانے ہی نہیں...... شمعیں بھی جل جاتی ہیں

محبوب کے پیغام کو پڑھنا نہیں...... سمجھنا اور پھر اس پر عمل کرنا محبت ہے، باقی صرف منافقت

مسرت کی انتہا پر حسرت میں مبتلا ہو جا

جسے اپنے حسن پر مان ہے...... وہ مدھوبالا کی برسی ضرور منائے

کچھ لوگ مسواک سے دانت ''تیز'' کرتے اور تسبیح کے دانوں سے لوگوں کے گناہ شمار کرتے ہیں

یہ ہٹے کٹے موٹے اس لیے ہیں کہ نفس کتا ہے، یہ نفس مار چکے ہیں اور کتا مرنے کے بعد

پھولتا ہے

معافی بدمعاش کو زیادہ بدمعاش اور شریف کو زیادہ شریف بنا دیتی ہے۔ یہاں بدمعاش کے لیے سزا نہیں...شریف کے لیے معافی نہیں

ہر گھڑی شبھ گھڑی اور ہر ساعت......ساعتِ سعید ہوتی ہے

انسان کیلنڈروں اور گھڑیوں کا قیدی ہے

میں نے کل کسی اخبار میں اک رنگین تصویر دیکھی۔ بھوکے ننگے، سوکھے سڑے پاکستانی پانڈی واہگہ بارڈر پر ہندوستانی پیاز اور آلو ڈھو رہے تھے۔ پس منظر میں واہگہ بارڈر پر بنے پاکستانی گیٹ پر لکھا تھا......''بابِ آزادی'' کیا ان پیازوں اور آلوؤں پر بھی لکھا تھا

''پیاز آزادی''

''آلو آزادی''

جوانی ہو تو تجربہ نہیں ہوتا......تجربہ ہو تو جوانی نہیں ہوتی

اگر نعروں، بڑھکوں اور بددعاؤں کی کوئی قیمت ہوتی تو ہم دنیا کی دولت مند ترین قوم ہوتے

صرف اور صرف ٹیکنالوجی ہی شاہوں، بادشاہوں اور بدمعاشوں کی موجودگی میں بل گیٹس کو دنیا کا دولت مند ترین شخص بنا سکتی تھی

جھوٹ، چوری اور بدکاری کے آگے بند بھی صرف ٹیکنالوجی باندھ رہی ہے جو عظیم ترین صوفیا......یعنی سائنسدانوں کا تحفہ ہے

میرے بچو! یاد رکھنا......یہاں بابائے قوم قائداعظم کی ایمبولینس ''خراب'' ہو جایا کرتی ہے، یہاں بھٹو پھانسی چڑھ جایا کرتا ہے، یہاں ساغر صدیقی اور حبیب جالب بھوکے مر جایا کرتے ہیں

کُتے کی موت مرنا ہو تو......انسان بننا

انسان کی موت مرنا ہو تو......حیوان بننا

کہ تمہارے باپ نے اپنے پاکستان کو ایسا ہی پایا ہے

عوام کتنے ہی جاہل اور جذباتی کیوں نہ ہوں انہیں زیادہ دیر تک بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ لفظوں کے معنی بدل جاتے ہیں، ''جیالے'' کا لفظ پارٹی کے اندر گالی بن جاتا ہے۔ ''روٹی کپڑا اور مکان'' جیسے نعرے باسی طعنے بن جاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ''مینڈیٹ'' بھی طعنہ بن جائے

پی پی پی اور پی ایم ایل ایک ہی قوت کے دو نام ہیں۔ حکومت تو حکومت ان لوگوں نے اپوزیشن میں بھی عوام کا داخلہ ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ ایک طرف کا قیوم نظامی اور دوسری طرف کا شیخ رشید تو محض ''نظر وٹو'' ہیں

بی بی آئے یا بابو ''بڑے بڑے ایشو'' پر نورا کشتی تو ہوتی ہے لیکن کرپشن کلچر تبدیل نہیں ہوتا۔ میرٹ کا مردہ اسی طرح گھسیٹا جاتا ہے کچہریوں میں لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح رینگ

رینگ کر عمر گزار دیتے ہیں انصاف نہیں ملتا شاہی محلات اور اخراجات تبدیل نہیں ہوتے دراصل ان دونوں کی بقا عوام کی تذلیل و تضحیک میں ہے

ہمیں کسی تیسری قوت کی نہیں بلکہ دوسری قوت کی ضرورت ہے۔ ایک طرف ''اینٹی عوام'' قوت دوسری طرف ''پروعوام'' قوت

ملک کا ہر مظلوم اگر اپنے حالات لکھنے کا ارادہ کرے تو یہاں کاغذ کا قحط پڑ جائے اور قلم کم یاب ہو جائیں

بھٹو شعلہ تھا تو ضیاالحق برف کا تودہ، وہ بہت تیز تھے تو یہ بہت ہی دھیمے تھے۔ بھٹو لوگوں کو آڑے ہاتھوں لیتے تھے تو ضیا دونوں ہاتھوں لیتے تھے

محترمہ اور میاں دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ دیانت اور شرافت اس ملک میں نایاب جنس ہو چکی ہے اور ''انتخابی جن جپھے'' کے لیے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے لیے ''کن ٹٹے'' تلاش کرنا ان کی جمہوری مجبوری ہے

ہر بیمار اور بدکردار معاشرے اور نظام نے اپنے عہد کے ''سرجنوں'' کو پہلے مجرم گردانا اور پھر انہیں اپنا محسن قرار دے دیا

جھوٹے مصنفوں کا ہونا بدنصیبی نہیں...... سقراط اور گلیلیو کا نہ ہونا بدنصیبی ہے

فرعونوں کا ہونا المیہ نہیں...... المیہ تو یہ ہے کہ کوئی موسیٰ نہ ہو

یزیدوں اور شمروں کی موجودگی سانحہ نہیں...... سانحہ تو یہ ہے کہ کوئی رسم حسینؑ کی ادائیگی پر آمادہ نہ ہو

عوامی مقبولیت بہت اچھی بات ہے لیکن سر کو چڑھ جائے تو اس سے زیادہ خطرناک، خوفناک اور ہولناک مرض کوئی نہیں

تقریر اور تحریر بیچنے والے...... اجتماعی قتل کے مرتکب ہوتے ہیں یہ ''حال'' ہی نہیں ''مستقبل'' بھی قتل کر دیتے ہیں

طاقتور کی طاقت...... کمزور کو جنون دکھائی دیتی ہے۔ اور ہماری کمزوری کا سبب وہ ایک حکمران ہے جو کبھی ایوب خان کبھی گوہر ایوب...... کبھی بھٹو اور کبھی بے نظیر بھٹو کی شکل میں مسلسل حکمران چلا آ رہا ہے

''شیر'' بھی پالے، ''تیر'' بھی کھائے ہم کو کچھ بھی راس نہ آئے

تمام ''اقبال ٹکے'' اور ''فوزی علی کاظمی'' کھلے پھر رہے ہیں

وڈیرے ہی کیا کم تھے کہ لٹیرے بھی ان کے ساتھ اقتدار میں شریک ہو گئے ہیں

حکمران سچے ہیں، عوام جھوٹے ہیں جو بھوک کے مر رہے ہیں اور ''آزادی'' کے 69 سال بعد بھی اس ''زرعی ملک'' میں مٹھی بھر اناج کے لیے دھکے کھا رہے ہیں

بچہ بہت ضدی ہے...... یونیفارم گندی ہو کر بدبو دینے لگے گی تو خود ہی اتار دے گا

ہم دو وقت کی روٹی کی دلدل میں اس طرح دھنس گئے ہیں کہ ہمیں ہر عظیم رہنما کی بھرتی ہوئی تجوریاں پھیلتی ہوئی انڈسٹریاں اور پھولتی ہوئی جاگیریں نظر نہیں آتیں

ہم وہ بھیڑیں ہیں جو بھیڑیوں کو اپنی نگرانی اور نگہبانی سونپ چکی ہیں

اگر میں آپ کو بغیر پہیوں والی گاڑی پر دنیا کی سیاحت کرنے کا مشورہ دوں تو آپ کا ردِعمل کیا ہو گا

قحط آٹے کا ہو یا عزت اور عزتِ نفس کا...... یا ملکی ''خود مختاری'' کا جاری رہے گا

آٹے دا تھیلا شیراے تے باقی ہیر پھراے

نیت کھوٹی نہ رزق روٹی

اس ملک کو ہر اس شخص سے خطرہ ہے جس کی کھوپڑی میں مغز کی بجائے ''میں'' بھری ہو

بین الاقوامی مالیاتی مہاجن کی لگام صہونیت کے ہاتھوں میں ہے

''ایڈ''...... قوموں کے لیے ایڈز سے بھی زیادہ خطرناک ہے

فائیو سٹار اور سپر سٹار جیب کترے قومی وسائل کی جیب کترتے ہوئے کبھی بھی نہیں شرماتے حالانکہ ان کی زندگی...... عوام کی موت اور ان کی موت عوام کی زندگی ہے

میں عوام کے لیے خوراک ہی نہیں...... نظام بھی خالص دیکھنا چاہتا ہوں

اگر یونہی ''جمہوریت چلتی رہی تو پاکستان کو ایک ''جمہوری ملک'' بننے کے لیے 5000 سال بھی کم ہوں گے

اس ملک کے استحصالی طبقے نے نہایت چالاکی سے حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف پر قبضہ کر رکھا ہے

حکمرانوں کو ''کیپٹل ازم'' کا کینسر اور ''جمہوریت'' کا ہسٹریا ہو گیا ہے

اس ملک میں کبھی مارشل اصلی آیا نہ جمہوریت۔ قیام پاکستان سے ایک اقلیت اور چند خاندان تسلسل کے ساتھ ملک پر قابض چلے آ رہے ہیں اور بیچارے عوام حکومت تو کیا ریاست سے بھی لاتعلق ہو گئے ہیں

دو اڑھائی عشرے پہلے سینکڑوں گردنیں ناپنے سے کام چل سکتا تھا اب شاید ہزاروں ناپنی پڑیں اور چند سال یونہی گزر گئے تو مصیبت زدہ پاکستان پر لاکھوں گردنوں کا صدقہ دیا جانا ضروری ہو جائے گا

جہاں انسانی عدالتیں ختم ہو جاتی ہیں وہاں اللہ کی عدالت شروع ہو جاتی ہے

اللہ ایک، رسول ایک، کعبہ ایک قرآن تو پھر زخم بے شمار، لاشیں بے حساب کیوں؟

تقسیم کے وقت قافلہ پر ہندو سکھ حملہ آور تھے آج قافلہ......اہلِ قافلہ کے ہاتھوں لٹ رہا ہے

کاش پاکستانی عوام ''اپنوں'' اور ''اپنے جیسوں'' کو منتخب کرنے کا ہنر سیکھ لیں

بڑھتے رہو...... پھلتے رہو برصغیر کے مسلمانو! بھوک کی گود میں اپنوں، غیروں کے استحصال کی چھاؤں میں، زیادتی کے ماحول میں، ظلم کے معاشروں میں، ناہمواری کے جہنم میں، ناانصافی کے دریاؤں میں...... برصغیر کے مسلمانو! منت کرتا ہوں کہ پھلتے جاؤ اور ''فیملی پلاننگ'' پر ہزار لعنت بھیجو کہ ''عددی بازی'' تم تقریباً جیت چکے ہو اور اب صرف تمہیں ایک لیڈر درکار ہوگا جس کے بعد برصغیر پر مکمل فتح تمہارا مقدر ہے

میاں صاحب...... یاد رکھیے آپ نئے ''بھٹو'' ہیں کوئی نیا ''ضیاالحق'' آ گیا تو پھر کوئی نیا ''تارا مسیح'' بھی آ سکتا ہے

ایک بت کیپٹل ازم...... دوسرا جمہوریت

ناجائز بچے نہیں......والدین ہوتے ہیں

پاکستان ''زرعی'' نہیں ''جاگیرداری'' ملک ہے

اس بدنصیب قوم کا پہلے برہمن خون چوستے تھے اب انہیں اپنے ہی ہم وطنوں اور ہم مذہبوں نے یرغمال بنا رکھا ہے

میں خالصتاً اکیڈیمک بنیادوں پر ''جاگیردار بے نظیر'' ''صنعت کار نواز شریف'' کو ترجیح دینے کے باوجود اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ''مسائل'' کا حل ان دونوں کے پاس نہیں ہے

عوام کانٹوں پر سونے کو مجبور جبکہ حکمران ''پھول میلے'' منانے میں مگن ہیں

میرٹ کی لاش پر کرپشن کا مجرا ابھی دہشت گردی ہے

اس ملک کے حکمران ہمیشہ اس غلط فہمی کا شکار رہے ہیں کہ وہ عوام کی حقیقی حمایت کے بغیر صرف اپنی ذات کے سہارے کوئی ''توپ'' چلا سکتے ہیں

بے چارہ کرکٹ، باؤنسروں، بڑھکوں اور بونگیوں کے ٹرائیکا میں پھنس کر رہ گیا ہے

پاکستانی عوام کا اثاثہ

☆......انتہائی لیاقت اور قابلیت سے تیار کی گئی...... جہالت

☆......سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پیدا کی گئی...... جذباتیت

☆......ہر سرکاری دفتر میں موجود بے انت......حقارت

☆......آئندہ نسلوں تک کے لیے تیار......قرضے

☆......نوٹ کے نام پر کاغذ کے......چیتھڑے

☆......بے روزگاری......بیماری

☆......ایک جیسے کاموں لیکن مختلف ناموں والی پارٹیوں کے جڑواں منشور

☆......دووقت کی روٹی کے لیے......بیرونِ ملک دھکے

☆......فرقہ واریت کے جھگڑے

☆......ذات، برادری اور زبان کے لفڑے

☆......''آوے ای آوے'' اور ''جیوے جیوے'' جیسے بے جان اور بے معنی نعرے

☆......چند خواب اور باقی سراب

☆......کسی معجزے کی امید

☆......کسی مسیحا کا انتظار

☆......ہر الیکشن پر خودکشی کی کوشش

☆......ان دیکھی زنجیریں

☆......رشوت دے کر بنوایا ہوا شناختی کارڈ

☆......بے حسی اور کم ہمتی

☆......بے بسی میں لپٹا ہوا غصہ

☆......کنفیوژن

☆......کبھی کبھی قوم سے خطاب

☆......کبھی ''جمہوریت'' اور کبھی ''مارشل لا'' کی خواہش

☆......اتحاد اور خود پر اعتماد کا فقدان

☆......چور، ڈاکو، قاتل، لٹیرے، شرابی مل کر معاشرے کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا ایک آئین چور

☆......رشوت خبائث کی ایسی دادی ماں ہے جو کبھی بانجھ نہیں ہوتی

☆......نظام اور امام بدلے بغیر اس ملک کے غلام، غلام ہی رہیں گے

☆......جاگیرداروں کا کُھرا ناپ کے دیکھو......انگریز کی ''ٹپ'' نکلے گی

☆......14 اگست کو پاکستان بنا اس کے بعد کیا بنا؟ سوائے بنگلہ دیش کے اور کچھ نہیں بنا

☆......کچھ لوگوں کو عہدوں سے ہٹایا جا سکتا ہے دلوں سے نکالا نہیں جا سکتا

ڈسکاؤنٹ گروپ ایک طرف، ڈاکہ گروپ دوسری طرف

ایک طرف آسائشیں ہی آسائشیں، دوسری طرف آزمائشیں ہی آزمائشیں

ایک طرف پیزے اور مٹھائیاں دوسری طرف سوکھی روٹی پر ٹرائیاں

کہیں مستقل شامِ غریباں، کہیں مسلسل صبح، دوپہر شام......شامِ امیراں

مسجد میں چندہ دینے والا عزت دار، چندے کا ڈبہ چرانے والا تین دن کا بھوکا گناہ گار

کوئی ہڑپ رہا ہے، کوئی تڑپ رہا ہے

مراعات یافتہ ہر موڑ پر ہنس رہا ہے، غریب ہر چوک میں پھنس رہا ہے

ہمیں ماڈل نہیں مخلص آدمی چاہیے، ایکٹر اور لیڈر کچھ نہیں ورکر اور ٹیچر کی ضرورت ہے

حکمران تو آتے جاتے رہتے ہیں اصل حکمرانی تو ایس ایچ او اور پٹواری کی ہی ہوتی ہے

وزیر خزانہ فرماتے ہیں ''معیشت انتہائی نگہداشت سے، جنرل وارڈ میں آ گئی ہے'' لیکن

وزیرخزانہ یہ نہیں جانتے کہ عوام جنرل وارڈ سے انتہائی نگہداشت وارڈ میں پہنچ چکے ہیں

اس ملک کو اپنی عزتوں اور لاشوں پر قائم کرنے والے عوام پچھلے 69 سال سے خالی پیٹ، خالی جیب بھانت بھانت کے حکمرانوں کی جگنی سننے میں مصروف ہیں

جگہ جگہ غریبوں کی بستیوں میں فاقوں کا ڈسپلے جاری ہے...... دال روٹی کے چکر اور بلوں کی بمباری نے عوام کی دور اور نزدیک کی نظر کمزور کر دی ہے

دال کا کال کمال دکھائے گا

بجلی بم اسی طرح پھٹے گا

آٹا ایٹم یوں ہی گرے گا

روشنی راکٹ یوں ہی چلے گا

کہ لوگ غدر کی حشر سامانیاں بھول جائیں گے

جب آنسو خشک ہو جائیں تو پھر خون کے آنسوؤں کی نوبت آ جاتی ہے اور جب خون کے آنسو بھی ختم ہو جائیں تو آنکھیں بنجر اور بے نور ہو جاتی ہیں

بے نظیر کا سیاست چھوڑنا تو دور کی بات...... وہ تو اپنے نابالغ بچوں کو بھی ''قیادت'' کے قابل سمجھتی ہیں

اس طرح تو اعلیٰ نسل کا مقناطیس گھٹیا لوہے کو بھی نہیں کھینچتا جس طرح مسلم لیگ (ق) میڈیم اور سمال سائز لیڈروں کو کھینچ رہی ہے

ہمارے سیاستدان بہت ساری بے عزتی کے عوض ''تھوڑی سی عزت'' کے سوداگروں کے سوا کچھ نہیں ہیں

اہلِ مغرب انسان کی زندہ فوٹو کاپی تیار کرنے کے اہتمام میں مصروف ہیں اور ہم ابھی تک درسِ نظامی کے دائرے سے باہر نہیں نکلے

افسوس صد افسوس کہ دنیا کی حیرت انگیز طوفانی ترقی کے قابلِ فخر کھیل میں ہمارا حصہ ''ایکسٹراز'' کا بھی نہیں ہے

مہنگائی کے میدان میں مرنے سے بہتر ہے کہ آدمی جنگ کے میدان میں ''شہید'' ہو جائے

آسان قسطوں میں مرنے سے بہتر ہے کہ آدمی ایٹمی جنگ میں ''خلاص'' ہو جائے

شاعرانہ مباحثوں، بڑھکوں اور نعروں نے ہمیں اس مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں سے مستقبل روشن تو کیا سرے سے نظر ہی نہیں آتا

یحییٰ خان نے کہا میں بندوق کی نالی کے بل پہ اپنا راستہ بنالوں گا یہ وہ راستہ تھا جو ڈھاکے کے پلٹن میدان کی طرف جاتا تھا جہاں ٹائیگر نیازی کو جنرل اروڑہ کے سامنے کیٹ واک کرنے پر مجبور ہونا پڑا

اندر دھماکے، خودکش حملے، خودکشیاں، باہر سے دھمکیاں، واجپائیاں، ایڈوانیاں، کولن پاولیاں اور رمزفیلڈیاں

"کشمیر بنے گا پاکستان"، کا نعرہ لگانے والوں نے پاکستان کو پاکستان بنانے کے جتن کیے ہوتے تو صورتحال مختلف ہوتی

ہمیں "افغان باقی کہسار باقی" نہیں "بھوک باقی بیروزگاری باقی" کی بات کرنا ہوگی

ہمارے معاشرے میں حلف اٹھانا تو یوں ہے جیسے کوئی بردہ فروش بچہ اٹھالے

تھانہ سرور روڈ کے تھان سے چھٹنے کے بعد مخدوم فیصل صالح حیات "فارورڈ بلاک" کی خدمت کے لیے تیار ہے۔ اللہ ہی جانے مخدوم سے "خادم" بننے کے لیے کیسے دم درود کی ضرورت ہوتی ہے

کچھ لوگ وزیر یا مشیر صرف اس لیے بنتے ہیں کہ ان کے پوتوں، پڑپوتوں کو اپنا شجرۂ نسب بتانے میں آسانی رہے

جس معاشرے میں آئین اور قانون نہ ہو وہاں "ڈیل" کا لفظ بہت معروف، معتبر اور مقبول ہو جاتا ہے

کبھی فرات کے کنارے کتے بھوکے نہ تھے آج راوی، چناب،، جہلم اور سندھ سے لے کر سمندر کے کنارے تک انسان بھوکے ہیں

اے اللہ کوئی حجاج بن یوسف ہی عطا کر جو ہمارے اندر کے راجہ داہروں کو عبرت کی مثال بنادے

ہماری ہر کابینہ دراصل "کڈنیپ" کابینہ تھی جس نے جب چاہا عوام کے سکھ سکون اور خوشیوں کو اغوا کرلیا

ہماری پہلی نسل نے ملک بنتے اور بعد کی نسل نے بٹتے اور بگڑتے دیکھا

آٹا ختم ہو جائے تو شرم کا گھاٹا شروع ہو جاتا ہے

طالبان جیسے مومن صرف "ان پڑھ" ہونے کی بنا پر "بے تیغ" لڑنے پر مارے گئے اقبال کی علامتی شاعری کو سمجھنے کے لیے "درسِ نظامی" کافی نہیں

اقبال کے مصرعہ "لڑا دے ممولے کو شہباز سے"، کی فکر کو سمجھنے کے لیے دماغی طور پر شہباز ہونا ضروری ہے ورنہ تو رابو را مقدر

مہذب، معقول اور منصفانہ معاشروں میں لوگ روٹی کھاتے ہیں اور ظلم پہ قائم معاشروں میں روٹی لوگوں کو کھا جاتی ہے

کھرے کھوٹے کی پہچان کا "کریش کورس"، کب شروع ہوگا

ہمارے ہاں مہنگائی کے سوا کچھ بھی مستحکم نہیں

روٹی کا ریڈی ایٹر پھٹنے کو ہے

متفقہ آئین ہو نہ ہو...... متفقہ مہنگائی مسلسل موجود ہے

موبائل اور پرس چھیننے کی وبا کے بعد پیٹ پھاڑنے کا وائرس عام ہونا ہے

امریکہ کے لیے غیر ملکیوں کی رجسٹریشن مسئلہ ہے تو ہمارے ہاں روٹی کی رجسٹریشن کا

ہم کب تک خرابیوں کا ذمہ دار ''یہود ونصاریٰ'' کو قرار دے کر مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کرتے رہیں گے

آدمی جب انڈرویئر بھی افورڈ نہ کر سکے تو انڈر ورلڈ کی رونقوں میں اضافہ ہو جاتا ہے

اتنا ظلم تو ولن فلم میں نہیں کرتا جتنا مختلف کاموں اور نظاموں کی آڑ میں عوام کے ساتھ کیا گیا

ہمارے مقدر میں لکھے گئے حکمران صرف ''بیان ہی بیان'' ہیں

جب رسوائی اور پسپائی مقدر بن جائے تو عقلوں پر دبیز، رنگین اور مخملیں پردے پڑ جاتے ہیں

جس ملک میں ''اوزار'' اور ''ہتھیار'' امپورٹ ہوتے ہوں وہاں تہوار بھی امپورٹ ہو جایا کرتے ہیں

بعض اوقات زندگی پانے کے لیے مرنا ضروری ہو جاتا ہے

اس ملک کی اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہوگی کہ ہمارے بچے سائنسدان بننے کی بجائے کرکٹر بننے کے خواہشمند ہیں

یہ جنرل اسمبلی تو کرنل اسمبلی بھی نہیں لگتی

ویگن اور خودکش حملے میں گہری مماثلت ہے

تیل میں آگ لگی تو سب دیکھ رہے ہیں...... پانی میں آگ کا کھیل کون دیکھے گا؟

ایک طرف سائرن...... دوسری طرف وائلن

کیا جدید ترین اور خوفناک ترین امریکن ہتھیار ''حفظانِ صحت کے اصولوں'' کی روشنی میں تیار کیے گئے ہیں جو وہ دنیا کو ''غیر مسلح'' کرنے کی مہم پر روانہ ہے

کمرہ بند کر کے بلی پکڑنے کی کوشش کریں تو وہ بھی آنکھوں پر جھپٹتی ہے...... اتحادی تو سرِ عام برآمدے سے بلا پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں

ایک کا تختہ الٹا تو دیر سویر دوسرے کی تختی بھی لٹک سکتی ہے

یہ ''ون ڈے'' نہیں ''ٹیسٹ میچ'' ہے...... بلکہ سیریز سمجھو اور سنجیدگی سے کھیلنے کی تیاری کرو!

تلوار زیادہ عرصہ بیکار اور بے روزگار نہیں رہ سکتی

پاکستان ایسی جادونگری ہے جس میں سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے مثلاً
فوج ہے، فتح نہیں

واپڈا ہے، بجلی نہیں

عدالت ہے، انصاف نہیں

اسمبلی ہے، جمہوریت نہیں

ہسپتال ہے، علاج نہیں

ملائیت ہے، اسلام نہیں

تھانہ ہے، لاء اینڈ آرڈر نہیں

طاقت خود اپنا (طاقت) شکار ہو جاتی ہے

وہ دریا کتنے بدنصیب ہیں جنہیں گندی نالیوں کے ساتھ ورکنگ ریلیشن شپ قائم کرنی پڑے

کیا یہ المیہ نہیں کہ جب ہم غیروں کے غلام تھے تو کام ''ڈنڈے'' اور ''چمک'' کے بغیر ہو جایا کرتے تھے

ہم کرکٹ کے سکور پر تو نظر رکھتے ہیں مگر خودکشیوں کے سکور پر ہماری نظر نہیں ٹھہرتی

بھٹو وہ بدنصیب ہے جو جسمانی طور پر غیروں کے ساتھ اور سیاسی طور پر اپنوں کے

ہاتھوں قتل ہوا

اے پروردگار ہم سے ایسا کونسا گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ ہم پر اہرامِ مصر سے بڑی اناؤں والے ٹھگنے اور بونے حکمران مسلط کر دیے جاتے ہیں جو نہ معاف کر دینے کا حوصلہ رکھتے ہیں نہ معافی مانگنے کا ظرف

جلنے والے کا منہ کالا...... جلانے والے کا بول بالا

شرم کھانے سے کبھی کسی کا پیٹ نہیں بھرا

عالی شان مکان باقی رہ جاتے ہیں، مکین مٹی میں جا ملتے ہیں

قیمتی گاڑیاں کھڑی رہ جاتی ہیں اور ان کے سوار گورکن کے حوالے کر دیے جاتے ہیں

مہنگے ترین ملبوسات الماریوں میں لٹکے رہ جاتے ہیں اور پہننے والے خاک اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں

لکھاری بننے کے لیے لکھنا ضروری ہے لیکن جرنیل بننے کے لیے جنگ لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں

قبر میں صرف ایک مردہ جسم اور زندہ کردار کی گنجائش ہوتی ہے

ہمارے ہاں افراد ہی نہیں ادارے بھی خودکشی کی طرف مائل ہیں

ایک طرف اشرافیہ سے قرضے واپس لینے والا کوئی نہیں تو دوسری طرف غریب عوام کے بل کی قسطیں کرنے والا بھی کوئی نہیں

عام شہری قومی حالات کی وہ فلمی اداکارہ ہے جس کو سیاست کے ''ڈانس ماسٹر'' اپنی انگلیوں کے اشاروں پر نچاتے ہیں

ایک طرف ایئر کنڈیشنرز والی مخلوق ہے اور دوسری طرف جن کی کوئی کنڈیشن ہی نہیں ہے

''کینڈل ڈنر'' کھانے والوں کی میز پر غم کے چراغ کون جلائے گا

آرام فل ٹائم ...... آمدن لائف ٹائم، بھلا پوچھئے یہ کونسا پیشہ ہے

پیارے پرچم کا کیا پوچھتے ہو اس کی جھنڈے والی سائیڈ پر اشرافیہ اور ڈنڈے والی سائیڈ پر عوام ہوتے ہیں

اب مائیں بچوں کو بجلی کا بل دکھا کر چپ کراتی ہیں

تمام ''پتے'' استعمال کئے جا چکے ...... اب صرف ''جوکر'' ہی باقی رہ گیا ہے ...... شوکراؤ

سو روپے کے چور کو الٹا لٹکاؤ، سو کروڑ کے چور کو صوفے پر بٹھاؤ

رسول اللہؐ نے فرمایا تھا نہ نقصان اٹھاؤ نہ نقصان پہنچاؤ لیکن آج پورا پاکستان صرف دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اول نقصان پہنچانے والے، دوم نقصان اٹھانے والے

ملک کا دفاع تو مضبوط ہاتھوں میں ہے لیکن ملکی معیشت کا دفاع کن ہاتھوں میں ہے؟ یاد رہے دفاع معیشت کی داشتہ ہوتی ہے

آؤ ''کھلے خرچے'' کرنے والوں کے خلاف اقتصادی دہشت گردی کے پرچے درج کرائیں

مزدور کا ریڑھا خالی رہا، تو سیاست کا ویڑھا (صحن) بھی ویران رہے گا

''اسامہ'' کے انتظار میں ''گاما'' اداس بیٹھا ہے

''ان ڈور'' بیٹھنے والوں کو کیا معلوم کہ ''آؤٹ ڈور'' شوٹنگ کے دوران عوام پر کیا بیتتی ہے

رانی کے بعد راجہ کی بارات بھی دیکھ لی ...... لیکن باراتی ہر بار بھوکے رہے

زندہ رہنے کے لیے پیسہ درکار ہوتا ہے جبکہ خودکشی پر کوئی خرچہ نہیں آتا لہٰذا یہ ''صنعت'' دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے

بی ڈی ممبروں سے لے کر موجودہ ضلعی حکومتوں تک ہر بار عوام کو دائرے کا مسافر بنا کے رکھا گیا

ہمیں ایک دوسرے کی ''احساسِ محرومی'' سے لطف اندوز ہونے کا مرض لاحق ہو چکا ہے

جو بے غیرت ملک امریکہ کی اجازت کے بغیر انگڑائی تک نہیں لے سکتے، وہ لڑائی کیسے مول لے سکتے ہیں؟

کشمیر پر لچک دکھاتے دکھاتے ہماری قومی کمر میں بل پڑ چکا ہے

شخصیت پرستی بھی، ملوکیت اور آمریت کے زہریلے خاردار درخت کی ہی ایک آدم خور شاخ ہے

ہر خودکشی کرنے والے کا کوئی نہ کوئی ''قاتل'' ضرور ہوتا ہے

ہر ''مقدس گائے'' کو عوامی مفاد پر قربان کرنا ناگزیر ہو چکا ہے

ہمارے ہاں تو ''پانی''، ''ٹینک'' اور ''بینک'' بھی ''عسکری'' ہوتے ہیں

ایک منتخب وزیراعظم ''قاتل''، دوسری ''ہائی جیکر'' اور تیسرا ''دہشت گرد'' یہ پاکستان ہے یا بدمعاشتان؟

پاکستانی قوم ان گنت تلخ تجربات کے باوجود ''دائروں'' کے سفر سے نکل کر ''صراطِ مستقیم'' پر چلنے کو تیار نہیں کیونکہ ان کا ہر صراطِ مستقیم ٹیڑھا ہے

ہماری تاریخ تخت، تختے، تختہ دار اور تحریکوں سے بھری پڑی ہے

تلوار صرف روپ بدلتی ہے اس کی زبان نہیں بدلتی

بموں کی آنکھیں نہیں ہوتیں جو دیکھ سکیں کہ ان کے ٹکڑے بے گناہوں کو گھائل کر رہے ہیں

جو لوگ اپنے حقوق بھی بھیک کی طرح مانگتے ہیں ان پر ہونے والے ظلموں پر آنسو بہانا، آنسو ضائع کرنا ہے اور میرے آنسو بہت قیمتی ہیں

کاش اس دھرتی کی مائیں ''قائدین اور عمائدین'' جننے کی بجائے ''عالم'' اور سائنسدان'' جننا شروع کر دیں تو یہ ہجوم ایک باوقار قوم بن جائے

آدم خور کبھی آدم زادوں کے ہمدرد نہیں ہو سکتے

ملکی وسائل کے دریائے فرات پر چند شمر قابض ہیں اور کروڑوں ہجرت زدہ لوگ پیاس سے ہلکان ہو رہے ہیں

کروڑوں لوگوں کے معاشی قتلِ عام کے مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں ان گنت گواہیاں نامعتبر اور ناکافی کیوں سمجھی جا رہی ہیں؟

بڑے قرضے بڑے معززین کے لیے، چھوٹے قرضے مقربین کے لیے اور عوام کے لیے؟ بھوک اور پیاس! گھاس اور آس!!

جن ملکوں کے حکمران انصاف کے کٹہرے میں کمزور بن کر کھڑے ہوں ان کے ملک اقوامِ عالم میں مضبوط بن کر کھڑے ہوتے ہیں

اسمبلی ہو یا آمریت......اپنی مدت پوری کرے یا عدت، عوام کے مسائل جوں کے توں ہی رہیں گے

عوام کو کیری لوگر بل سے کہیں بڑھ کر گیس و بجلی کے بل کی فکر ہے

زندگی بھر غیر ملکی بنک چلانے والے اب ملک چلائیں گے

پاکستانی عوام کی تفریح کے لیے جمہوریت کے نام پر چلنے والی ''نوٹنکی'' ہی کافی ہے

یہ ملک دو طبقوں میں تقسیم ہے ایک وہ جو ''خراج'' وصول کر رہا ہے، دوسرا وہ جو ''خیرات'' کے لیے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے

قرآن ثواب کی نہیں......انقلاب کی کتاب ہے

دنیا میں تبدیلی آتی ہے......ہمارے ہاں صرف ''چہرے'' تبدیل ہوتے ہیں

یہ کیسی ''سیاست'' ہے جسے اپنی حفاظت کے لیے ''وردی'' کی ڈھال درکار ہے

افسوس 58 اسلامی ملک باہم مل کر بھی ایک اوریجنل سائنسدان پیدا نہیں کر سکتے

اونٹ مکے کی طرف ہی کیوں بھاگتا ہے

گائے اپنی پوجا سے نہیں چارے سے خوش ہوتی ہے

کبھی کبھی حلوے میں بھی ہڈی آجاتی ہے

عرضی دو مرضی، بحالی یا برطرفی

من حیث القوم......ہم میدان جنگ میں ہیں اور میدان جنگ میں نہ رقص کیا جاتا ہے اور نہ ہی جشن منائے جاتے ہیں

کچھ لوگوں کو صرف شہرت سے دلچسپی ہوتی ہے وجہ شہرت سے نہیں

زندگی کی رفتار میں ''اورسپیڈنگ'' بھی کسی جرم سے کم نہیں

ہمارے پاس اپنے مُردوں کے لیے ہی نہیں فائلوں اور انکوائریوں کے لیے بھی بے شمار کفن ہیں

آج کل جنگجو لیبارٹریوں میں تیار ہوتے ہیں

ہم جیسے بدنصیب اور بددعائے معاشرے میں ''روٹین'' کے معاملات بھی ''خبر'' کا مقام حاصل کر لیتے ہیں

تاریخ انسانی میں ایک اشرافیہ بھی ایسی نہیں گزری جس نے اپنوں کو ذلیل کیا ہو اور غیروں کے ہاتھوں رسوا نہ ہوئی ہو

اب یہ فیصلہ کرنا ناگزیر ہو چکا ہے کہ ہمیں ''عالمی گاؤں'' کا باوقار حصہ بننا ہے یا کوڑھیوں کی الگ تھلگ بستی بن کر جینا ہے

لوگ گاڑیوں میں بیٹھے صوفیانہ کلام سن رہے ہوتے ہیں مگر چیختی ہوئی ایمبولینس کو رستہ نہیں دیتے

لوگوں کے پاس ہمسائے تو دور اب ماں جائے کا دکھ بانٹنے کی فرصت بھی نہیں رہی

آئین میں ترمیم آسان کام مگر اپنی ذات میں ترمیم مشکل کام ہے

قومیں جس رفتار سے روبہ زوال ہوں اسی رفتار سے خوشامد بھی عروج پر ہوتی ہے

خواص مل اونر......عوام بل اونر

معجزے عوام دکھائیں......موجیں کچھ منحوس اڑائیں

---

69 سال سے سرکٹ میں ایک ہی فلم چل رہی ہے......''سرکٹا شیطان''

غریبوں کے لیے صرف ''سرے اسٹوری''......اپنے لیے محل سے لے کر سنٹرل لندن تک ڈبل اسٹوری

جھونپڑیوں میں رہنے والوں کے ستارے ہمیشہ گردش میں ہی رہتے ہیں

---

70 سال گزر گئے، تحریک آزادی کے دوسرے مرحلے کا آغاز کب ہوگا

اس ملک کی زمین، سیاست اور دولت پر ''اقلیت'' کا قبضہ ہے

''جانور'' کو ذبح کرنے کے لیے قلم نہیں، چھری کی ضرورت ہوتی ہے

قزاق تبلیغ نہیں تلوار کی زبان سمجھتے ہیں

خودانحصاری......خوشحالی کی سوتیلی بہن ہے

انسان کی طبیعت ہی اس کی تقدیر ہوتی ہے

سپیروں کا رزق سانپوں کے پھن پر ہوتا ہے

کہکشاں در کہکشاں اور کائنات در کائنات اس عظیم خدائی کہانی میں ہماری زمین کی حیثیت ایک فل شاپ سے زیادہ نہیں ہے تو میرا گناہ کیا؟ تیرا ثواب کیا؟

امیر آدمی سال بعد گاڑی بدلتا ہے۔غریب ہر روز کئی ویگنیں تبدیل کرتا ہے

زندگی کو ضرورتوں کے زنگ سے نجات مل جائے تو انسان حیاتِ جاودانی پا سکتا ہے

جہاں افراد کا احترام اور وقار باقی نہ رہے وہاں ادارے بھی بے توقیر و تعظیم ہو جایا کرتے ہیں

میں سالہا سال سے ایک ہی سوال پڑھ رہا ہوں کہ کیا کبھی کسی صاحبِ اقتدار نے جرم سے آگے جا کر ''وجہِ جرم'' جاننے کا گناہ کرنے کی کوشش بھی کی ہے؟

ملک کے وسائل کے ساتھ ''مخصوص اقلیت'' کا وہی رشتہ ہے جو قبر کے ساتھ ''بجو'' کا ہوتا ہے

اب جنگوں کا فیصلہ میدان میں نہیں کمپیوٹر کی منی اسکرین پر ہوتا ہے

افسوس، ہم آج بھی علم دشمن ملائیت اور عقل دشمن جاگیرداریت کے نرغے میں ہیں

ہم نے قومی اسمبلی کے باہر تو کلمہ طیبہ آویزاں کر رکھا ہے لیکن اندر......؟

ہم نے درختوں پر تو اسماء الحسنیٰ سجا رکھے ہیں مگر دلوں میں؟

یہاں مستریوں کو موجد کہا جاتا ہے اور نقال نابغے کے طور پر مشہور ہیں

یہاں عطائی خودستائی کی آخری حد عبور کرتے ہوئے خود کو ''محقق طُب العصر والزمان'' لکھتا ہے

تک بند عظیم شاعر اور بے سرے تان سین بنے پھرتے ہیں

انگریزوں کے غلام ہمارے سیاسی امام اور آزادی کے علمبردار بنے رہے اور آج بھی ہیں

تاریخ کی ردی جمع کر کے اس کی ترتیبِ نو کرنے والے ''عظیم مورخ'' کہلوانے پر بضد ہیں

تاریخ نہ مرتی ہے نہ ماری جاسکتی ہے

پرانے وقتوں کے بادشاہوں کا رعایا کو اتنا فائدہ ضرور تھا کہ نہ وہ ملکی خزانہ لوٹتے تھے اور نہ ہی بیرون ملک جائیداد خریدتے تھے

علم کو ''دینی'' اور ''دنیاوی'' خانوں میں بانٹنے والے علم دشمنی کے سوا کچھ نہیں کر رہے......

جاگیردارانہ سیاست کا سرمہ اور سرمایہ دارانہ سرمچو مزید کتنے سال سہمے ہوئے عوام کو اپنی موتیا ماری آنکھوں میں ڈالنا پڑے گا؟

خودکشی میں خودکفالت اور خودانحصاری کا ہدف کب تک حاصل کیا جاسکے گا؟

خودسوزی کنونشن کب بلوایا جائے گا اور اس کا کنوینر کون ہوگا؟

تھری پیس پہننے والوں کو ''تھری فیز'' کا جھٹکا کون دے گا؟

قوم کو قربانی کا بکرا سمجھنے والوں کی اختتامی قوالی کب شروع ہوگی؟

لاڈلوں کو ''مالی سہارے'' اور للووں پنجووں کو ''خالی اشارے'' کرنے کا 70 سالہ پیریڈ کب ختم ہوگا اور عوام کو کبھی ''آدھی چھٹی'' ملے گی یا نہیں؟

ہرفن مولا صدر غریبوں کے لیے ''مرغی کی قربانی جائز'' کا آرڈیننس کب جاری کریں گے؟

ملکی وسائل لوٹنے اور غیر ملکی بنک بھرنے والوں کو ندیا کنارے بٹھا کر دیسی صابن سے کون نہلائے گا؟

گند پھیلانے والوں کو صفائی کے نمبر کب تک ملتے رہیں گے؟

تالیاں بجانے اور گالیاں بنانے میں کتنا فرق ہوتا ہے؟

غریبوں کے گھروں میں ہر روز تقسیم ناشتہ کی تقریب میں ہونے والی تُو تُو مَیں مَیں کب ختم ہوگی؟

خودکشی اور خوشحالی کی ٹرینیں ایک ہی ٹریک پر کب آپس میں ٹکرائیں گی؟

کنگلے عوام کنگ سائز فلٹر کے ساتھ اپنے ظالموں کی سکریننگ کب کریں گے؟

فاقوں کی ایف آئی آر کون سے تھانے میں درج ہوگی؟

کیا یہاں صرف تختیوں کی نقاب کشائیاں ہی ہوں گی یا نقاب پوشوں کے نقاب اتار کر انہیں تختۂ دار پر بھی چڑھایا جائے گا؟

تمام چھوٹے بڑے شہروں میں خودکشی کا ٹینڈر کون سی سیاسی جماعت کے نام منظور ہوگا؟

پیپلز پارٹی کبھی سندر بن جیسا عظیم قدرتی جنگل تھی آج کل چھانگا مانگا کے مصنوعی جنگل جیسی ہوگئی ہے اور جیسا جنگل ہو ویسا ہی اس کا ''ٹارزن'' ہوتا ہے

ہجرت کی سان پر چڑھی ہوئی پاکستانی قوم کو ان کا وطن واپس کون دے گا؟

معاشرے اپنی ''نیوز اور نیوز میکرز'' سے پہچانے جاتے ہیں

تماش بین خود تماشا کب بنیں گے؟

تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ جب کسی قوم نے اپنے اندر توانائی اور حرارت محسوس کی تو وہ حرکت میں آئے اور پھر اس حرکت میں برکت نے کئی قوموں کو زحمت و ذلت سے دوچار کر دیا

آؤ اپنے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر قسم کھائیں اور با آواز بلند کہیں ''ہم آزاد ہیں''

وہ دن دور نہیں جب لوگ بنک نہیں اناج اور سبزی کی دکانیں لوٹنے پر مجبور ہوں گے

ہمارے اور مغرب کے درمیان ہر سال کم از کم ایک ہزار سال کا فاصلہ بڑھ رہا ہے

برصغیر کے مسلمان تین حصوں میں تقسیم ہو کر ہر جگہ ''برہمنوں'' کے رحم و کرم پر ہیں یا بدمعاشوں کی صوابدید پر

بعض ''نابغے'' کہتے ہیں اسلام خطرے میں ہے حالانکہ عوام خطرے میں ہیں

حافظ قرآن نہیں صرف حامل قرآن مسلمانوں کی تقدیر بدل سکتا ہے

''کسٹم میڈ کابینہ'' اور ''سیلف میڈ'' کابینہ میں کیا فرق ہوتا ہے؟

''پارک لین لیگ'' کے صدر اور لانڈھی کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

''سرے پیلس پارٹی'' کی چیئرپرسن کا حالیہ پتہ لکھیے؟ وفاقی کابینہ کے تین منسٹر کے نام بتایئے...... چلیئے ایک کا ہی بتا دیجئے؟

مختلف حکومتوں کے مشترکہ پسندیدہ بہانے لکھیے؟

''غربت مکاؤ مہم'' نے آپ کے کچن پر کیسے اثرات مرتب کیے؟

اگر دنیا ''گلوبل ویلیج'' ہے تو اس میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ موچی، دھوبی؟ تیلی؟ نائی، چمار؟ ماشکی؟ میراثی؟

جمہوریت اور مارشل لاء کے درمیانی سٹیشن کا نام اور حدود اربعہ بیان کیجئے؟

بھاری مینڈیٹ کا حقیقی وزن کتنا تھا؟

بھوکے کی ''روٹی'' کون کھا گیا؟ تن کا ''کپڑا'' کس نے اتارا اور ''مکان'' کی چھت کس پر آ گری؟

لانڈھی جیل سے لاڑکانہ تک کا فاصلہ کتنا ہے؟ رائے ونڈ سے کوٹ لکھپت جیل کتنی دور ہے؟

رائے ونڈ کی تاریخ اور ''گون ود دی ونڈ'' (Gone with the wind) کی کہانی کا خلاصہ لکھیے

''بارہ اکتوبر'' کے بعد...... کچھ کو خروج ملا، کچھ کو عروج ملا...... عوام کو کیا ملا؟

بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے بغیر پروں کے فرشتے امپورٹ کرنے کے لیے ''ایل سی'' کون کھولے گا؟

''موٹروے سے رن وے تک'' کی اصل کہانی کون لکھے گا؟

ایسے شخص کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیجئے جو اپنی شوگر مل کے سپلائرز یعنی کاشتکاروں کو تو ادائیگی نہ کرتا ہو لیکن ماہِ رمضان کے دوران اپنے حلقہ انتخاب کے غرباء و مساکین میں چینی کی بوریاں مفت بانٹتا ہو؟

''ایف بی آر'' اور حلوائی کی دکان میں کتنا فرق ہے؟

پانی ''گراس روٹ لیول'' تک پہنچ بھی جائے تو کیا گھاس پیپل یا برگد بن سکتی ہے؟

پاکستان 15 ویں صدی میں کب داخل ہوگا؟

انصاف کی صرف اور صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے جبکہ ظلم کی لاتعداد صورتیں ہیں

صحیح نشانے کے لیے تعلیم اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ غلط نشانے بازی تو کوئی اندھا بھی کرسکتا ہے

جس معاشرے میں انصاف موجود نہیں وہ دراصل تعلیم وتربیت سے محروم ایک اندھا معاشرہ ہوتا ہے

بعض اوقات کھائیاں اور کھڈے......لیڈروں کی شکل میں بھی سامنے آتے ہیں

طبیعت میں غصہ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ہونا چاہیے جتنا سالن میں نمک

ملکوں اور معاشروں کے لیے سب سے تباہ کن اور خطرناک شے حکام کی بدنیتی ہوتی ہے

جب تک خود لکڑی لوہے کے ساتھ سازش میں شریک ہوکر اسے کلہاڑا نہیں بناتی......لوہا لکڑی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

صرف ایک کڑی کے ٹوٹ جانے سے ساری زنجیر بیکار ہوجاتی ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر ٹوٹی کڑیوں کے ڈھیر ہیں۔ فرقے، ذاتیں، زبانیں اور مختلف اوقات پر اذانیں!

کسی کو گالی دے کر اپنے الفاظ واپس لینا یوں ہی ہے کہ کوئی کسی کو پتھر مار کر زخمی کردینے کے بعد کہے کہ میں اپنا پتھر واپس لیتا ہوں

برباد ہوئی ہر وہ بستی جہاں آگ بھڑکنے کے بعد کنواں کھودنے کا رواج ہو

طاقتور کا ہاتھ جبکہ کمزور کی زبان چلتی ہے، اس لیے ہمارے ہر قسم کے رہنما بڑھکیں مارتے ہیں، تقریریں بہت کرتے ہیں

موٹروے پر سفر کے لیے موٹر کا ہونا ضروری ہے

خوش بختی کی چٹکی علم ودانش کے پہاڑ سے بڑی ہوتی ہے

حرام مال سے صدقہ خیرات ایسا ہی ہے جیسے کوئی غلیظ پانی سے غسل کرنا چاہے

چوکیدار صرف چند روپوں کے لیے ساری رات جاگتا ہے۔ جبکہ شب بیدار عبادت گزار اپنے رتجگے کے عوض جنت مانگتا ہے

پیٹ کی سازش کوئی خفیہ ایجنسی نہیں پکڑ سکتی اور بھوک کی بغاوت پر کوئی حکومت قابو نہیں پاسکتی

پیٹ بھرا ہو تو دیگر اعضاء کی بھوک بڑھنے لگتی ہے

سب سے پہلے ''حقوق ملکیت'' نیزے کی انی اور تلوار کی نوک کو خون کی روشنائی میں ڈبو کر لکھے گئے تھے

کیا خدا کے لیے کرۂ ارض کو ملکوں میں تقسیم کرنا مشکل تھا؟

آنے والا حکمران جانے والے حکمران کا انجام یاد رکھے تو خود ویسے انجام سے بچ سکتا ہے

موت کی تیاری زندگی کا سب سے بڑا چیلنج ہے

ہر ''رستم و سہراب'' کو فردوسی اور ہر ''ہیر رانجھے'' کو وارث شاہ نصیب نہیں ہوتا

دعاؤں سے گاڑیاں چلتیں تو تمام آئل کمپنیاں دیوالیہ ہو جاتیں

کسی بھی لاء (Law) کے نہ ہونے سے مارشل لاء (Law) بہتر ہے

بندوق کا کام بربط سے اور بربط کا بندوق سے نہیں لیا جا سکتا

اقتدار کا حصول مشکل نہیں کیوں کہ تاریخ میں معمولی لوگ بھی اس پر قابض دیکھے جا سکتے ہیں...... اصل بات تو اقتدار کا استعمال ہے

کچھ لوگ زندگی بھر پتلون کے اوپر انڈرویئر اور قمیض کے اوپر بنیان پہنے پھرتے ہیں......

یہی حال کچھ قوموں کا بھی ہے

ماضی کی دلدل میں دھنسے ہوئے کسی قبیلے کا کوئی مستقبل نہیں

سقراط نے صدیوں پہلے ایتھنز کے سب سے بڑے بازار میں کھڑے ہو کر شانِ بے نیازی سے کہا تھا ''دنیا میں ایسی بے شمار چیزیں ہیں جن کی مجھے کوئی ضرورت نہیں''...... یہی بات میں مال روڈ یا لبرٹی مارکیٹ میں کھڑا ہو کر نہیں کہہ سکتا

جنگ کے اختتام پر تین قسم کی فوجیں معرضِ وجود میں آتی ہیں۔ معذوروں کی فوج، ماتمیوں کی فوج اور چوروں کی فوج جبکہ ایٹمی جنگ کے بعد ہر طرف صرف سکون اور امن ہوتا ہے

کسی مدبر نے کہا تھا کہ جنگ اتنا سنجیدہ مسئلہ ہے کہ اسے محض جرنیلوں پر نہیں چھوڑا جا سکتا تو کیا تاجروں اور جاگیرداروں پر چھوڑ دیا جائے

معاشرہ سے تمام خوبیاں رخصت ہو جائیں تو بالآخر آزادی بھی رخصت ہو جاتی ہے

مہنگائی کو نہ میڈم روک سکی نہ مینڈیٹ اب کسی مولوی کو آزماؤ

عوام نے جن کے لیے موم بتیاں جلائیں، اب ان کے لیے اگر بتیاں سلگانے کا سوچ رہے ہیں

ریز رولگ گیا ہے، پیٹرول ختم ہونے سے پہلے ہی ''سرے پیلس'' پہنچ جائیں تو اچھا ہے

یہ اچھا ''اتحاد'' اور ''یکجہتی'' ہے کہ وسائل ان کے، مسائل ہمارے

''بینڈ ماسٹر'' آجائے تو ''ہیڈ ماسٹر'' کی کوئی نہیں سنتا

نہ جوا کھیلا نہ دارو پیا، پھر بھی کاروبار پر ''جھارو'' پھر گیا (خالص لہوریئے جھاڑو کو جھارو ہی بولتے ہیں)

بیچارو پارلیمنٹ کے پیدل عوام

دکھی لکھاری کے دکھیا قاری

اللہ کی بے آواز لاٹھی کا انتظار ہے جس کے بعد ''بوسکی گروپ'' کے ارکان ''لٹھے'' میں ملبوس نظر آئیں گے اور لٹھا بھی وہ جو پوری طرح سلا ہوا نہیں ہوتا

بیروزگار بالا گلے میں پھندا ڈال کر بالے کے ساتھ جھول گیا یوں انصاف کا بول بالا اور جھوٹ کا منہ کالا ہوا

چڑیا چار آنے میں بکی تو مور بھی 25 پیسے کا بک جائے گا

انہیں ''دھوبی پٹکا'' نہیں...... ''ڈرائی کلین'' کا جھٹکا دو ورنہ کئی ارب روپیہ یونہی بھٹکا رہے گا

گوشت، خون اور ہڈیاں کیا، کچھ بھیڑیئے تو ایسے ہیں جو آنتیں بھی نہیں چھوڑتے، اسی لیے تو

عوام کی آنتیں قل ہواللہ پڑھ رہی ہیں

سیاسی، کاروباری اور سرکاری ساہوکاروں کے علاوہ جو کوئی بھی سکھی ہے، اپنا نام پتہ اور فون نمبر بھجوائے تاکہ میں اسے مبارکباد کا خط لکھ سکوں

لوگ حکمرانوں کو ہر نماز کے بعد یاد کرنے لگے ہیں

باقی قوموں پر صدیوں میں جبکہ ہم پر ہر مہینے عذاب نازل ہوتے ہیں کیا ''نازل'' اور ''بل'' ہم قافیہ نہیں؟

مظلوموں کی ٹنڈیں کرنے کا ٹینڈر ظالموں کے پاس ہوتا ہے

نظام الٹا ہے، اسی لئے عوام کا ''توا پرات'' الٹا ہے

بیمار لوگوں کے لیے ''تندرست بل'' تندرست لوگوں کے لیے ''بیمار بل''

چولہا ٹھنڈا، ٹوٹیاں لیک، چھت چھید و چھید...... اپنے گھر کے ٹوٹے ہوئے آئینے کی آئین سازی کیسے کروں؟

''سٹینڈنگ کمیٹیاں'' عوام کو سٹینڈ کیوں نہیں دیتیں؟

پارلیمانی کمیٹی مجھے پاس بٹھا کر میرا حال سنے، اسے حال نہ پڑ جائے تو بے شک مجھے ہال

سے باہر نکال دے

اے سلیکٹ کمیٹیو! میری ''کمیٹی'' کب نکلے گی؟

اے قائمہ کمیٹی! پلیز میرے قیمے کے کبابوں کے خلاف کوئی قانون بناؤ

اے استحقاق کمیٹی! میں ہر روز ہلاک ہو رہا ہوں

پانچ سال لگاؤ...... پانچ سو سال کھاؤ (بوجھو تو کون سا پیشہ ہے)

قومی خزانے کے لٹیروں کو ''احتیاط سیل'' کی بجائے حقیقی احتساب سیل کے حوالے کرو ورنہ مجھے بھی جیل بھیج کر وہاں اے سی، فریج، مائیکرو ویو اوون وغیرہ کا بندوبست کرو

''ٹوٹی فروٹی گینگ'' کا ٹیسٹ شروع ہوا تو کوئی بوٹی مافیا کام نہ آئے گا

قیمے والے نان کھا کر قومی ترانہ سننے کا مزہ ہی اور ہے

قرعہ اندازیاں ان کی...... قرقیاں عوام کی

قرض واپس نہیں کرتے تو قرضوں سمیت قبرستان ڈسپیچ کر دو

عوام گھاس کھائیں گے تو جانور کہاں جائیں گے؟

میری طرف سے عوام کے لیے صبر کا ایوارڈ اور بھوک کی ٹرافی حاضر ہے

بھوک کی قبض کا علاج کس حکیم کے پاس ہے؟

لکھے بغیر لکھاری بننا ناممکن ہے لیکن جنگ لڑے بغیر جرنیل بننا بہت آسان ہے

میری دکان بند پڑی ہے، آپ کو سی ٹی بی ٹی کی پڑی ہے

جس کے برتن خالی ہوں، اس کی آنکھیں اور دماغ ہی نہیں دل بھی خالی ہو جاتا ہے

بدنصیبی بدنصیبوں کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالتی ہے

ہمیں تو سالن اور بالن کی بھینٹ چڑھا دیا گیا

قوم کے لیے خطاب...... اپنے لیے کباب

مجبوریوں کے مجرے پر کوئی پابندی نہیں

عوام کے تو ابلے ہوئے انڈے نہیں بکتے، حکام کے ''تڑکے'' ہوئے انڈے بھی اربوں ڈالر میں بک جاتے ہیں......

سفید پوش تیزی سے ستر پوش ہوتے جا رہے ہیں جبکہ نقاب پوش ننگے ہونے کے باوجود

پکڑائی نہیں دے رہے

اگر آپ میرے روزگار کا بندوبست نہیں کر سکتے تو مجھے آوارہ گردی کے الزام میں اندر کرادیں اور میرے بیوی بچے داتا دربار بھجوادیں

ہم نے کہا،''قدم بڑھاؤ نواز شریف! ہم تمہارے ساتھ ہیں'' نواز شریف صاحب چھلانگیں لگا کر ہم سے بہت آگے نکل گیا اور آج ہم کہتے ہیں'' روٹی کھلاؤ نواز شریف! ہم تمہارے ساتھ ہیں''......''بل گھٹاؤ نواز شریف ہم تمہارے ساتھ ہیں''

طنز عینک کی مانند ہے جس کے ذریعے اپنے چہرے کے سوا ہر چیز دکھائی دیتی ہے

کسی کتے کے آگے ہڈی پھینکنا فیاضی نہیں یہ فعل صرف اسی صورت میں کہلائے گا جب ہمیں بھی اس ہڈی کی اتنی ہی خواہش ہو جتنی کتے کو

مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میرا دادا کون تھا، فکر ہے تو اس بات کی کہ میرے دادا کے پوتے کو کیسا ہونا چاہیے

خطیب لوگ گہرائی کی کمی تقریر کی لمبائی سے پورا کرتے ہیں

ہر گدھا چھلانگ لگانے سے پہلے خود کو ہرن ہی سمجھتا ہے

ہمارے مذہبی رہنما انڈوں کی طرح ہیں کہ ان کے اندر ان کے علاوہ اور کسی فرد یا شے کی

گنجائش ہی موجود نہیں

تھوڑی سی سمجھ آدمی کو دہریت کی طرف لے جاتی ہے، بہت زیادہ سمجھ اسے مذہب کی طرف راغب کرتی ہے اور جب انسان اس سے بھی آگے گزر جائے تو اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے

کوئی بھی سیاستدان خواہ آصف زرداری ہی کیوں نہ ہو اتنا برا نہیں ہوتا جتنا کہ اس کے دوست اور حواری خیال کرتے ہیں

اگر عیاشی اور بدمعاشی کو آغاز میں ہی نہ روک دیا جائے تو وہ ''ضرورت'' بن جاتی ہے جیسے ہمارے ہاں 70 سال سے ایک طبقہ کی ضرورت بن چکی ہے

کامیاب ترین شادی کے لیے ضروری ہے کہ شوہر بہرا اور بیوی اندھی ہو

شہرت بہت سے مشہور لوگوں کی وجہ سے شرمندہ ہے

قسمت غریب کو معدہ دیتی ہے خوراک نہیں دیتی، امیر کو خوراک دیتی ہے تو معدہ نہیں دیتی لیکن ہمارے ہاں کے امیر تو ایسے ہیں کہ ان کے پیٹوں میں معدہ کی بجائے ''گرائنڈرز'' نصب ہیں

مکمل خوشی اور مکمل بیوقوفی جڑواں بہنیں ہیں

کامیابی کا دارومدار آپ کی محنت پر نہیں دوسروں کی جہالت پر ہوتا ہے

خرابی تو رہنی ہی ہوتی ہے...... آؤ کوشش کریں کہ نئی خرابیاں پرانی خرابیوں کی جگہ لے لیں یہاں تو 70 سال سے وہی خرابیاں وہیں کی وہیں موجود ہیں مثلاً جاگیرداری، بیوروکریسی......

جج قانون کا ایک ایسا طالب علم ہوتا ہے جو اپنے امتحانی پرچے کی مارکنگ بھی خود کرتا ہے

دلائل کو اونچا اور آواز کو نیچا رکھو

جتنی کوشش آپ اچھا نظر آنے کے لیے کرتے ہیں اس سے کہیں کم کوشش کے ساتھ آپ سچ مچ اچھے بن سکتے ہیں

بارات بھی جنازہ ہی ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا ''مردہ''...... ''دلہا'' کہلاتا ہے

زندگی میں ہاتھی سے نمٹنا آسان جبکہ مکھیوں اور مچھروں سے نمٹنا مشکل ہوتا ہے پاکستان کی سیاسی زندگی اس قول کی صداقت کا ثبوت ہے

انسانی معاشرہ دو حصوں میں منقسم ہے اول بھیڑیں اور دوم ان بھیڑوں کی اون اور گوشت کا کاروبار کرنے والے

ہر غریب کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو دنیا امیر ہو سکتی ہے

آدمی جانور کو مارے تو شکار، جانور آدمی کو مارے تو درندگی...... واہ اوئے میرے اشرف المخلوقات

اچھی ریاست ماں کی مانند ہے لیکن گھٹیا ریاست سوتیلی ماں کی طرح ہوتی ہے

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اپنے بعد آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت ہوں

طوفان سے بچ جانے والے شخص کے لیے کشتی بے معنی ہو جاتی ہے

احتیاج عقل پر بھاری ہے

انسان کا پہلا احساس بھوک...... پہلی ضرورت خوراک

محض ایک اچھا خیال، اعمال کی مرمت نہیں کر سکتا

جس طرح دولت کسی کو شریف نہیں بنا سکتی اسی طرح افلاس کسی کو کمینہ نہیں بنا سکتا

تنہائی میں خیال اور مجلس میں زبان پر قابو رکھو

ایک کڑی ٹوٹ جانے سے ساری زنجیر ٹوٹ جاتی ہے ''چاروں صوبوں کی زنجیر'' کیا کر رہی ہے؟

شہد اندھیرے میں بھی میٹھا ہوتا ہے اور زہر اُجالے میں بھی زہریلا ہی رہتا ہے

ہمارے حکمران چھاچھ مانگنے جاتے ہیں اور پیالہ بھی چھپاتے ہیں

حکمران مرغے ہیں تو بانگ دیں، مرغی ہیں تو انڈے دیں کچھ بھی نہیں تو صرف بیان دیں

گدھوں کو صرف گدھے ہی کھجا سکتے ہیں

انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے...... آنکھ نہیں بھرتی

''ورکنگ ریلیشن شپ'' اور ''ملی بھگت'' میں کیا فرق ہے؟

بے غیرتی اپنی حد سے گزرتے ہی عملیت پسندی بن جاتی ہے

چند عشرے قبل تک ویزا نہیں ہوتا تھا، چند عشروں کے بعد بھی ویزا نہیں ہوگا

جس کا مستقبل جاننا ہو...... اس کا ماضی جاننے کی کوشش کرو کیوں کہ افراد اور اقوام کا ماضی ان کے مستقبل کا عکاس ہوتا ہے

مسلم لیگ متحد ہو کر پھر ٹوٹے گی جس میں سے ایک حصہ کا نام ہوگا مسلم لیگ (لغاری)...... مسلم لیگ ج، ن، ق، پ وغیرہ کے بعد ''ل'' کی ہی کسر باقی رہ گئی ہے

ہم انفرادی توہین پر تو قتل وغارت کے سلسلے شروع کر دیتے ہیں لیکن اپنی اجتماعی تذلیل پر کسی ردعمل کا اظہار نہیں کرتے

حکمرانوں نے عوام پر عدم اعتماد کر رکھا ہے

جو اپنوں کو رسوا کرتے ہیں خود غیروں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے ہیں

گائے بھینس دودھ دینا بند کرے تو کباب دینا شروع کر دیتی ہے

مجھے اس دن کا انتظار ہے جب مسلمانوں پر دن میں پانچ مرتبہ پانی جیسی قیمتی شے خرچ کرنے کا الزام لگا کر ان پر کریک ڈاؤن شروع کیا جائے گا

سبز پرچم کی چھاؤں تلے خلقِ خدا سبز رنگ کا پانی پیتی ہے، ہمارے ملک میں شیر اور بکری نہیں، انسان اور جانور ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں تو یہ انسانیت کی معراج ہے، خباثت کی نہیں

ہم ایک قوم کے طور پر نہ نوری نہ ناری...... بلکہ پورے کے پورے ''خاکی'' ہیں

انسانوں میں انصاف ممکن ہی نہیں کیوں کہ کئی لوگوں کے قاتل کو بھی تو زیادہ سے زیادہ ایک بار ہی پھانسی دی جا سکتی ہے

بہت سے مسلمان، مسلمانوں کو مسلمان کرنا چاہتے ہیں

تبلیغ زبان سے نہیں...... صرف عمل سے ممکن ہے

خالص ہوا کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے اور سو فیصد آکسیجن تو بہت ہی مہنگی ہے

معیارِ زندگی تو الگ الگ ہوسکتا ہے......معیارِ مرگ میں گہری مماثلت ہوتی ہے

کاسمیٹک سرجری سے چڑیل بھی پری بن سکتی ہے

جسے پیدل ہونا چاہیے وہ موٹر سائیکل پر ہے، جسے موٹر سائیکل پر ہونا چاہیے اس نے قسطوں پر چھوٹی گاڑی لے رکھی ہے۔ لیزنگ کے طاعون کا انجام یہ نہ ہو کہ پورا معاشرہ ''لیز آؤٹ'' کرنا پڑے

کبھی جنگل کے درختوں کی کسی ٹہنی پر میاں مٹھو اور کسی ٹہنی پر مینا بولتی تھی۔ پھر کسی نے جنگل پر ایسا جادو کر دیا کہ اب ہر ٹہنی پر الو بول رہے ہیں یا چمگادڑیں الٹی لٹک رہی ہیں

آج کل تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے سوا ہر کسی کی شادی ہو رہی ہے۔ سلامیاں دے دے کر لوگوں کو وعلیکم السلام ہو گیا ہے

مہنگائی کی ماں اور بھوک کے باپ کا ملن ہو گیا تو ڈیزائنر سوٹ، شیروانیاں، واسکٹیں، ساڑھیاں، غرارے اور شرارے ہینگروں پر ہی لٹکے رہ جائیں گے

میری دعا ہے کہ ''آندھی اور طوفان'' نامی فلم جلد ریلیز ہو اور اس میں رانا جیکی چن اور بروس لی بٹ کا کراٹے اپنے فن کی بلندیوں پر نظر آئے

جہاں چنا سستا اور بیسن سرِ عام مہنگا بکتا ہو، وہاں سے ہجرت کر جانا ہی بہتر ہے

فاقوں کی فصل کو کوئی سنڈی کیوں نہیں پڑتی؟

بکرے کا گوشت تو گاندھی جی کی اس بکری کے گوشت سے بھی مہنگا ہو گیا جو پستے، بادام، کاجو اخروٹ کھاتی اور جوس پیتی تھی

حکمرانوں کو رزقِ حلال سے شاپنگ کرنی اور یوٹیلٹی بل دینے پڑ جائیں تو مہنگائی فریزر میں لگ جائے

اگر تم چاہتے ہو کہ پبلک ٹرانسپورٹ سے لے کر پبلک سکولوں تک کا معیار آسمان کو چھونے لگے تو اپنے نام نہاد نمائندوں سے قانون سازی کرواؤ کہ اعلیٰ سرکاری افسران کے بچے ان سکولوں میں پڑھیں گے اور پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کریں گے

ضیاء الحق کی اسلامائزیشن سے پہلے لوگ جھوٹی قسم اٹھانے سے ڈرتے تھے

بدنیتی سے بنایا گیا اچھا قانون بھی برا ثابت ہوتا ہے

کسی بھی حکمران کی سب سے بڑی بددیانتی ہوسِ اقتدار ہوتی ہے

کیبل اور کرائم میں چولی دامن کا ساتھ ہے

قوم کے تو 70 سال ضائع ہو گئے مولوی حضرات (ایم ایم اے) نے چند سال ضائع کر دیئے تو کون سی قیامت آ گئی

کہاں ہیں وہ خوش فہم اور خوش گمان جو جبوں، عماموں کے قصیدے لکھنے کے بعد آج اپنا تھوکا چاٹ رہے ہیں

کوئی صاحبِ علم اپنی تاریخ کے صرف ایسے پانچ سال کی نشاندہی تو کرے جب نام نہاد ''مسلم امہ'' متحد رہی ہو

انسان بھی عجیب شے ہے، خود مارے تو ''فلائنگ کک'' اور گدھا مارے تو اسے ''دولتی'' کہتا ہے

برگر کھاؤ، کولے پیو، جینز پہنو، انگریزی بولو اور مائیکل جیکسن سننے کے بعد سینہ پھیلا کر کہو...... ''میں مشرقی ہوں''

یورپ اپنے عہد تاریک (Darkages) سے نہ نکلتا تو آج کا انسان کس حال میں ہوتا؟

بہت برے لوگوں کا بہت اچھا مستقبل ہو سکتا ہے لیکن منافقوں کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا

جتنے طبقے......اتنے قانون

بھیڑ اور بھیڑیا......صرف ''یا'' کا فرق ہے

ہم اتنے گئے گزرے کیوں ہیں کہ اپنوں کی نماز جنازہ سے لے کر نکاح تک خود نہیں پڑھا سکتے؟ ہم اپنے نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان کے لیے بھی کسی اور کے محتاج کیوں ہیں؟

جہاں ''تخلیق'' اور ''تحقیق'' کا وجود ختم ہو جائے وہاں صرف ''تخریب'' باقی رہ جاتی ہے

بہترین کپڑا بننے کی مشینیں وہاں بنیں جہاں روئی پیدا نہیں ہوتی

ٹھنڈے علاقوں میں بسنے والوں نے پنکھے، ایئر کنڈیشنر اور ریفریجریٹر ایجاد کئے جبکہ ہم ان دنوں بھی ایسے ہی جھکیں مار رہے ہیں

''متحدہ مجلسِ عمل'' صدیوں پرانی ہے۔ اس وقت بھی موجود تھی جب ہلاکو بغداد پر حملہ آور ہوا، تب بھی قائم تھی جب اتاترک نے نام نہاد خلافت کو مسمار کر دیا

ملائیت اور ملوکیت ایسی گاڑی کے پہیئے ہیں جس کا انجن ہر قیمت پر ''سیز'' ہونا ہے

سرزمینِ بے آئین میں ڈھائی من کی بوری اٹھانا کسی بھی قسم کا حلف اٹھانے سے کہیں زیادہ مشکل ہے

سودوں میں کمیشن لینے والے معتوب جبکہ فوج میں کمیشن لینے والے محبوب ہوتے ہیں

جہاں قانون ختم ہوتا ہے......وہاں خونِ ناحق شروع ہوتا ہے

کشمیر ہماری شہ رگ ہے تو مشرقی پاکستان کون سی شریان تھا؟

ماشاءاللہ چشم بددور کروڑوں کی آبادی ہے اور جو کوئی ان میں سے اپنے حصہ کے چند

درجن، چند سو، چند ہزار، چند لاکھ بیوقوف بھی نہیں ڈھونڈ سکتا...... اسے یہاں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں

خوف اور تخلیق ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہیں جو معاشرہ پیدا ہی خوف کی کوکھ سے ہوا ہو وہاں تخلیق کے خواب کو تعبیر مل ہی نہیں سکتی

اگر بے غیرتی، بے حیائی اور ڈھٹائی پر بھی نوبل پرائز ملتا تو اب تک سب سے زیادہ نوبل پرائز کس قوم کے پاس ہوتے؟

ہماری سیاست میں چند کردار ایسے بھی ہیں کہ اگر سٹیج کا رُخ کر لیں تو امان اللہ، مستانہ، سہیل احمد، طارق ٹیڈی وغیرہ بیروزگار ہو جائیں

غیر ملکی، بدیسی استعمار نے ہمیں عظیم الشان نہری نظام دیا، ریل دی، ٹیلی گراف دیا، میڈیکل کالج اور انجینئرنگ یونیورسٹیاں دیں......مقامی اور دیسی استعمار نے ہمیں کیا دیا؟ ایٹم بم!

شخصیت پرستی بدترین قسم کی بت پرستی ہے اور بدترین قسم کی رسوائی و پسپائی ایسے ہی معاشروں کا مقدر ہوتی ہے

وحشت کہتی ہے ہتھیار اٹھا لینے سے عالم اسلام کے مسائل حل ہو جائیں گے، بصیرت کہتی ہے...... صرف اوزار اٹھانے سے سنبھل سکتے ہیں۔ مسل نہیں عقل...... کلاشنکوف نہیں کمپیوٹر......صوفی نہیں سائنسدان......مخاصمت نہیں معیشت

تین حصوں (پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش) میں تقسیم مسلمانوں کو ذرا ملنے جلنے تو دو...... پھر دیکھو اس خطے میں کیسا تماشا لگتا ہے وہ لوگ جنھیں سنگل کرنسی اور سافٹ بارڈرز سے خوف آتا ہے...... نااہل ہونے کی وجہ سے خوفزدہ ہیں، ان کے دماغ ٹھیک سے کام نہیں کر رہے یا یہ اس خطے کے عام، غریب مسلمان کے دشمن ہیں جو انہیں خوشحال اور کھاتا پیتا نہیں دیکھ سکتے

اسلامی تاریخ اٹھائیں اور دیکھیں کہ بادشاہت، ملوکیت اور آمریت کی منڈی میں ضمیر بیچنے والوں کا تعلق زیادہ تر کس طبقہ اور پیشہ سے تھا

ایک زمانہ تھا جب جھوٹ بولنے پر کوّا کاٹتا تھا، آج کل سچ بولنے پر باؤلا کتا کاٹتا ہے

اقتدار کے دن مسکراہٹ میں اور عوام کے دن گھبراہٹ میں کٹ رہے ہیں

سیاست کے پنڈت اور سپائیڈر مین سب آپس میں ''ضم'' اور ایک دوسرے میں ''مدغم'' ہونے جا رہے ہیں یعنی ''نشہ'' بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں......لیکن شاعر نے یہ نہیں بتایا کہ شرابوں میں لسی، کانجی، ستو، شربت بزوری اور کولے وغیرہ ملانے کے بعد نشے کی کیا کیفیت ہوگی؟ نشہ ہرن ہونے کی بجائے بھینس ہی نہ ہو جائے

روٹی کپڑا اور مکان نہیں...... میری انڈر پروڈکشن سیاسی پارٹی کا نعرہ ہوگا ''بھوک، ننگ اور قبرستان''

کہیں لالو پرشاد تو کہیں بھالو پرشاد......واہ میرے برصغیر

کہیں وفاقی وزیر......کہیں صوبائی حقیر یا مقامی فقیر

''مسلمان مہنگائی'' دیکھ کر غیر مسلم بھی پریشان ہیں

زرِمبادلہ عوام کے پیٹ پر شان وشوکت سے کاری ضرب لگا رہا ہے

کسی کا ملک کے اندر آنا ٹھیک نہیں، کسی کا ملک سے باہر چلے جانا وارے میں ہے

ہمارے دو ہی مسئلے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی اور قومی سطح پر صرف وردی

روٹی نقد فروخت ہو رہی ہے اور بھوک کی بلیک کا کام زوروں پر ہے

لوگ بغاوت کیس میں تو اندر ہوتے ہیں لیکن ملاوٹ کیس میں کوئی نہیں پکڑا جاتا

بے عملوں کی دعائیں انہیں دھوکہ دے جاتی ہیں

سلامی کے چبوترے سے کبوتر اڑ چکے......صرف چند چیلیں بیٹھی ہیں

شراب اور حجاب کے بعد ہمارا تیسرا اہم ایشو......ڈھنگ کا نصاب

''ایک دام واحد کلام'' کے زمانے لد گئے۔ آج کل تو ''دو دام کئی کلام'' کا فیشن ہے

مستقبل قریب میں زردہ پکنے اور پردہ پھٹنے والا ہے

خبردار! بجٹ بغیر بریکوں کے تیار ہو رہا ہے

ماہرینِ نفسیات اس بات پر پوری طرح متفق ہیں کہ دال روٹی کی آنکھ مچولی نے اکثریت کے دماغی توازن بگاڑ دیے

ہماری ہر سڑک ''موت کا کنواں'' ہے اور ہم دن رات ایک سرکس کا مزہ لے رہے ہیں

شاید حکمران طبقہ کی گردن میں سریے کی زیادتی کی وجہ سے ہی سریا اتنا مہنگا ہو گیا

سستے وقتوں میں کیرم بورڈ کی کوئین کا رنگ سرخ ہوتا تھا......اب گلابی ہو چکا

عراق کا تیل امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے ''تارے میرے'' کا تیل ثابت ہوگا

نہ بالائی طبقہ نہ زیریں طبقات......اقتدار کا محافظ صرف متوسط طبقہ ہوتا ہے اور جہاں ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت متوسط طبقہ ختم کیا جا رہا ہو، وہاں اقتدار کی غائبانہ نماز جنازہ کے لیے تیار رہو

کہیں ''بلیک ڈاگ'' یعنی کالا کتا بھونک رہا ہے تو کہیں سفید بلی کو بھی میاؤں کی اجازت نہیں

نہ دودھ نہ دوائی......عالم پناہ دہائی!

خدا جانے رلانے والے کب جائیں گے، ہنسانے والے کب آئیں گے؟ اور کبھی آئیں

گے بھی یا نہیں؟

اپنے لیے ''نصاب'' بھی بدل لیتے ہیں، عوام کے لیے قصاب نہیں بدل سکتے

حکمرانو! خوش رہو تم ہمارے خرچے پر

توڑ پھوڑ قابل تعزیر ہے لیکن اس کا اطلاق ملک اور آئین پر نہیں ہوتا

اقبالؒ نے مدتوں پہلے مسلم لیگوں کے اتحاد کی پیش گوئی کر دی تھی
''کبوتر با کبوتر باز با باز''
لیکن یہ تو نہ کبوتر ہیں نہ باز

پہلے عوام کو ''کھوکھلے نعروں'' سے دھوکہ دیا جاتا تھا اب ''بھرے ہوئے نعروں'' سے بیوقوف بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے

فلم انڈسٹری کو نئے چہروں کی ضرورت ہو تو سیاست دانوں سے رجوع کرے

غریبوں کی حالت بدلنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ملک غریب کر دیا جائے؟

ایسا کیوں ہے کہ......
صفیں سیدھی رکھنے والے سڑکوں، گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر جنونیوں بلکہ پاگلوں کی طرح ڈرائیونگ کرتے ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......
سال میں ایک پورا مہینہ روزہ رکھنے والے تقریبات میں کھانے پر درندوں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں اور ''بھوک چھوڑ کر کھانے'' کے واضح ترین حکم کے باوجود بسیار خوری کے شہکار نظر آتے ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......
دن میں پانچ بار کندھے سے کندھا جوڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونے والے مسجد سے باہر نکلتے ہی ایک دوسرے کی جیبیں کاٹنے لگتے ہیں، بدترین اونچ نیچ کی ''بہترین'' مثال نظر آتے ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......
سال میں ایک بار پوری دنیا سے ایک مرکز پر جمع ہونے والوں کی ''او آئی سی'' سمیت کسی تنظیم کی کوئی وقعت نہیں

ایسا کیوں ہے کہ......
علم کی میراث رکھنے والے بدترین جہالت کا شکار ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......
تمام تر ظاہری عبادات کے باوجود ہمارے معاملات شرمناک حد تک خراب ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......
اللہ کو ایک ماننے والے مختلف لوگوں کا ''بندہ'' کہلوانے پر فخر محسوس کرتے ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......

قدم قدم پر مشاورت کرنے والی برگزیدہ ترین ہستی سے محبت کرنے والے بیسیوں ملکوں میں آمریتوں اور بادشاہتوں کو برداشت کیے ہوئے ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......

طاقت اور دولت کے ارتکاز کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے والے دین کے ماننے والوں کے سامنے طاقت اور دولت کا ارتکاز اپنے عروج پر ہے اور وہ اس کے خلاف صف آرا ہونے پر تیار نہیں

ایسا کیوں ہے کہ......

ہماری بیشتر مساجد تجاوزات کی مرتکب ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......

قرآن حکیم کے اندر تو موجود ہے کہ اس عظیم ترین آخری الہامی کتاب کو دھیمے دھیرے سمجھ کر پڑھا جائے لیکن ماہ رمضان میں یہ ''مقابلہ'' عام ہوتا ہے کہ کس مولانا نے کتنی تیزی سے قرآن پڑھا اور کتنی کم مدت میں کتنے سپارے ختم کیے یعنی قرآن حکیم کے نام پر اس کے ہی حکم کی صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے اور روکنے والا کوئی نہیں

ایسا کیوں ہے کہ......

اسراف اور نمود و نمائش کی سختی سے ممانعت کے باوجود لوگ کروڑوں روپیہ گھر پر خرچ کرنے کے بعد اوپر ''ماشاءاللہ'' کا بورڈ بھی لگا دیتے ہیں

ایسا کیوں ہے کہ......

قرآن کو ماننے والے ''قرآن خوانی'' پر تو بہت زور دیتے ہیں لیکن ''قرآن فہمی'' اور پھر فہم کے بعد اس پر عمل کی طرف دھیان نہیں دیتے

ایسا کیوں ہے کہ......

مالدار مسلمان ممالک غریب مسلمان ملکوں کے مسلمان کو وہ مراعات اور سہولیات بھی نہیں دیتے جو اہل مغرب فراخ دلی سے انہیں عطا کر دیتے ہیں

ہائے وہ بدنصیب ''ہم'' جو گودے اور مغز سے بے نیاز فقط چھلکوں سے پیٹ بھرنے کے بعد حیران ہوتے ہیں کہ ہماری ''صحت'' مسلسل بگڑی کیوں جا رہی ہے!!!

ایسا کیوں ہے کہ......

ہم گذشتہ 70 سال سے خود اپنے خلاف ہی جنگ لڑ رہے ہیں؟؟؟ یا شاید کئی صدیوں سے ایسا ہی ہو رہا ہے

ہر بیوقوف کے ساتھ ''بارہ اکتوبر'' ہو ہی جاتا ہے

مرتے ہوئے معاشروں میں ''ویناحیاتی'' زیادہ اور ''چپاتی'' کم ہوتی ہے

ہر ''سی 130'' کے رستے میں ایک بستی ''لال کمال'' ضرور ہوتی ہے

اقتدار کے بعد ہمارے ہر صاحبِ اقتدار کے ''وزن'' میں اضافہ ہو جاتا ہے

کرسی گورے کوگلابی اور کالے کوگندمی کردیتی ہے

جواہل زبان نہیں وہ گونگا ہوتا ہےاور گونگے اشاروں کی زبان بولتے ہیں جبکہ یہ زبان بہت کم لوگوں کوسمجھ آتی ہے

مجھے تو امریکہ کے صدارتی امیدوار الگور کی سفید کتیا بھی مورنی لگتی ہے......بل کلنٹن کا کتا ''بڈی'' بھی شیر ببر ہے

ٹینکوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں،اول فوجی ٹینک،دوم تھنک ٹینک،سوم سنک ٹینک

پٹرول اتنا مہنگا اس لیے کیا جارہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ کا کوئی معزز شہری پٹرول چھڑکنے کے بعد خودسوزی جیسی غیر اسلامی حرکت کا ارتکاب نہ کرسکے

آبادی کے ایک حصے کو ویزوں اور دوسرے حصے کو فاقوں کے سپرد کرکے ہم اپنی ''فی کس آمدنی'' میں خاطرخواہ اضافے کرسکتے ہیں

روپے کی قدر میں مسلسل کمی سے بچنے کے لیے ہم اسے ڈالر ہی ڈیکلیئر کیوں نہ کردیں

ایک معصوم بچے نے پوچھا ''پاکستان امریکہ یا یورپ میں کیوں نہ بنایا گیا؟''

اتنی مدت بعد تو ہمیں ''ایف 16'' کی بجائے ''ایف 32'' ملنے چاہئیں لیکن اس کے لیے بتیسی (32ای) بہت مضبوط ہونی چاہیے

سری دیوی لےلو......سری نگر رکھ چھوڑو

بھوک سے پیٹ بھر کر سونے سے ''چاغی'' سفید ہونے کے بعد سرخ ہوجایا کرتا ہے

تاوان،بھتہ،جگا اور استحقاق میں کیا فرق ہے؟

پاکستانی معیشت کو ''سرمایہ داری'' سمجھنے والے یہ نہیں جانتے کہ یہ دراصل ''اجارہ داری'' معیشت ہے

پاکستان زرعی ملک نہیں......جاگیرداری ملک ہے۔زرعی ہوتا تو اہل زراعت بھوکے نہ مرتے

طاقت اور اقتدار کو گراس روٹ تک پہنچانے کے شوقین پہلے ''گراس'' تو تیار کرلیں کیوں کہ جھاڑ اور گراس میں بڑا فرق ہوتا ہے

سرگوشی بھی کم از کم سو میل تک سنی جاتی ہے

جسم منہ کے رستے تباہ ہوتا ہے اور حکمران ہر معاشرے کا منہ ہوتا ہے

ہم آگ لگنے کے بعد کنواں کھودنے والے لوگ ہیں

عقلمند دشمن کی رسی کو سانپ اور بےوقوف سانپ کو رسی سمجھ کر بڑھکیں مارتا ہے

زندگی کتاب...... ہردن اس کا ورق

نہتے آدمی کے لیے بھیڑ بھی بھیڑیئے سے کم نہیں

جہالت سے بڑی غربت نہیں اور یہی غربت ہمارا ''سرمایہ'' بھی ہے اور ''سرمایہ افتخار'' بھی

آگ اور پانی سب سے خطرناک غلام ہیں

خودکشی قتل کی سب سے بھیانک شکل ہے

آمریت پولنگ بوتھ میں گھس کر بیلٹ بوکس پر براجمان ہو جائے تو جمہوریت کہلاتی ہے...... پھر اٹک پہنچ جاتی ہے

مندر میں رہنے والی بلی بھگوان سے نہیں ڈرتی

بیل کا زخم...... کوے کا لنچ ہوتا ہے

سمندر پسند کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں ڈوب جاؤ

کانٹے کی عمر پھول سے لمبی ہوتی ہے

برا وقت طیارے پر سوار ہو کر آتا ہے اور سائیکل پر واپس آجاتا ہے

بند منہ مکھیوں سے بچا رہتا ہے

جھوٹ خرگوش اور سچ کچھوا ہوتا ہے جو اپنی سستی کے باوجود منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے

بیوقوفی کی نشوونما کے لیے کسی قسم کی کھاد یا پانی کی ضرورت نہیں ہوتی

عورت پیٹ کی ہلکی نہیں ہوتی، وہ تو صرف راز کی حفاظت کے لیے اسے کسی دوسرے کے سپرد کر دیتی ہے

ہم نے گھوڑ دوڑ کے گھوڑے ریڑھوں میں اور ریڑھوں والے گھوڑے دوڑ میں جھونک دیئے اور خود گدھوں کی دولتیاں کھاتے رہے

گناہ میں زوال نہ سہی...... اعتدال ہی اپنا لو

ہمارے حکمران کے دانت کھاتے لیکن زبان شکر ادا نہیں کرتی

''این جی او'' کا حکومت میں ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی طیارہ شکن گن چلانے والا طیارہ اڑانے لگے

مایوس موسیقار کی طرح یہ دھن بھی المیہ ہوتی ہے

بہتا پانی، چلتی ہوا اور گزرتا وقت ہم سب سے کچھ کہنا چاہتا ہے

ہم خدا کے بنائے ہوئے آدمی کی طرف نہیں، درزی کے بنائے ہوئے کپڑے کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں

تقدیر تمہارے مشیر کا دوسرا نام ہے (اس محاورے کا موجودہ حکومت سے کوئی تعلق نہیں)

کیا ایک ایسے معاشرے کو عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے اپنے تیور نہیں تبدیل کرنے چاہئیں جہاں کسی روتے ہوئے کے آنسو پونچھنے کی بجائے اسے ڈانٹ کر، پھٹکار کر، دھتکار کر اور گالیوں سے نواز کر چپ کرانے کا رواج مقبول ہو جائے؟

کیا ایسے سفاک، سردمہر سماج کا ''علاج'' نوشتۂ دیوار نہیں جہاں ایک طرف خلقِ خدا بھوک کے مارے خودکشیوں پر مجبور ہو اور دوسری طرف اٹالین اور چائنیز ریستورانوں سے لے کر فائیو سٹار ہوٹلوں تک تقریباً 2 ہزار روپیہ فی کس کے حساب سے بدمزہ اور بے معنی کھابے کھائے جا رہے ہوں؟

دنیا کا کوئی، حتیٰ کہ غیر مسلمان بلکہ مسلمان دشمن ملک ہی بتائیے جہاں اپنے رب کے سامنے سجدہ کرنے کے لیے مسلمانوں کو سنگینوں کے سائے کی ضرورت ہو؟

جہاں گواہی بکنے لگے وہاں تباہی مفت ملتی ہے بلکہ مقدر کر دی جاتی ہے

جہاں عدل نہ ملے...... وہاں الم عام ہو جاتا ہے

جہاں احسان نہ رہے...... وہاں طوفان آیا کرتے ہیں

جہاں خوشی سے لے کر تشکر اور ندامت تک کے آنسو سوکھ جائیں...... وہاں سے بارش بھی روٹھ جایا کرتی ہے...... بن برسے گزر جایا کرتی ہے

جہاں ناجائز منافع خوری جڑیں مضبوط کر لے وہاں آدم خوری کی وبا پھیل جاتی ہے، ہمدردی ختم تو بیدردی شروع سمجھو

جہاں دودھ سے لے کر دوا تک اور غذا سے لے کر دعا تک میں ملاوٹ شروع ہو جائے...... زوال اور گراوٹ اس بستی کی پہچان بن جاتی ہے

جہاں جھوٹ اور منافقت سکہ رائج الوقت کا روپ دھار لے...... وہاں کے سکے اور روپے اپنی قدر سے محروم ہو جاتے ہیں

جہاں علم حقیر سمجھا جائے وہاں سڑکوں پر فقیر دکھائی دیتے ہیں، جہاں ''جستجو'' نہ ہو وہاں آبرو نہیں رہتی اور جہاں سوال کے جواب میں سولی کی رسم عام ہو وہاں عذاب اترا کرتے ہیں
جہاں ضمیر سو جائیں...... وہاں تقدیر بھی گہری نیند سو جاتی ہے

جہاں بدمعاش ''بڑے آدمی'' کہلائیں وہاں معاش بری طرح قلاش قرار پاتا ہے

جہاں کچھ ''دریافت'' نہ ہو...... وہاں ساخت مکروہ ہو جاتی ہے اور جہاں ''ایجاد'' کا عمل رک جائے...... برباد ہونے کا عمل شروع ہو جاتا ہے

جہاں فضولیات، فروعات، تضادات، مکروہات، اور توہمات کا دور دورہ ہو، وہاں کی تمام

مہمات بری طرح ذلت، ہزیمت اور شکست کا شکار ہو جاتی ہیں اور جس کسی نے جب کبھی تاریخ کو مسخ کیا، تاریخ نے اسے بری طرح پامال کر کے پاتال تک پہنچا دیا

جہاں بدہضمی عام ہوئی......سمجھ لو کہ بھوک عام ہو گئی

جن کا اعتماد اٹھ گیا......ان کی بنیاد اکھڑ گئی

جس نے شکست تسلیم نہیں کی......وہ فتح کو ہمیشہ کے لیے بھول جائے اور جس نے غلطی کے اعتراف سے گریز کیا وہ تاریخ انسانی کی نظروں سے گر گیا

جو متحد نہ تھے......مجبور دیکھے گئے

جن میں قوت برداشت ختم ہوئی......ختم کر دیئے گئے اور یوں کاشت ہوئے کہ ان کی فصل اور نسل کو زمین سے سر اٹھانا بھی نصیب نہ ہوا

جہاں طاقت اور دولت کا چند ہاتھوں میں ارتکاز ہو......وہاں کبھی کسی کو فراز نصیب نہیں ہوا اور سب نشیب کی نذر ہو گئے

جنھوں نے اپنوں کی تذلیل کی......غیروں کے ہاتھوں تحقیر و تضحیک ان کی تقدیر میں لکھ دی گئی لیکن جو اپنے بیٹوں اور پوتوں سے آگے نہیں دیکھ سکتے......نسلوں کا ''نیوندرا'' کہاں سے لائیں گے؟

ضرورتوں، خواہشوں، خودغرضیوں اور اناؤں کے کان نہیں ہوتے

عوام کی رائے تبدیل کرنے کے لیے جب بھی تشدد، جبر اور استبداد سے کام لیا جاتا ہے تو ان کی رائے مزید مضبوط اور پختہ ہونے کے بعد ان کے لیے پہلے سے زیادہ اہمیت اختیار کر لیتی ہے

جیسے ہمارے رجحانات ہوں گے، ویسی ہی ہماری رائے بھی ہوگی اور جو لوگ اپنی رائے تبدیل نہیں کر سکتے......ان کے ذہن جوہڑوں کی طرح ہوتے ہیں

بہترین راہنما وہ ہوتا ہے جس کی موجودگی محسوس نہ ہو

سرکاری ملازمت نااہل لوگوں کی آخری پناہ گاہ ہوتی ہے

خاندان ریاست سے زیادہ مقدس ہوتا ہے

خطابت کا مقصد سچائی بیان کرنا نہیں......بھولے بھالے لوگوں کو ترغیب دینا ہے

موقف جس قدر کمزور ہوگا، مقرر اتنی ہی زیادہ آتش بیانی کا مظاہرہ کرے گا

ہر غلام کے آباواجداد میں کوئی نہ کوئی سردار یا بادشاہ بھی شامل ہوگا

صرف وہی قومیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جاسکتی ہیں جو واقعی غلامی کی مستحق ہوں

بیوروکریسی ایک دیوہیکل نظام ہے جسے اکثر بونے چلاتے ہیں

اقتصادی آزادی کے بغیر سیاسی آزادی محض فریب ہے

اُدھار ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں

چھوٹے چھوٹے اخراجات کا دھیان رکھو کیوں کہ چھوٹا سا سوراخ بھی بہت بڑے جہاز کو غرق کر دیتا ہے

بچوں کو نکتہ چینی سے زیادہ ''نمونے'' کی ضرورت ہوتی ہے

مزدور کی اُجرت زیادہ ہو تو اس کی پیداواری صلاحیت بھی زیادہ ہوتی ہے دنیا بھر میں جہاں بھی مزدوروں کی اُجرت کم ہے......ان کی پیداواری صلاحیت بھی کم ہے

دنیاوی زندگی......آخرت کی زندگی کا بچپن ہے

نقل کرنے والے کبھی اصل نہیں ہو سکتے

ناکامی ہمت اور حکمت میں کمی کی وجہ سے ہوتی ہے......سرمائے کی کمی کی وجہ سے نہیں

معاشرہ میں انسانی آزادی کا احترام جتنا کم ہوگا، ہیرو پرستی اتنی ہی زیادہ ہوگی

ہجوم میں سر تو بہت ہوتے ہیں لیکن دماغ نہیں ہوتے

ایک لمحہ کا غور و فکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے

مہذب اور ترقی یافتہ معاشروں میں ہر مسئلہ سے عقل و دانش، تجربہ اور مہارت کے ساتھ نمٹا جاتا ہے جبکہ غیر مہذب اور نام نہاد ترقی پذیر معاشروں میں ہر مسئلہ کے ساتھ ''آہنی ہاتھوں'' سے نمٹا جاتا ہے

مہذب اور ترقی یافتہ معاشروں میں تھانہ، کچہری، ہسپتال وغیرہ عافیت کے نشان سمجھے جاتے ہیں جبکہ غیر مہذب معاشروں میں تکیہ کلام یہ ہوتا ہے ''اللہ دشمن کو بھی تھانے، کچہری اور ہسپتال کی شکل نہ دکھائے''

مہذب معاشروں کے قبرستانوں میں بھی ترتیب، نظم و ضبط ہوتا ہے جبکہ غیر مہذب معاشروں کی ٹریفک بھی بے ترتیب، بے ہنگم اور غیر منظم ہوتی ہے

شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے اور تا حیات بادشاہ رہتا ہے، پھر اس کا بیٹا، پھر اس کا بیٹا، پھر اس کا بیٹا بادشاہ بنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جبکہ انسانی معاشروں میں، مہذب معاشروں میں ''بادشاہ'' منتخب ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دو ٹرم (Term) بھگتا کر اپنی راہ لیتا ہے

مہذب معاشرہ ایک نمبر معاشرہ ہوتا ہے جبکہ غیر مہذب معاشرہ صرف دو نمبر کاموں میں ایک نمبر ہوتا ہے

مہذب معاشروں میں کوئی شے خطرے میں نہیں ہوتی جبکہ غیر مہذب معاشرہ ہر شے ہر وقت خطرے میں ہوتی ہے

ترقی یافتہ معاشروں میں ''عوام کے وسیع تر مفاد'' کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا جاتا بلکہ اصلاً اور عملاً ایسا ہوتا ہے جبکہ ترقی پذیر معاشروں میں ''عوام اور ملک کے وسیع تر مفاد'' میں ذاتی مفادات کا دھندا عروج پر ہوتا ہے

ترقی یافتہ قوموں کی زندگی میں ہر سال نیا سال ہوتا ہے جبکہ غیر ترقی یافتہ معاشرے گھسے پٹے کئی سال پرانے سال کو بھی، نئے سال کے طور پر مناتے ہیں

بندروں پر مشتمل معاشرہ ایک بہترین نقال معاشرہ ہوتا ہے

پسماندہ معاشروں میں کفار اور غدار کی بہتات ہوتی ہے

ہر انسانی معاشرہ اپنے ایشوز کی گھمبیرتا سے پہچانا جاتا ہے ''جتنا اعلیٰ معاشرہ، اتنے ہی اعلیٰ ایشوز، جتنا گیا گزرا معاشرہ، اتنے ہی گئے گزرے ایشوز

مہذب لوگ غیروں سے بھی جھوٹ نہیں بولتے جبکہ غیر مہذب لوگ خود اپنے ساتھ بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے

اندھیرا پردہ، روشنی عریانی ہے

جن کی کھوپڑیوں میں مغز ہوتا ہے وہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں، جن کی کھوپڑیاں خالی ہوتی ہیں، ان کے سروں پر بھاری انعام رکھے جاتے ہیں

قبر میں آنے والی رات باہر نہیں آسکتی اس لیے آؤ مینارِ پاکستان سے چھلانگ مارتے ہیں

جنہیں موت یاد نہیں، انہیں موت یاد دلائے بغیر پاکستانیوں کو زندگی نصیب نہیں ہوگی

خواجہ سرا گھوڑے پر بیٹھنے سے جنگجو نہیں بن جاتا

ساری دنیا ''کمیوں''، ''تیمیوں'' اور ''کم ذاتوں'' کی اولاد ہے کیونکہ انسان کا آغاز ہی ان پیشوں سے ہوا جو بعد ازاں حقیر قرار پائے

مسلمان غلیظ مکھیوں سے شہد کی مکھیوں والا کام لینا چاہتے ہیں

جمہوریت سے لے کر جج تک نظر بند...... حکمران بکتر بند

خلقِ خدا کو ناخوش رکھ کر خدا کو خوش کرنا بدترین جہالت ہے

بدمعاش صرف وہ ہے، جس کا معاش بد ہو

پاکستانی اشرافیہ دراصل بدمعاشیہ ہے

آج کل کے مسلمانوں میں سے نشاۃِ ثانیہ نکالنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی کنیر کے پودے سے شہد یا غلاظت کے ڈھیر سے عطر نکالنا چاہے

جوخودموت سے ماوراا سے کسی کی موت کی کیا پرواہ

جنہیں اپنے اندر باہر سے گنجے سروں پر وگ (Wig) کی ضرورت ہے وہ اس وِگ کو اپنے چہروں پر سجائے پھرتے ہیں اور باریش کہلوانے پر مصر ہیں

بہت سی شناسائیوں سے تھوڑی سی دوستیاں بہت بہتر ہیں

دوقومی نظریہ کا مطلب تھا، دوقومیں......ظالم اور مظلوم، حاکم اور محکوم

عشرے گزر گئے رعایا سے شہری بننے کی ہجرت کا سفر ختم نہیں ہوا

قوم کو کبھی جمہوریت کبھی مارشل لا کبھی اسلام اور کبھی عوام کے نام پر لوٹا گیا

جب بیٹا تھا، باپ کی سمجھ میں نہ آیا...... جب باپ بنا، بیٹوں کی سمجھ میں نہ آیا

میرٹ کے لیے اپنے ملک کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ میرٹ پر تو آپ کہیں بھی خود کو منوا سکتے ہیں۔ اپنا ملک اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ آپ میرٹ کے بغیر بھی بنیادی ضروریات زندگی پر دعویٰ کر سکتے ہیں

پاکستانی وسائل کے دریائے فرات پر چند یزیدوں اور شمروں کا قبضہ ہے...... باقی سب کے لیے سارا ملک کربلا سے کم نہیں

بے غیرتی کے ساتھ قسطوں میں موت سے بہتر ہے کہ انسان آبرومندی کے ساتھ یکمشت موت سے ہمکنار ہو جائے

نظام اور امام بدلے بغیر عوام علم، انا، اناج اور علاج سے محروم تر ہوتے چلے جائیں گے

قومی اسمبلی اشرفیہ کا بدنام زمانہ کلب ہے جسے نظرِ بد سے بچانے کے لیے وہاں محروم طبقات کے چند نمائندے بھی سجا دیئے جاتے ہیں

اس ملک کے علمے، فضلے معاشرہ میں دولت اور طاقت کے ارتکاز پر فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟

اب قلم نہیں علم اٹھانے سے بات بنے گی اور حالات کی مکمل تبدیلی کے لیے رنج والم کے دریا سے گزرنا ہوگا

مجھے بنگلہ دیش کی کوکھ میں کچھ اور بنگلہ دیش دکھائی دیتے ہیں

پاکستانی بیگمات آزادیِ نسواں کی تلاش میں ہیں جبکہ ان کے مرد ہی نہیں ان کا ملک بھی غلام ہے

مجھے انقلاب سے محبت ہے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ انقلاب پرانے ظالموں سے نجات حاصل کر کے خود پر نئے ظالم مسلط کرنے کا نام ہے

بے غیرت حکمران طبقہ بدحالی کی بات کرتا ہے تو بھوک کی برابر بانٹ کا کیوں نہیں سوچتا؟

---

14 اگست 1947ء آزادی کا نہیں غلاموں کے لیے آقاؤں کی تبدیلی کا دن تھا

موت، موت کے گھاٹ اُتر جاتی ہے بشرطیکہ مرنے والا وجۂ مرگ اور جگۂ مرگ کا انتخاب خود کرے

خوش بخت ہوں میں جس کی آنکھوں کو خواب نہیں کتاب سے آسودگی ملتی ہے

مٹھی بھر لوگوں نے کروڑوں پاکستانیوں کی آزادی اغواء کرلی۔ کاش ان کروڑوں میں چند حریت پسند ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس اغواء کی ایف آئی آر اپنے خون سے لکھتے

پیشہ ور مولویوں سے مسجد، موروثی سیاستدانوں سے سیاست، اور جاگیرداروں سے جاگیریں چھڑائے بغیر جان نہیں چھٹے گی

پاکستان، پاکستانیوں کا ہے لیکن پاکستان کے وسائل صرف چند پاکستانیوں کے ہیں

کبھی کبھی حقوق کے لیے بندوق ناگزیر ہو جاتی ہے

میرا وطن ایک معزز قبضہ گروپ کے چنگل میں ہے اور میرے ہم وطن جشنِ آزادی سے لے کر جشنِ بسنت تک میں مصروف ہیں

پاکستانی اشرافیہ کی ہسٹری بھی شرمناک، کیمسٹری بھی شرمناک

ڈائٹنگ اور فاقے میں کیا فرق ہے؟

کروڑوں پاکستانی روزانہ اربوں بار "السلام علیکم وعلیکم السلام" کے ذریعہ ایک دوسرے پر سلامتی بھیجتے ہیں لیکن ملک میں سلامتی کا نام ونشان تک نہیں

کچھ تحریریں پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے حجرِ اسود کی سیاہی چرا کر اسے آبِ زم زم میں ملانے کے بعد روشنائی سے لکھا

علم کی عین سے بھی ناواقف ہر ابوجہل اپنے نام نہاد "مدرسہ" پر "دارالعلوم" کا بورڈ آویزاں کرلیتا ہے

ان پر لعنت اور پھٹکار ہو جو مُردوں کی قبروں کو تو عرقِ گلاب سے غسل دیتے ہیں لیکن زندہ لوگوں کے لیے صاف پانی مہیا نہیں کرسکتے۔ یہ بے غیرت مُردوں کی قبروں پر تو قیمتی کپڑے کی چادریں چڑھاتے ہیں لیکن زندہ ننگوں کا ستر نہیں ڈھانپتے

نہ اسلام نہ جمہوریت نہ پاکیزگی لیکن نام...... اسلامی جمہوریہ پاکستان

ہماری فکری مذہبی اور سیاسی دنیا اس کے سوا کیا ہے کہ اکثر و بیشتر جو جتنا ہر دلعزیز ہے درحقیقت اتنا ہی غلیظ ہے

جس معاشرہ میں دلیل نہیں...... وہ ذلیل ہے

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر انسان اشرف ہوتا ہے ہاں یہ جانداروں کی وہ واحد قسم ضرور ہے جس میں کبھی کبھی کوئی اشرف بھی پیدا ہو جاتا ہے

موت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جو پیدا ہی نہیں ہوا

ایک زمانہ تھا قتل ہونے پر لال آندھی اُٹھتی۔ جب سے قتل عام ہمارا کلچر بنا، لال آندھی نے ریٹائرمنٹ لے لی

معصومیت ہمیشہ مکاری پر قربان ہو جاتی ہے

بدنصیبی کی انتہا دیکھو کہ ہمارے خواب جھوٹے اور افواہیں سچی ثابت ہوتی ہیں

بنیادی حقوق وہاں معطل ہوتے ہیں جہاں موجود ہوں

ہماری دنیا میں طاقت اور تجاوزات لازم و ملزوم ہیں

ہمارا اقتصادی نظام پیٹ اور پوٹے بھرنے سے قاصر لیکن اوجھڑیاں اور توندیں بھرنے میں ماہر ہے

مسلمان فخر کرتے ہیں کہ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم ختم کر دی لیکن اب انہیں ہر روز کئی بار مرنا اور زندہ ہونا پڑتا ہے

شخصیت پرستی، بت پرستی سے زیادہ تباہ کن ہوتی ہے

زندگی کی سب سے بڑی سچائی...... ''مٹی پاؤ''

تخلیق اور تعمیر کا ہر عمل عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ تکلیف دہ بھی ہوتا ہے

منطقی انجام ہی مثبت انجام ہوتا ہے

مرض کا چھپانا مرض سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے

مولوی اہل مغرب کے ایجاد کردہ مائیکرو ویو اوون میں پکائے یا گرم کیے گئے کھانے کو حرام کیوں نہیں سمجھتا؟

ہمارے اکثر علماء کے نہ حلیے عوام جیسے ہیں نہ حالات

میرے بزرگوں نے پاکستان بنتے دیکھا
میں نے بنگلہ دیش بنتے دیکھا
دیکھنا یہ ہے کہ میرے بچے کیا بنتا دیکھیں گے؟

مومن ایک سوراخ سے دوسری بار نہیں ڈسا جاتا...... مومن وہ نہیں جو مومنوں جیسا میک اپ کیے پھرتے ہیں

قریب المرگ معاشرہ کی پہچان یہ ہے کہ وہاں مایوسی اور مبالغہ کا غلبہ ہوتا ہے

انسان کی بنائی ہوئی کوئی چیز مقدس نہیں چاہے وہ سرحد ہی کیوں نہ ہو

یہاں پر تہوار ''جوش و جذبہ'' سے اور ہر برسی ''عقیدت و احترام'' سے منائی جاتی ہے لیکن نہ جوش میں جوش نہ جذبہ میں جذبہ نہ عقیدت میں عقیدت نہ احترام میں احترام......جعلی ذاتوں جعلی کلیموں اور جعلی ڈگریوں کی طرح سب کچھ جعلی ہے

لیڈر ہی نہیں ووٹر تک کرپٹ ہے

دھوپ بہروپ بدل کر نکلے تو ہم اسے چاندنی سمجھتے ہیں

جعلی کلیموں سے شروع ہونے والا معاشرہ جعلی ڈگریوں تک پہنچ چکا ہے

جو بہت کچھ ہوتا ہے وہ کچھ بھی نہیں ہوتا

اگر کسی کی پگڑی پھاڑ کر کسی ننگے کی ستر پوشی ہو سکتی ہے تو یہ کسی عبادت سے کم نہیں

میرے دل میں اللہ کا خوف اتنا ہو گیا کہ کسی انسان سے محبت کے لیے اس میں گنجائش ہی نہیں رہی

جس کا ذریعہ آمدن معلوم نہیں......اس کے علوم پر مجھے بھروسہ نہیں چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم

دین کیوں نہ ہو

جس عشق کے اشتہار لگائے جائیں وہ عشق نہیں کاروبار ہوتا ہے

سچے نمازی کو نہ اذان کا انتظار ہوتا نہ ضرورت

آدمی کے پیدا ہونے میں آدمی کا کوئی ہاتھ نہیں......انسان بننا واقعی بہت بڑا امتحان ہے

تھوڑی سی شراب پینے والا بہت سی خوراک کھانے والے سے بدرجہا بہتر ہے

داڑھی ہو نہ ہو، عقل داڑھ کا ہونا بہت ضروری ہے

مسلمانوں پر عروج تب تک رہا جب تک محمود و ایاز دکھاوے کی حد تک ہی سہی، ایک صف میں دکھائی دیئے۔ اب تو ''محمود'' کے گرد سیکیورٹی ہی اتنی ہوتی ہے کہ ''ایاز'' اس کی جھلک تک نہیں دیکھ سکتا

صرف کہنے کی حد تک ''پاک سرزمین شاد باد'' حقیقت اور عمل میں ''پاک سرزمین چک شہزاد'' اور ''آزادی'' کا مطلب ہے مخصوص طبقات کا مادر پدر آزاد ہونا

مسلمان کبھی اپنے عالیشان حکمران سے بھی کرتے کے کپڑے کے بارے میں پوچھ سکتا تھا لیکن آج انتہائی کمتر لوگوں سے ان کے ''سرے محل'' اور ''پارک لین'' کے بارے میں بھی

کچھ نہیں پوچھ سکتا

ہر تیشہ بردار فرہاد نہیں ہوتا اور دریا میں ڈوب کر مرنے والی ہر دوشیزہ سوہنی نہیں ہوتی

رب العالمین نے پیغمبر بھیجنے کا سلسلہ بند کر کے سائنسدان بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا

جو باپ اپنے بچوں کو دو وقت روٹی نہ کھلا سکے وہ خود کو کھانا شروع کر دیتا ہے

خدا تک جانے کے لیے کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں

ہماری دنیا میں امام ضامن، مہذب دنیا میں نظام ضامن

مغز کم معدہ زیادہ...... ہمارے سیاستدان

اپنے خراٹے کسی کو سنائی نہیں دیتے

محبت ہی نہیں نفرت بھی اندھی اور بہری ہوتی ہے

ٹارزن انسان ہونے کے باوجود صرف جانوروں سے مکالمہ کر سکتا ہے

بکرے، مرغی اور عورت کی ران مسلمان حکمران کھا گئی

کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ جو سرِ عام کہتے ہیں کہ آقا محمد ﷺ روزِ محشر اللہ کے حضور اُمت کی

''سفارش'' کریں گے۔ ''سفارش'' ہماری سرشت اور میرٹ؟؟؟ حالانکہ مسلمان تو نام ہی میرٹ کا ہے

لوڈشیڈنگ کا ایک فائدہ بھی ہے کہ رات کو بچے سوتے نہیں اس لیے بچے ہوتے نہیں

''ہم زندہ قوم ہیں''۔ یہ علیحدہ بات کہ ہمیں زندہ رہنے کے لیے خلیجی ریاستوں، یورپ، امریکہ اور کینیڈا وغیرہ جانا پڑتا ہے

خدا جانے......خدا کہاں ہے؟

ہم دعائے سفر پڑھتے ہیں لیکن منزل پر بروقت نہیں پہنچتے، وہ بغیر کسی دعا کے سفر شروع کرتے ہیں اور بروقت منزل پر پہنچ جاتے ہیں

مجھے مکہ اور مدینہ جانے کے لیے اہل مغرب کے ایجاد کردہ پاسپورٹ اور ویزہ کی ضرورت ہے.... جہاز بھی ان کا

ان کی کھوپڑیوں سے مغز، آنکھوں سے حیاء، دل سے درد اور ہاتھوں سے لکیریں کس نے چرائیں؟

انسان کی بھاری ترین اکثریت درختوں میں نہیں صرف پھلوں میں دلچسپی رکھتی ہے

کسی بھی مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب پر قائم ہیں تو پھر یہ قیامت کیسی ہے؟

ہم زندگی کو تعویذ کی مانند پہنے پھرتے ہیں لیکن کبھی اس تعویذ کو کھول کر پڑھنے کی جرأت نہیں کرتے

اس معاشرے میں ہنر بہت بڑا عیب ہے اور عیب بہت بڑا ہنر

کچھ لوگوں کے نام کتنے پاک اور کام کس قدر ناپاک ہوتے ہیں

دہشت گرد مارنے میں وقت نہیں لگاتے تو انہیں مارنے میں اتنا وقت کیوں ضائع کیا جاتا ہے؟ دنیا کی کوئی ماں دہشت گرد نہیں جنتی!

ان قاتلوں کی فہرست کون بنائے گا جو پیشہ ور دہشت گردوں کو اپنا بتاتے اور عوام میں کنفیوژن پھیلاتے رہے؟

بے غیرت دہشت گردوں نے اپنے ڈیتھ وارنٹ چیلنج کر دیے، میں حیران ہوں کہ انہیں جنت میں جانے سے خوف کیوں آ رہا ہے

جن لعنتیوں کو دیکھ کر رحم بھی سہم جائے وہ مردود بھی رحم کی اپیلیں کر رہے ہیں

کبھی غور سے دیکھیں جرائم پیشہ لوگوں اور ان دہشت گردوں کی شکلوں اور حلیوں میں کتنی گہری مماثلت اور مشابہت ہوتی ہے

ان مقدس دہشت گردوں کو اتنی بار موت کے گھاٹ اُتارا جائے کہ موت کا فرشتہ بھی نڈھال

ہو کر گر پڑے

اگر حکومت مرکزی ہو سکتی ہے تو ملاؤں کے فتوے مرکزی کیوں نہیں ہو سکتے؟

جس نے کسی ماں کی گود اُجاڑی اس نے سارے جہاں کی گود اُجاڑی

بچوں کے ساتھ کھیلو، ان کی زندگیوں کے ساتھ نہیں

پاکستان کے اتنے ہی مسئلے ہیں جتنی اس کی آبادی

پاگل کتوں کو بھی اگر یہ علم ہو جائے کہ ان کے کاٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے تو وہ بھی بچوں کو کاٹنے سے گریز کریں

انسان دعائیں مانگتے وقت بھول جاتے ہیں کہ خدا صرف دعائیں ہی نہیں سنتا اعمال بھی دیکھتا ہے

اہل مغرب کی بے راہ روی، جیتے ہیں تو خوبصورت شہروں میں اور مرتے ہیں تو خوبصورت قبرستانوں میں

زندہ لوگ زندہ باد...... باقی مردے مردہ باد

ہمارے حکمران تو عوام کو وہ عزت دینے کے لیے بھی تیار نہیں جو مفت ملتی ہے اور جس کے

لیے کسی IMF یا ورلڈ بینک سے اجازت نہیں لینا پڑتی

ہم وہ لوگ ہیں جو انتہائی سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ آپس میں ہی جھوٹ کا بارٹر کیے جا رہے ہیں

جو دنیا کی صورت گری کرے گا حکم اور حکومت بھی اُسی کی چلے گی

بد قسمت ہے وہ ماں جس کے بچے ایک ہی ماں کا دودھ پی کر پروان چڑھیں اور پھر ایک دوسرے کا خون بہانے لگیں

اقتدار ہوتا ہی گردن مار ہے، رشتہ دار نہیں

ہماری سیاست وہ صحرا ہے جس میں نخلستان نام کی کوئی شے نہیں

ناصر کاظمی کو صرف اُداسی نظر آئی جبکہ ہمارے گھر پاکستان کی دیواروں پر ڈھٹائی، بے شرمی اور دروغ گوئی بھی بال کھولے سو رہی ہے

کھارے پانی میں مدھانی چلانے سے مکھن نہیں ملتا

سیلابی پانی کو وائپر سے ہینڈل کرنا حماقت ہے

سنار کے ترازو سے چولستان کی ریت کو تولنا ممکن نہیں

خدا کا واسطہ ان دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے جن کے اندر خوفِ خدا ہو

اسلام آباد وہ درخت ہے جو پانی تو بہت پیتا ہے، کھاد بھی بہت کھاتا ہے، گوڈی بھی بڑی کراتا ہے لیکن پاکستانیوں کو نہ چھاؤں دیتا ہے نہ پھل نہ پھول نہ خوشبو

میرا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ''تاریخ'' مجھے بھولتی کبھی نہیں لیکن سال اور مہینے کبھی یاد نہیں رہتے

اسلام آباد کی ''ملائیاں'' اور ''بے وفائیاں'' بہت مشہور ہیں یہاں کی ایک ''دیہاڑی'' عام آدمی کی زندگی بھر کی کمائی پر بھاری ہے

کہتے تھے ''یہ ملک اسلام کی تجربہ گاہ ہوگا'' تجربہ گاہ موجود ہے لیکن ملک ڈھونڈنا پڑتا ہے

یہ کیسا اسلام کا قلعہ ہے جس میں Loan اور ڈرون کی دھوم مچی ہے

قومیں ایک دوسرے کی حلیف بھی ہوں تو دراصل ''حریف'' ہی ہوتی ہیں

اپنی حماقتوں کو ''یہود و ہنود و قنوذ'' کے کھاتے میں ڈالنے کا مطلب ہے کہ آپ خود کھُو کھاتے میں گئے

دنیا میں ایسا بہادر ممکن ہی نہیں جسے خوف نہ آتا ہو کیونکہ بہادر ہوتا ہی وہ ہے جو سب سے پہلے خود اپنے خوف پر فتح حاصل کرے

بہادری دراصل اس بات کو بھلا دینے کا نام ہے کہ ہم کتنے خوفزدہ ہیں

بنیادی انسانی حقوق کے لیے انسان ہونا ضروری ہے......انسان نما ہونا کافی نہیں

''المقروض مذبوح'' یعنی (قرضدار ذبح کیا ہوا ہے)......یعنی ہماری وہ نسلیں بھی ذبح ہو چکیں جنہوں نے ابھی جنم لینا ہے

چیلنجز ہی ہوتے ہیں جو تاریخ میں قیادتوں کے قد و قامت کا تعین کرتے ہیں

ہمارے ملک میں کرپشن پاک چین دوستی کی طرح ہمالیہ سے اونچی اور سمندر سے گہری ہے......شہد جیسی میٹھی بھی

کرپشن ختم کرنے کے لیے پھانسی گھاٹ بہت لمبا اور جلاد سینکڑوں میں درکار ہوں گے اور باقی سب کچھ پل صراط کی تیز دھار

ہمارے ہاں کی سفلی سیاست اور جنم جلی عوام دشمن جمہوریت بالکل ہی کھلی چھوڑ دی گئی تو یہ ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کو پاکستان ہاؤزنگ سوسائٹی بنا کر پلاٹوں کی شکل میں بیچ دے گی

ہمارے غیور اور باشعور پاکستانی اور علامہ اقبال کے شاہین جو بے تیغ زندگی کی لڑائی لڑ رہے ہیں اور تیغوں کے سائے میں زندگی کا سفر کاٹ رہے ہیں یہی کچھ کرتے کرتے نشاۃِ ثانیہ تک پہنچ جائیں گے

مسلمانوں کا ماضی اتنا شاندار ہے کہ انہیں کسی مستقبل کی ضرورت ہی نہیں

علم کے چشمے سے پانی پینے اور غرارے کرنے میں فرق ہوتا ہے

کیکر انا پرست نہیں خدا پرست ہوتا ہے، نازنخروں سے ماورا یہ کسی خدمت خاطر کی ضرورت محسوس نہیں کرتا

سیاستدان اہلِ پاکستان کو ریشم کا تھان دکھاتے ہیں لیکن ''کٹ پیس'' بھی نہیں دیتے بلکہ اُلٹا ان کے تن سے بچے کھچے کپڑے بھی اُتار لیتے ہیں

جھوٹ پھیلانے سے بہتر ہے کہ ''مایوسی'' پھیلائی جائے

خوبصورت موت کے لیے خوبصورت زندگی بنیادی شرط ہے

زندگی ایک سکّے کی مانند ہے تم یہ سکہ جیسے چاہو خرچ کر سکتے ہو لیکن ایک بات کبھی نہ بھولنا کہ تم یہ سکہ صرف ایک بار ہی خرچ کر سکتے ہو

ہم ان چیزوں کی بنیاد پر زندہ رہتے ہیں جو ہم نے اپنے لیے حاصل کی ہوتی ہیں لیکن ہماری موت اس بنیاد پر استوار ہوتی ہے کہ ہم نے کسی اور کو کیا دیا

زندگی کے امتحان میں کمپارٹمنٹ کا کوئی چانس نہیں ہوتا

پاکستان میں ''کباب کلچر'' نے ''کتاب کلچر'' کو بری طرح کچل کے رکھ دیا ہے

ہم لوگ دفتروں میں داخل ہوکر کام شروع کرنے سے پہلے چائے کا وقفہ کر لیتے ہیں

ہم لوگ اپنے حقوق کے لیے تو بہت واویلا کرتے ہیں لیکن اپنے فرائض کی ادائیگی کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتے

مصنوعی جمہوریت سے لے کر مصنوعی دودھ تک کے موجد کہاں ملتے ہیں؟

عقاب کی اوقات یہ کہ وہ معصوم ترین پرندوں کے خون پر پلتا ہے

انسان کے اندر سے کیونکہ ابھی تک جنگل نہیں نکلا اسی لیے انسان نے اپنے ہیروز کو جنگلی جانوروں سے منسلک کرنا عادت بنالی

زندگی بھی دودھاری تلوار ہے کہ اگر آدمی زندگی ہی نہ پائے تو اُسے موت بھی نہیں آتی

ایک بات طے ہے کہ غیر مشروط محبت نام کی کسی شے کا وجود نہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوسکتا ہے اور شاید یہی محبت کا اصل انعام اور حقیقی امتحان بھی ہے

بونے اور بوزنے حکمران پھنسیوں کو ناسوروں میں تبدیل کر دیتے ہیں

یہاں پولیوزدہ پہلوان بن جاتے ہیں، چوہے ڈائنا سور کا روپ دھار لیتے ہیں، چندے پر

پلنے والے چاند مانگ لیتے ہیں

ہمارے حکمرانوں نے اپنے رویّوں سے ''جمہوریہ'' کو تقریباً ہر شعبہ حیات میں ''ناسوریہ'' بنا دیا ہے

جنہیں تاریخ، تعصبات اور اپنی اپنی ترجیحات ایک دوسرے سے دور لے جائیں انہیں کوئی فردِ واحد ایک دوسرے کے قریب لانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا

مہذب دنیا کا موٹو ہے...... ''جیو اور جینے دو''

ہم جیسوں کا موٹو ہے...... ''مرو اور مرنے دو''

بڑی بڑی باتیں کرتے وقت کوئی تو ہو جو اپنے چھوٹے سے گریبان میں بھی جھانک لیا کرے

زندگی بہت ہی دلچسپ، خوبصورت اور مزیدار ہوسکتی ہے بشرطیکہ آدمی کا دماغ بھی موٹا ہو اور کھال بھی

یہاں امید کی کرن تو کیا...... دور دور تک کوئی لُولنگڑا جگنو بھی دکھائی نہیں دیتا

مجھ میں کوّے کو طاؤس اعظم لکھنے کی جرات ہے نہ بصیرت

جب اخلاقیات کا جنازہ تیار ہو اور نمازِ جنازہ پڑھانے والا بھی میسر نہ ہو تو مایوسی نہ گھیرے تو

کیا گوپیاں گھیر کر رقص دکھائیں اور گیت سنائیں گی؟

اسلام ''ارتکاز دولت'' اور ''ارتکاز طاقت'' کو باطل قرار دیتا ہے

لوئر مڈل کلاس، مڈل کلاس، اپر مڈل کلاس نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ناموروں کو جنم دیا لیکن اسمبلیوں میں بھاری اکثریت پیرا سائیٹس کی جاتی ہے

روم جل رہا تھا اور نیرو بانسری بجا رہا تھا۔ پاکستان جل رہا ہے اور یہاں کے نیرو پورا آرکسٹر بجا رہے ہیں یا چالاکیاں دکھا رہے ہیں

صدیوں سے ہمارے دامن میں کچھ شخصیات اور چند واقعات کے سوا کچھ بھی نہیں

پاکستانیوں کی ہجرت ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی

آؤ زمین کی بجائے ہوا اور خلاء میں قلعے تعمیر کریں اور ایسے ہر قلعہ کا نام ''اسلام کا قلعہ'' رکھ دیں

خواب دیکھنے والا ہر فرد اور قوم یقیناً گہری نیند سو رہی ہوتی ہے

ہوائی قلعوں میں عزت سے سر چھپانے کے لیے چھت نہیں ہوتی

کچھ قومیں بے حسی کے بستر پر خراٹے لیتے لیتے اپنے خوابوں کی تعبیر تلاشنا چاہتی ہیں

کچھ لوگ ''تھری ڈی خواب'' دیکھنے میں مگن ہیں اور کچھ ''بیک گراؤنڈ موسیقی'' ترتیب دینے میں مصروف ہیں

مستقبل کے خوابوں اور ماضی کے پچھتاوؤں کے درمیان بہتری کا ہر امکان کھنڈر میں تبدیل ہو جاتا ہے

کچھ لوگ نیند اور کچھ بے ہوشی کے درمیان خواب دیکھتے ہیں

جس کشکول میں چھید ہوگا اُسے اربوں ڈالر بھی بھر نہیں سکتے کیونکہ جس برتن کا پیندہ ہی نہ ہو اسے سات سمندر بھی نہیں بھر سکتے

ہر چولی اپنے دامن کو پھاڑنے پر تلی ہے۔ ہر لازم اپنے ملزوم کو اُدھیڑنے کی قسم کھا کے بیٹھا ہے

وہ قوم ضدی، سرکش، غصیلی، منتقم مزاج، ناتراشیدہ، عجلت پسند، سازشی اور دوغلی ہے تو اسے ایسے ہی ہونا چاہیے کیونکہ وہ مدتوں غلام رہی ہے

جتنی لمبی غلامی...... اتنی ہی لمبی بدصورتی کیونکہ غلام صرف مال کے حوالے سے ہی مفلس نہیں ہوتے، آدابِ زندگی سے بھی ناآشنا اور سلیقہ وقرینہ کے حوالے سے بھی قلاش اور کنگال ہوتے ہیں

ہم ہزار سالہ غلامی سے آزاد تو ہو گئے...... آزاد لوگوں کی طرح جینا نہیں آیا

دینے والے نے ان خوابوں کی تعبیر بھی عطا کر دی جو میں نے کبھی دیکھے ہی نہیں تھے

دانائی المیوں سے سیکھتی ہے...... حماقت انہیں دہراتی چلی جاتی ہے

دانائی نام ہے کم جاننے اور زیادہ سمجھنے کا

یہاں ظالم و مظلوم میں تمیز کرنا ممکن نہیں رہا۔ لوگوں کی اکثریت بیک وقت ظالم بھی ہے اور مظلوم بھی

قانون پر عملدرآمد ہی اصل شے ہے ورنہ ہر خوبصورت قانون اُس حسین عورت کی مانند ہے جو بانجھ ہو

یہاں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ قانون کا بازو سرے سے ہی موجود نہیں یعنی قانون ''ٹنڈا'' ہے

باعزت، باوقار زندگی کے لیے طاقت کا حصول ہی بنیادی اُصول ہے اور ''محبت فاتحِ عالم'' شاعرانہ مبالغے اور مغالطے کے علاوہ اور کچھ نہیں

طاقت ماضی میں بھی حرفِ آخر تھی آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی کہ دراصل طاقت ہی کائنات کی اصل روح ہے

طاقت ور جنگ کا خوگر اور کمزور ہمیشہ امن کا سوداگر ہوتا ہے

عقاب اور کبوتر کے امن اور انصاف میں اتنا ہی فرق ہے جتنا زندگی اور موت میں

دولت، طاقت، شہرت کسی طرح بھی شیر کی سواری سے کم نہیں کہ سوار جونہی ذرا ڈھیلا پڑتا ہے، سواری اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیتی ہے

وہ عبادت نہیں کرتے کیونکہ انھوں نے زندگی کو ہی عبادت بنالیا ہے

ریاست دو قسم کی ہوتی ہے ایک ماں جیسی اور دوسری سوتیلی ماں جیسی

اُن گھڑ معاشروں کو تو نہ جینا آتا ہے نہ مرنا، نہ فتح ہضم کرنے کا سلیقہ نہ شکست ہینڈل کرنے کا قرینہ

پانچ حسیات جب پوری شدت سے ہم آہنگ ہوں تو ایک خودکار نظام کے تحت ''چھٹی حس'' خود بخود پیدا ہو جاتی ہے

پرانا جھاڑو نئے کی نسبت کہیں بہتر صفائی کرتا ہے کیونکہ وہ جھاڑو ''تجربہ کار'' ہوتا ہے یعنی جھاڑو سیکھ لیتے ہیں لیکن ہمارے سیاستدان تجربہ سے کچھ نہیں سیکھتے

''مارشل لاؤں'' کے راستے آئینوں سے نہیں اعمال سے روکے جاتے ہیں

مستقبل دیکھنے کے لیے دو آنکھوں کی ضرورت ہے اپنے ''ماضی'' کو دائیں آنکھ اور اپنے ''حال'' کو بائیں آنکھ بنا کر دیکھیں گے تو ''مستقبل'' صاف دکھائی دے گا

جتنی توانائی سے ہم ایک دوسرے کو غدار یا کافر ثابت کرتے ہیں اس سے آدھی توانائی پورے ملک کو روشن کرسکتی ہے

پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ایک خاص قسم کے پاکستانی بہت ہیں

کسی کے خیال کو مسترد کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں اُس شخص کو ہی مسترد کررہا ہوں

دوسروں کو ان کی جگہ پر دیکھنے سے کہیں بہتر ہوگا کہ تم خود اپنی جگہ پر رہو

ملک حرف آخر ہوتے تو ان گنت کائناتوں کا خالق و مالک ورازق ملک بھی خود ہی بنادیتا

وہ کلوننگ تک پہنچ گئے۔ ہمیں ''کلاوَننگ'' سے ہی فرصت نہیں

کھوپڑی میں مغز ہو نہ ہو جیب میں ''غداری'' اور ''کافری'' کا لیبل ضرور ہوتا ہے

تمام تر اقتصادی تباہی کے باوجود ہمارا اصل مسئلہ اور المیہ ہماری اقتصادیات نہیں...... اخلاقیات کا دیوالیہ اور زوال ہے

میرے خیال میں پوپ موسیقی عالمگیر بدزبانی ہے

سیاست کو کسی نام سے پکاریں اس کی خباثت وغلاظت میں کوئی فرق نہیں آئے گا

خوشامد ایسی غذا ہے جس سے فوڈ پوائزننگ ہوجایا کرتی ہے

ہمارے ہاں خوبصورت ترین ''اقوال'' اور بدصورت ترین ''اعمال'' کا کھیل جاری ہے

پورا معاشرہ اک ایسے بدن کی مانند ہے جس کے تمام عُضو آپس میں بَر سر پیکار ہیں

جس گھر میں انجیر کے درخت ہوں وہاں بلبلوں کی یلغار رہتی ہے

جنگوں میں عموماً اشرافیہ کا کچھ نہیں بگڑتا، تباہی و بربادی اور بے عزتی عوام کا مقدر بنتی ہے لیکن یہی احمق عوام جنگوں کے پروموٹرز بنتے ہیں، سب سے پہلے جنگی جنون میں مبتلا ہوتے ہیں

جنگ آزادی شروع کروتا کہ غلام آزاد ہوں اور غلامانہ رویوں سے آزادی پائیں

وہ لوگ بہت ہی مظلوم اور قابل رحم ہوتے ہیں جنہیں فکری طور پر مسخ شدہ، پست اور گھٹیا قیادتوں کے زیرِسایہ زندگی بسر کرنا پڑے

ہمارے ہاں چور جاتے ہیں تو ڈاکو آجاتے ہیں جیب کترا جاتا ہے تو بنارسی ٹھگ آجاتا ہے

میں تیس برس سے تسلسل کے ساتھ کوئلوں پر ماتم کررہا ہوں، آتش فشاں کے دھانے پر بیٹھ کر مجرے سننے والوں کو جھنجوڑ رہا ہوں

بہادری پتنگ کی طرح ہے، مخالف ہَوا اُسے مزید بڑھاوا دیتی ہے

جب تک یہ جعلی اور ''ریکوڈک جمہوریت''، مکمل طور پر ڈی ریل نہیں ہوتی ......اس ملک کے عوام کبھی پٹڑی پر نہیں چڑھ پائیں گے

حکمرانوں نے قوم کو جان بوجھ کر جہالت کے جہنم میں رکھا کیونکہ علم کے بغیر انسان حیوان ہوتا ہے اور حیوانوں پر حکومت کرنا بہت آسان ہے

جہاں عقلیں مرجائیں وہاں نسلیں مرجاتی ہیں، جہاں دلیل دفن ہو اُس کے پہلو میں قبیل کی قبر بنتی ہے، جہاں تخلیق فنا ہوجائے وہاں بقا کا باب بند ہوجاتا ہے

ہمارے تو آئینے بھی اُلٹے عکس دکھاتے ہیں

نہ جانے وہ کون سے خوش بخت معاشرے ہیں جہاں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں یہاں تو شیر......بکری کیا پورا ریوڑ کھا کر اکیلا پانی پیتا ہے

ہمارے ہاں انصاف گھروں کی دہلیز پر یوں مہیا کیا جاتا ہے کہ دہلیز سمیت دروازہ ہی اکھڑ جاتا ہے

''ارتکاز''، طاقت و دولت کی مکروہ ترین علامتیں ہیں

سیاست کھیل ہی ایسا ہے، جس میں انسان ''زندہ آلات'' سے زیادہ کچھ نہیں ہوتے

ہماری جمہوریت اُس بنجر اور بانجھ عورت کی مانند ہے جو حاملہ ہوئے بغیر دردِ زہ کی بھونڈی

اداکاری کرتی ہے

یہ جمہوریت ایسی ہے جیسے کوئی سانپ کو بطور ازار بند شلوار میں ڈال لے اور خوش ہو کر کہے کہ کیسا ریشمی ازار بند ہے

یہ ایسی جمہوریت ہے جیسے کوئی مگر مچھ سے تیراکی سیکھنا چاہے یا شارک مچھلی کے اوپر بیٹھ کر سمندر کی سیر کے لیے روانہ ہو

طاقت اور دولت کا ارتکاز ختم ہو تو موروثیت بھی موت کے گھاٹ اُتر سکتی ہے

نئے سفر کا آغاز سفاک اور سریع الحرکت احتساب سے کرنا ہوگا

حلال وحرام کا تعلق صرف گناہ و ثواب، جنت دوزخ کا معاملہ ہی نہیں...... یہ رویوں کا تعین بھی کرتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرہ جنت یا جہنم بن جاتا ہے

ایسے ہر کھرب پتی اور ''عرب پتی'' کا راستہ روکو جو ملک کی Cost پر ذاتی تعلقات استوار کر کے ملکی معیشت کو بیمار اور مسمار کردینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا

ایک ایسی تحریر جس میں کمی بیشی کانٹ چھانٹ اور ترامیم ہوسکتی ہوں اُس کو صرف کوئی مجہول اور نامعقول ہی مقدس قرار دے سکتا ہے...... آئین مقدس کیسے ہوگیا؟

اس ملک کو بذریعہ ''جمہوری رجسٹری'' ذاتی جاگیر یا فیکٹری کی طرح نسل در نسل آگے منتقل

کرنے کے غلیظ اور عوام دشمن نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا

جمہور ہر بار جمہوریت پر تھوکتے کیوں نہیں؟

مسلمان حکمرانوں کی تاریخ......اسلام کی تاریخ نہیں ہے

ریشم کا کیڑا بھی کتنا بدنصیب ہے جو خود اپنا خوبصورت کفن اتنے انہماک سے بنتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے

جسے گھوڑے سے گر کر مرنا ہوا اسے سب سے پہلے شوقِ شہسواری عطا کیا جاتا ہے

طاقت بھی دولت کی مانند ہے جو spend کرنے سے ختم ہوتی چلی جاتی ہے invest کرنے سے بڑھتی ہے

ہر سانس لیتی شے ''زندہ'' نہیں ہوتی

''پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ'' تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان کیکر کے سوکھ چکے درخت سے لپٹ کر بہار کی اُمید باندھ لے

پاکستان اس غریب ماں کی مانند ہے جس نے آپ کو جنم دیا جبکہ کینیڈا اُس ماں کی مانند ہے جس نے آپ کو گود لیا، سنبھالا، اُجالا، بنایا سنوارا تو یہ پالنے پوسنے والی ماں جنم دینے والی ماں کی طرح محبت کے قابل ہے

ہمارے ہاں آئین کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے مرتکب لوگ ہی مسلسل اسمبلیوں پر قابض ہیں

ہمارے سیاستدانوں میں حیا کی رتی اور رمق بھی موجود ہوتی تو یہ آئین کے آئینے میں اپنی چیچک زدہ شکلیں دیکھ کر شرم سے ڈوب مرتے

آزادی اور انقلاب کی منہ مانگی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے

میں بھٹو فیم تارا مسیح کو پھر تیار دیکھ رہا ہوں اور مجھے تہران کے مضافات میں شاہ ایران کے وہ لٹے پٹے ویران محلات یاد آرہے ہیں جن کے باہر پاسداران انقلاب نے جلی حروف میں لکھ دیا تھا ''جائے عبرت''

انسانی تاریخ میں ''جغرافیہ'' سب سے بیوفا شے ہے

خواہشِ مرگ (Death Wish) افراد ہی نہیں اقوام میں بھی پائی جاتی ہے

صوفی اک خاص مقام پر پہنچ کر سائنسدان ہو جاتا ہے

عوام سے اشرافیہ تک میں صرف ایک قدرِ مشترک ہے ''خواہشِ مرگ''

ہمارے سیاستدانوں کے پاس وہ ذہن، ظرف اور ضمیر ہی موجود نہیں جو نیشن بلڈنگ کے لیے ضروری ہوتا ہے

پاکستان کا سیاسی کچرا تاریخ کے ڈسٹ بن میں دفن ہونے کے لیے تیار ہے، پاکستان کا سیاسی کلچر تبدیل ہونے کے لیے بےقرار ہے

ان جمہوری جونکوں نے عوام کا خون چوسنے کے علاوہ اب تک کیا ہی کیا ہے

ہمارے ہاں جسے ''سیاسی مقبولیت'' ملتی ہے وہ پاگل ہو کر خود کو ''دیوتا'' اور ''شہنشاہ'' سمجھنے لگتا ہے

اشرافیہ کو صرف اور صرف ''گلوٹین'' کے گھنے سائے میں ہی سمجھ آتی ہے اور یہ تب تک کچھ نہیں سنتے اور سمجھتے جب تک آداب شہنشاہی ان کی شہ رگوں سے خون کی شکل میں خروج کے لیے رستہ نہیں ڈھونڈ لیتے

پاکستان کی نئی نسل تمہاری نئی نسل کی رعایا بننے سے انکاری ہے۔ باز نہ آئے تو بھاری قیمت دینے کی تیاری کرو

ہر کسی کو اپنے ضمیر کا ''بائی پاس'' کرانا ہوگا اپنے ذہن کو ''زنگ'' سے بچانا ہوگا

جو حکمران ڈیلور نہیں کرے گا اُس کی ڈیلیوری نہیں اسقاط ہوگا

پاکستانی جمہوریت چند خودغرض خاندانوں کی سول آمریت کے علاوہ کچھ بھی نہیں

دنیا کا کوئی پراپیگنڈا کسی بھوکے کو اس بات پر قائل نہیں کر سکتا کہ اُس کا پیٹ بھرا ہوا ہے

پاکستان کا مسئلہ، تباہی سے دوچار اقتصادیات نہیں اخلاقیات کا وہ جنازہ ہے جس کی نمازِ جنازہ پڑھانے والا کوئی نہیں

رُسوائی بھی شہرت کی آوارہ سی بہن ہے

واقعی ہم خود تبدیل ہوئے بغیر باقی سب کچھ تبدیل کر دینا چاہتے ہیں جو قانونِ قدرت کے خلاف ہے

جہاں انسان ہوں گے وہاں جرم بھی ہوگا اور گناہ بھی...... مقصد ان کا خاتمہ نہیں، انہیں مخصوص حد تک محدود رکھنا ہے

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایسے بہت سے چلتے پھرتے ''معجزے'' ہیں جو آدمی تو بہت چھوٹے مگر اُن کے معدے ان سے ہزاروں گنا بڑے ہیں

معاشرے کی معیشت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر آدمی کا ہاتھ کسی دوسرے کی جیب میں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اُس کی جیب بھی محفوظ نہیں

دولے شاہ کے چوہوں کی زندگیاں بہت آسان ہوتی ہیں جو سطحی طور پر چیزوں کو دیکھتے اور شانت زندگیاں گزارتے ہیں کہ عذاب تو صرف سوچنے والوں کا مقدر ہے

پیٹ کی آگ سے ڈرو جو محلوں کو مقتلوں میں بدل دیتی ہے

کیا یہ ملک اسی کام کے لیے بنا تھا کہ ’’وائٹ ہاؤس‘‘ سے لیکر ’’ہاؤس آف کارڈز‘‘ کی غلامی کیا کرے

اس پورے نظام کو خون اور تیزاب کے مکسچر سے غسل دینے کی ضرورت ہے

یہاں کوئی ہے جو نایاب پرندوں کے شکار کی اجازت دینے والے نایاب درندوں کا شکار شروع کرے

مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے......تو پھر دنیا میں مسلمان ہی مسلمانوں کے ہاتھوں کیوں مر رہے ہیں؟

ٹیم ورک کے بغیر تو کوئی قوم، قبیلہ اُلٹا بھی لٹ جائے تو اُس کے حالات سیدھے نہیں ہو سکتے

ہارمونیم کی کالی اور سفید Keys آپس میں ملتی ہیں تو سنگیت جنم لیتا ہے

زندگی بال کی مانند ہے بال (Ball) تو ایک ہی ہوتا ہے جس پر سنگل رن بھی لیا جاسکتا ہے اور چھکا بھی مارا جاسکتا ہے۔ چاہیں تو بال اگنور کر دیں یا مقدر ساتھ نہ دے تو وکٹیں اُڑوا بیٹھیں۔ کوئی قوم بال پر چھکا مارتی ہے تو کوئی آؤٹ ہو جاتی ہے

پسماندہ قوموں کی قیادتیں بھی پسماندہ ہوتی ہیں ان کی عقلوں پر اناؤں کا غلبہ ہوتا ہے نفرتیں انہیں صدیوں اور نسلوں کے پار نہیں دیکھنے دیتیں ان کی دنیاؤں میں انصاف کے سورج پر انتقام کا گرہن نہیں گھٹنے میں نہیں آتا یہ جھوٹی داد کے لیے سب کچھ برباد کر سکتے ہیں یہ عوامی

اُمنگوں کا بادبان بننے کی بجائے ان کا ترجمان بننے کو ترجیح دیتے ہیں ہمہ جہت زوال ان کے درمیان کسی چارلس ڈیگال کو پیدا ہونے ہی نہیں دیتا

ہمارے سیاستدان تدبر نہیں تکبر، دلیل نہیں دھمکی، منطق نہیں مرضی، حکمت نہیں، ہتھیار سے کام لیتے ہیں

ذرا سوچیے! ایٹم بم آپس میں ’’ضربیں‘‘ کھا گئے تو اس کرہ ارض کی ’’تقسیم‘‘، نہیں مکمل تحلیل پر ہی بات ختم ہوگی

عوام کو بے وقوف بنانا اور ایک دوسرے کی کمر کھجانا ہی تو ’’میثاقِ جمہوریت‘‘ کی اصل روح ہے

یہاں حکمرانوں کے خونی جبڑوں کے علاوہ کچھ کھلا ہی کیا ہے جو کوئی بند کروائے گا

ہماری حکمران اشرافیہ دودھ بھی مینگنیاں ڈال کر دیتی ہے اور ایک بار دودھ دے کر زندگی بھر اُس کا بل وصول کرتی رہتی ہے

جہنم رسید ہو ہر وہ قانون جو عوام کی فلاح و بہبود اور عزتِ نفس کو یقینی نہ بنا سکے کہ انسان قانون کے لیے نہیں قانون انسانوں کے لیے ہوتے ہیں

ہمارے ’’اشتہار باز‘‘ حکمران اندر سے مری ہوئی بدبودار چوہیا کو ڈائنا سار بنا کر پیش کرتے ہیں

پرانے دوست ٹائم مشینز کی مانند ہوتے ہیں جن کی محبت میں ماضی کا سفر سہل ہو جاتا ہے

جسے اپنی منزل ہی معلوم نہ ہو اُسے سفر کے آغاز سے احتراز کرنا چاہیے

''کرپشن'' کے لیے کسی ''ہوم ورک'' یا ''تیاری'' کی ضرورت نہیں ہوتی...... کرپشن برجستہ ہوتی ہے

جن معاشروں میں ''ایجادات'' اوپر سے ٹپکتی ہیں انہیں ان کے ''ادب آداب'' سمجھنے سیکھنے میں عشرے بھی کم ہوتے ہیں

وطنِ عزیز میں ''جمہوری بھتے'' اور ''انتخابی بادشاہتیں'' خطرے میں ہیں

گریبان میں جھانکنے کے لیے گریبان ہونا ضروری ہے اور ضمیر بھی اُس کو تنگ کرتا ہے جو زندہ ہو

شرم حیا کسی شاپنگ مال سے ملتی تو بخدا اپنا آپ بیچ کر حکمرانوں کو لے دیتا

حکمرانوں نے باہر بیش قیمت جائیدادیں کھڑی کر لیں، عوام اپنے ملک کے اندر بے گھر رہ گئے

Homeless in Homeland

حکمران طبقے کی بدہضمی لاعلاج...... عوام کی بھوک لاعلاج

لیڈر...... واپڈا میں صرف میٹر ریڈر...... کچہریوں میں فقط ریڈر

کیا اپنے اندر انصاف، اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کے لیے ہمارے لیے بنگلہ دیش کافی نہیں تھا؟

یہ کس ہوس کی بوئی ہوئی فصل ہے جو کاٹے نہیں کٹ رہی ہاتھ کٹ گئے فصل کٹنے، کا نام نہیں لے رہی

ڈراؤنے سانحات قوموں کو متحد نہیں کرتے بلکہ انصاف اور وسائل کی منصفانہ تقسیم انسانوں کے اندر اتفاق و اتحاد کو جنم دیتی ہے

زندگی میں ''اکنامک کاریڈور'' جیسی خوش قسمتی آپ کے دروازے پر دستک تو دیتی ہے لیکن دروازہ توڑ کر اندر داخل نہیں ہوتی

کامیابی کی طرف جانے والا ہر رستہ ٹوٹا پھوٹا اور ناہموار ہوتا ہے

موضوع نہیں مائنڈ سیٹ بدلنے کی کوشش کرو

فرقہ پرستوں کو دیواریں نہیں پل تعمیر کرنا ہوں گے ورنہ......

غصہ کو تم پر نہیں تمہیں غصے پر چڑھنا چاہیے

اگر قدرت ماں کی مانند ہے تو وقت سخت گیر باپ جیسا ہے

صرف اُس پر بھروسہ کرو جو خدا پر بھروسہ کرتا ہو

میں تو خود کو سمجھنے سے قاصر ہوں تمہیں کیسے جان پاؤں گا؟

مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی مجھ سے کتنا پیار کرتا ہے، مجھے اس کی فکر ضرور ہے کہ لوگ مجھ پر کتنا اعتبار کرتے ہیں

بصیرت وہ کچھ بھی دیکھ سکتی ہے جو بصارت نہیں دیکھ سکتی

غلط ووٹ ذاتی ڈیتھ وارنٹ پر دستخط کے مترادف ہے

جو ماضی میں گم......اُس کا مستقبل گم

انسان خوشی کی تلاش کرتے کرتے کامیابی کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے

پیار نشہ ہے جسے شادی کا اچار ہی اُتار سکتا ہے

وعدہ تمہارا شجرہ نسب کھول دیتا ہے

جب تم کچھ نیا سیکھنے کے قابل نہیں تو سمجھو بوڑھے ہو گئے چاہے تمہاری عمر 19 برس ہی کیوں

نہ ہو اور یہ افراد تک ہی محدود نہیں بہت سی قومیں بھی ''نیا'' سیکھنے سے نفرت کرتی ہیں کیونکہ بوڑھی اور بوسیدہ ہو چکی ہوتی ہیں

غیرت دراصل دیانت ہی ہے

خدا تمہارا دماغ نہیں، دل پرکھتا ہے

خوشی منزل نہیں، ہم سفر اور اندازِ سفر کا نام ہے

جنریشن گیپ دراصل کمیونیکیشن گیپ ہے

خدا کے لیے ہمارا مستقبل بھی ماضی ہے

اگر پھر سے تحریک پاکستان شروع کرنی ہو تو ہم میں سے کتنے فیصد اس میں حصہ لیں گے؟

وہ اپنی گزشتہ کئی پشتوں پر متفخر ہے لیکن نہیں جانتا کہ اُس کی اگلی نسل کیا کر رہی ہے

پاکستان کا حصول اس دعا کی مانند ہے جو آدھی قبول ہوئی، آدھی کو شرف قبولیت کا انتظار ہے

جھوٹ پھیلانے سے بہتر ہے کہ مایوسی پھیلائی جائے

بوڑھوں پر وقت برباد کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ اپنے بچوں کی بنیاد درست رکھو

بچے اور نوجوان غریب قوموں کا اکلوتا اثاثہ ہوتے ہیں لیکن دانش سے عاری حکمرانوں کو دانش سکولوں جیسے ڈراموں سے ہی فرصت نہیں

گھر محرابوں سے نہیں خوابوں سے تعمیر ہوتا ہے

ہوائی قلعوں کے لیے کسی قسم کے تخمینوں کی ضرورت نہیں پڑتی

مصلحت، منافقت اور مصالحت نے برباد کر کے رکھ دیا

مذہب اور ملک سے محبت تو فطری ترین بات ہے اس پر اس قدر فوکس کی ضرورت کن کو پیش آتی ہے اور کیوں؟

جن قبیلوں کے سردار ہی تجار ہوں گے وہ جنس بازار نہیں تو کیا ہوں گے؟

نئے ملک بنانے سے بہتر ہے نئے صوبے بنالو

نمک کسی بھی سالن کا سب سے سستا اور سب سے کم استعمال ہونے والا لیکن سب سے زیادہ فیصلہ کن جزو ہوتا ہے

جو آدمی اپنے ضمیر کی نہیں سنتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ''دشمن'' کی سننے پر تیار نہیں

اکثر الزامات ایسے ہوتے ہیں جنہیں فرشتے بھی ثابت نہ کرسکیں

انسان میں تھوڑی سی عقل سلیم بھی ہو تو طلاقیں کم ہو جائیں اور صرف طلاقیں ہی نہیں، شادیاں بھی خاصی کم ہو جائیں کہ شادیاں کم ہوں گی تو طلاقیں بھی اسی تناسب سے کم ہوں گی

کامن سینس ایک خاص حد سے گزر جائے تو دانائی کہلاتی ہے

جو بلندی تک نہیں پہنچتا، پورے شہر کو دیکھ ہی نہیں سکتا

غلیظ اور گھٹیا ترین کی ایک پہچان یہ ہے کہ سامنے اور طرح، پیٹھ پیچھے اور طرح بولتا ہے۔ اسی لیے میں لوگوں کی گھٹیا پن اور غلاظت سے بچنے کے لیے عموماً ان سے ملتا ہی نہیں

جن کی بیسیوں بیویاں اور سینکڑوں بچے ہوں، وہ کیا ہو سکتے ہیں؟

نظر اُٹھنے تک پاک ہے

بڑھاپے جیسا واعظ کوئی نہیں

خواہش بہت ہی بے رحم آقا ہے

بددیانت حکمرانوں سے بہتری کی توقع صحرا سے مچھلیاں پکڑنے کے مترادف ہے

کچھ لوگ بیجوں کی تصویر دیکھ کر ہی خیالوں میں سندر بن اُگا لیتے ہیں

زبان طعام وکلام کے ذریعے مارتی ہے

سیانے جگنوؤں کو دن میں دیکھتے ہیں

ہمارے ہاں اگر اقتدار سے ''اندھا اختیار'' بے تحاشہ لوٹ مار اور پروٹوکول کی پھٹکار واپس لے لی جائے تو یہاں ایم این اے اور ایم پی اے کے اُمیدوار ڈھونڈنے مشکل ہو جائیں

آدمی کتنا ہی بڑا پھنے خان کیوں نہ بن جائے اُسے اپنی تھوڑی سی سادہ لوحی بلکہ بے وقوفی کو ہر قیمت پر بچا کر رکھنا چاہیے کیونکہ قدرت بہت زیادہ چالاک اور سیانے لوگوں کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے کہ ''یہ سیانا کوّا'' تو اپنے لیے خود ہی کافی ہے

خوبصورتی اور ذہانت سے مرعوب ہونا ہار نہیں ہوشمندی ہے

ہم ''کھل جا سم سم'' کا ورد کرتے رہے وہ سم (Sim) تک جا پہنچے ہم اُڑن کھٹولے میں ہچکولے کھاتے رہے وہ مریخ پر لینڈ کر گئے

ہمارے ہاں معاش کی تلاش میں نکلے ہوئے مزدور کے گھر جب اُس کی لاش جاتی ہے تو لواحقین کے پاس اس کی قبر اور کفن کے پیسے بھی نہیں ہوتے

ناگ کے زہر کی پوٹلی پنکچر کر دی جائے تو اُسے بطور نیکلس بھی استعمال کیا جا سکتا ہے

جسے ساتھی چھوڑ جائیں بالآخر اُس کا سایہ بھی اُس کو چھوڑ جاتا ہے

اشرف المخلوقات کو بھی قوانین کی ضرورت کیوں ہے؟

بہت سی شیرینیاں زہر سے زیادہ زہریلی ہوتی ہیں

بہت سے مریضوں کے پاس دوا تو ہوتی ہے لیکن وہ اُسے استعمال نہیں کرتے

پرائے بازوؤں پر بھروسہ کرنے والوں کو بالآخر ہاتھ ہی پھیلانے پڑتے ہیں

افراد ہی نہیں اقوام کا بھی مزاج ہوتا ہے جو آخر کار ان کا مقدر بن جاتا ہے

بہت سی چکیاں بغیر اناج کے ہی چل رہی ہوتی ہیں

جہالت کا بہترین جواب خاموشی ہے

اچھی بات کرنے کا سلیقہ نہ ہو تو سننے کا ریاض کر لو

کامیابی کی تو بنیاد ہی ''کام'' ہے

کچھ نام ایسے ہیں جنہیں سن کر دھوکہ کھا لینا چاہیے

کچھ لوگ کیچڑ سے غسل کر کے کہتے ہیں کہ پاک ہو گئے

دائیں ہاتھ سے اس طرح دو کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو لیکن فوٹوگرافرز کو الرٹ رہنا چاہیے

کچھ ٹائروں سے ہَوا نکال دینا ہی بہتر ہوتا ہے

ہَوا میں بنائے گئے قلعوں کی نسبت زمین پر بنائے گئے قلعوں پر لاگت بھی زیادہ محنت بھی زیادہ

پنجے اور جبڑے کرائے پر لینے والا شیر کتنا ''شیر'' ہو سکتا ہے؟

غریبی عموماً کام چوری کی کزن ہوتی ہے

کیا قدرت کی طرف سے یہ واضح اشارہ نہیں کہ تم منہ کی طرح کان بند نہیں کر سکتے

اللہ کرے سیاستدان بھی اسی طرح بے روزگار ہو جائیں جیسے پاکستان کی یوتھ

مقروض قسطوں میں مرتا ہے

تھوڑا سا پسینہ بہت سا خون بچا سکتا ہے

نرگسیت کے شکار کا کوئی رقیب نہیں ہوتا

خود کو شاباش دیتے وقت دھیان رہے کہ تمہارا کندھا ہی نہ نکل جائے

اُمید پاسپورٹ اور محنت ویزے کی مانند ہے

''سیاستدان بھیڑوں'' کا گوشت کھاتے ہیں جبکہ مدبر انہیں بھیڑیوں سے بچا کر ان کی اُون کاٹتے ہیں

چھوٹا سا عمل لمبی سی تقریر پر بھاری ہوتا ہے

خوش ہو کہ تو بغیر پانی کے بھی سیراب ہو گا اور اے خائن تو دریا کے بیچ بھی پیاسا رہے گا

جہالت صرف جہالت اور خیانت صرف خیانت کا ''انتخاب'' کرے گی

روم جل رہا تھا نیرو بانسری بجا رہا تھا۔ ملک جل رہا ہے ''ہیرو'' میٹرو بنا رہے ہیں

اتنا رونے کے لیے کوئی اتنے آنسو کہاں سے لاؤں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ بشر کا بدن بیشتر پانی ہی پانی ہے

میں اگر ریڑھی پر کھڑا کم تول رہا ہوں تو اس لیے کہ میرا کوئی لیڈر اُوپر بہت بڑی واردات کر رہا ہے

اب یہاں بول بچن ڈپلومیسی اور سنت نگری سیاست نہیں چلے گی

مجھے وہ رستے اژدھے محسوس ہوتے ہیں جن پر میں کبھی ان پیاروں کے ساتھ چلا کرتا تھا جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں

حکمران اپنے ''قیمتی'' غلاموں کو جان سے نہیں مارتے بلکہ انہیں بھوک، عدم تحفظ، اہانت، غیر یقینی پن اور ناانصافی کا شکار کیے رکھتے ہیں

دانتوں میں کچھ پھنس جائے تو سیمسن، ہرکولیس اور ٹارزن کی بھی مت ماری جاتی ہے

حکمران عوام کو مینیمل (Manimal) اور سب مین (Subman) کی سطح سے اُوپر اٹھانا ہی نہیں چاہتے

اس طرح تو کریانے کی ہٹی کیا گنڈیریوں اور چھلی کی ریڑھی بھی نہیں چلتی جس طرح حکمران ملک چلا رہے ہیں

انتہائی اور مکمل عروج سے بچنا چاہیے کیونکہ اس کے بعد صرف اور صرف زوال ہی مقدر ہوتا ہے

یہاں ایسے ایسے شہ زور بھی گزرے کہ جوانی میں بھالا سو سالہ برگد کے آر پار کر دیتے لیکن جب بڑھاپے نے گھیرا تو اتنے کمزور دیکھے گئے کہ کھانسی کے جھٹکے سے پسلی چٹخ جاتی

جب برتر موت کے گھاٹ اُترتا ہے تو تہذیب اپنی موت آپ مرجاتی ہے

علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے تو کہیں ہماری میراث ہی ہمارے خلاف استعمال نہیں ہو رہی؟

کھرب پتیوں ''اور عرب پتیوں'' سے خیر کی توقع رکھنے والے بھوکوں مرتے ہیں

جس زندگی نے فنا ہو جانا ہے اُس کی کثرت کیا قلت اور اوقات کیا؟

زندگی اور موت کا وہی رشتہ ہے جو شمع اور دھاگے کے درمیان ہوتا ہے

حکمران طبقے کے پیٹ جیسے جیسے بھر جاتے ہیں بھوک ویسے ویسے بڑھتی جاتی ہے

سوائے موت کے انسان ہر کام منصوبہ بندی سے کرتا ہے

مجھے موت سے نفرت ہے مگر میں کیا کروں کہ میں اس کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا

زندگی کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ جینے نہیں دیتی

زندگی ایک ایسا قرض ہے جو ہر حال میں چکانا پڑتا ہے

ملکوں کے درمیان تعلقات اور سوہنی مہینوال کے معاملات میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے

تاریخ کی ''کاسمیٹک سرجری'' کرنا ہمارا پرانا مشغلہ ہے

حکم ہے اعتدال اور میانہ روی کا، لیکن ہمارے روٹین کے رویوں میں بھی انتہا پسندی کا غلبہ ہے

بے شرمی و بے حیائی کی سب سے مکروہ شکل غربت و امارت میں بڑھتا فاصلہ ہے

کمپیوٹر کو بھی غلط ڈیٹا فیڈ کر دیا جائے تو وہ غلط نتائج پر پہنچے گا تو بھلا انسان کس کھاتے میں؟
اگر کسی قوم کے پاس فیکٹ شیٹ ہی موجود نہیں بلکہ اُس کی بجائے مقدس جھوٹوں کا پلندہ ہے تو وہ صحیح نتائج پر پہنچ ہی نہیں سکتی

ہم لنگڑوں کے کندھوں پر سوار ہو کر ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی تک پہنچنا چاہتے ہیں

ہم بیک وقت بھیک مانگنا اور کشکول چھپانا چاہتے ہیں

ہم بردہ فروشوں سے اپنے بچوں کی رکھوالی مانگتے ہیں

ہم نے مردار خور گدھوں کو ''شاہین'' سمجھ رکھا ہے

ہم نے اپنی بقا بنارسی ٹھگوں کو سونپ دی ہے

ہمیں تبدیلی کے لیے زلزلہ اور زرخیزی کے لیے سیلاب چاہیے

ہم دھوئیں سے بچنے کے لیے آگ میں پناہ ڈھونڈتے ہیں

ہم گھروں کی بنیادیں نمک کے ڈلوں سے تیار کرتے ہیں

ہم بونوں کے بل بوتے پر آسمان چھونا چاہتے ہیں

ہم کھوپڑیوں کی بجائے معدوں میں دماغ ڈھونڈتے ہیں

ہمارا بارود گیلا، تلواریں زنگ آلود اور ڈھالیں لکڑی کی ہیں

ہم سانپوں کی رسی سے کمند بنا کر قلعہ فتح کرنا چاہتے ہیں

گدھوں پر بیٹھ کر ڈربی نہیں جیتی جا سکتی

ہم شبنم سے صحرا سیراب کرنے کے جنون میں مبتلا ہیں

ہم جس سوراخ سے ڈسے جاتے ہیں اسی پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں

بنگلہ دیش بن رہا تھا باؤلے محبت کے زمزم بہا رہے تھے۔ خارش زدہ پاگل آوارہ کتے پاکستانیوں کو نوچ رہے تھے اور کچھ بے غیرت اُن کا دفاع کر رہے تھے...... نہ اُن سے کوئی حساب ہوا نہ ان کا احتساب ہوا

عالم بغیر عمل کے، درخت بغیر پھل پھول اور سائے کے، توپ بغیر گولے کے، جمہوریت بغیر جمہور کے، قانون بغیر عمل درآمد کے، کنواں بغیر پانی کے، انسان بغیر نظم وضبط کے، معاشرہ

بغیر انصاف کے، حکومت بغیر رٹ کے، ملک بغیر خودمختاری کے، حکمران بغیر ساکھ کے......
سب راکھ کا ڈھیر ہے

لیڈروں کو مداریوں، بازی گروں اور سانڈے کا تیل بیچنے والوں کی طرح بی ہیو (Behave) نہیں کرنا چاہیے

اقتدار کے جنون میں کھوپڑیوں کے مینار بنانے والے صرف کھوپڑیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں انہیں شکلیں دکھائی نہیں دیتیں نہ چیخیں سنائی دیتی ہیں

پاکستان سیاست سے بڑی ''صنعت'' دنیا نے نہیں دیکھی

ہم صرف اس نکتے پر متفق ہیں کہ ہم نے کبھی متحد نہیں ہونا لیکن مسلم اُمہ کے خواب دیکھنے دکھانے سے باز بھی نہیں آنا

کیا صرف اشیائے خورد نوش ہی حرام ہوتی ہیں یا سوچ، اعمال اور انسانی رویئے بھی حرام ہوتے ہیں؟

غیرت کے نام پر بے غیرتی کے مظاہرے ''جہالت'' کے انڈے بچے ہیں

عورتو! پہلے اپنے باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے تو اس ملک کے چند خاندانوں کی بظاہر دکھائی نہ دینے والی غلامی سے آزاد کرالو...... پھر اپنی آزادی کی بات کرنا

خیالی پلاؤ کی دیگیں چڑھی ہیں اور لوگ خالی آنکھوں اور خالی برتنوں کے ساتھ ان کے اردگرد بیٹھے ہیں کہ کب یہ دیگیں اتریں اور ان کے پیٹوں میں منتقل ہوں گی

یہاں کی جمہوریت دراصل کیدو ہے جس نے رانجھے کا روپ دھارا ہوا ہے جو سانپ بن کر ساری بھینسوں کا دودھ خود ہی پی جاتا ہے معصوم ہیر رانجھے کو دیسی چوری کھلائے جا رہی ہے۔ بہروپیے رانجھے کے زہریلے ہونٹوں میں ونجھلی نہیں سانپ ہے جس کے زہریلے سانس سروں کی شکل میں دھیرے دھیرے ہیر کے اندر اُتر رہے ہیں اور اس کا بدن زہر میں ڈوبتا جا رہا ہے

ہماری تو ہر حکومت ہی جمہوریت اور اخلاقیات کی بے گوروکفن لاشوں پر بنتی اور کھڑی ہوتی ہے

لنڈے کے خیالات سے فکری ستر پوشی کر کے عیاں پھرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیاست کر رہے ہیں جبکہ یہ سیاست نہیں بدترین آمریت ہے

اقتدار کے ایوانوں میں اس ملک کی اشرافیہ اور سڑکوں، بازاروں، گلیوں میں فٹ پاتھوں پر عوام آزاد ہیں

یہ اقبال کے پَر کٹے شاہین ہیں جو تیغوں کی بجائے جھوٹ کے سائے میں جوان ہو کر کڑی دھوپ میں کھڑے ہیں

عام آدمی کو ووٹ کی گندی پرچی اور شناختی کارڈ نامی چھیڑے سے زیادہ اہمیت نہیں

دی جاتی

جوخواب دیکھتا ہے اس کی تعبیر بھی تلاش کرتا ہے،ہم ایک ایسی قوم ہیں جو سوتی تو بہت ہے، خواب نہیں دیکھتی

آنے والےکل کے خوابوں اور جانے والےکل کے پچھتاووں کے درمیان وہ مواقع پوشیدہ ہوتے ہیں جن کی آغوش میں منصفانہ معاشرے جنم لیتے ہیں

یہ ''ہردلعزیز'' اکثر ہردل غلیظ ہوتے ہیں

جو پیدا نہیں ہوا وہی پرسکون ہے اور یہ دنیا صرف اس کو راس آئی جو یہاں آیا ہی نہیں

ابھی کل بات ہے گھر مرلوں میں لیکن دل کنالوں اور ایکڑوں میں ہوتے تھے اور آج گھر کنالوں اور ایکڑوں میں جبکہ دلوں میں گنجائش مرلوں جتنی بھی نہیں

اب ہرقسم کی ''اقدار'' سائنس، ٹیکنالوجی اور اکانومی ڈکٹیٹ کروا رہی ہے

نام ''پنج آب''...... پانچ پانیوں کی سرزمین جہاں آج پانی بوتلوں میں بکتا ہے

میرے نزدیک بغیر وجہ کے ''اُمید برائے اُمید'' بھی جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

جیسے مسکراہٹ کی کوئی زبان نہیں ہوتی اسی طرح محنت کی بھی کوئی زبان نہیں ہوتی

صوفی وہ ہوتا ہے کہ کسی شے پر قبضہ نہ رکھے نہ کوئی اور شے اس پر قابض ہو...... جب کچھ نہ پائے تو چپ رہے اور جب پائے تو دوسروں کو دے دے۔ جب اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو قرار میں رہے اور جب ہو تو مکمل ایثار کرے

سازش حکمت عملی ہی ہوتی ہے اگر میں آپ کو پسند کرتا ہوں تو میں آپ کے منصوبے کو سٹریٹجی کہوں گا اور آپ کے کامیاب منصوبے کو کامیاب سٹریٹجی قرار دوں گا، اگر ناپسند کرتا ہوں تو اسے سازش قرار دوں گا

عالمِ اسلام کے لیے اپنی اپنی اشرافیہ سے جان چھڑانا ضروری ہوگیا ہوہے

کتابیں، پھولوں اور شمعوں کی مانند ہوتی ہیں اور طلبا و طالبات کو ان کے گرد بھنوروں، پروانوں اور تتلیوں کی طرح منڈلاتے دیکھنا آسودگی کی انتہا ہے

ریاست ماں اور لیڈر باپ جیسا ہوتا ہے

ہمارے لیڈروں کو دیکھ کر یہ فیصلہ مشکل ہوجاتا ہے کہ عوام ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں یا اس طرح ان کے پیچھے بھاگ رہے ہیں جیسے چوروں کے پیچھے بھاگتے ہیں

جہاں تک لیڈر کی اپنی پہنچ ممکن نہ ہو وہاں تک قوم کو کیسے پہنچا سکتا ہے؟

موت اور طاقت دو ہی زندہ حقیقتیں ہیں لیکن طاقت سے بڑا سراب، فریب اور دھوکہ کوئی نہیں

اہلِ مغرب اپنے تہواروں پر ایک دوسرے کو ریلیف دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں جبکہ ہم لوگ ایک دوسرے کی انتڑیاں نکال کر سہرے سجاتے ہیں

جنہیں زندہ رہنے کا سلیقہ نہیں انہیں مرنے کی تمیز بھی نہیں ہوتی

نہ خوشی میں وقار، نہ غم میں غم کا خالص اظہار

اشراف سے اجلاف تک کسی بڑی سرجری اور مکمل صفائی کے بغیر بات نہ بنے گی نہ آگے بڑھے گی

چھری اور خربوزہ، کبوتر اور شاہین، بگلا اور مچھلی بھی بہت اہم ''سٹرٹیجک پارٹنرز'' ہوتے ہیں

اپنے ملک سے محبت اور ہمدردی ہے تو پہلی فرصت میں ان بنارسی ٹھگوں سے نجات حاصل کرو ورنہ تمہاری اولادیں اپنے شناختی کارڈز میں ولدیت کے خانوں پر سیاہی پھیرنے پہ مجبور ہوں گی

لیڈرز لوٹتے ہیں وہ اس لیے لوٹتے ہیں کیونکہ وہ لیڈرز ہوتے ہیں اور وہ لیڈرز ہی اسی لیے ہوتے ہیں کیونکہ وہ لوٹتے ہیں

اس ملک میں بہت سے ''ماہرینِ فن'' نے ''اُمید'' کے خوانچے، چھابے، کھوکھے اور سپر سٹور کھول رکھے ہیں

اعمال تو چھوڑو بیشتر کی تو سوچیں بھی ٹیڑھی میڑھی اور غیر حقیقی ہیں

بےشک ''جمہوریت بہترین انتقام ہے''...... لیکن کس سے؟

بادشاہت مر جاتی ہے مگر محنت و مہارت روپ دھار دھار کر زندہ رہتی ہے

ہر ہیرو کے اندر ایک ولن اور ہر ولن کے اندر ایک ہیرو ہوتا ہے جسے دیکھنے کے لیے ایک تیسری آنکھ کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر کسی کو میسر نہیں

معیشت گئی بھاڑ میں کہ یہاں کے حکمران تو عوام کو وہ عزتِ نفس بھی نہ دے سکے جو مفت ملتی ہے، معیشت نہیں عوام کی عزت فیصلہ کُن ہوتی ہے

حکومت وہ واحد بھانڈا ہے جو ٹاپ سے لیک کرتا ہے

حکمرانوں کے کنگ سائز چمکدار کشکول میں قرضہ کے ساتھ ساتھ وہ شرمناک شرائط بھی ہیں جو عوام کو پوری کرنا ہوں گی

اُلجھے ہوئے رشتوں کو صرف اور صرف صبر، صداقت اور سائنسی سوچ کی مدد سے ہی سلجھایا جاسکتا ہے

میٹرو اور مہنگائی کے درمیان میچ ہوگا اور مہنگائی جیت جائے گی یہاں انڈر پاس بنتے رہیں گے اور عوام بائی پاس ہوتے رہیں گے

محنت صرف مائنس (Minus) کی لکیر ہے جو جتنی بھی لمبی ہو جائے مائنس ہی رہتی ہے۔ قدرت کی رضا اُوپر سے ایک اور لکیر کی صورت میں نازل ہو جائے تو مائنس، پلس (Plus) میں تبدیل ہو جاتا ہے

بہت سے دانشور مہذب ہونے کی آڑ میں دلالی کر رہے ہوتے ہیں

پاکستان اور ہندوستان دونوں ہی ایسے ایٹمی جنات کی مانند ہیں جن کی جان امن کے طوطے میں قید ہے

سونا تولوں اور سکریپ ٹنوں میں ملتا ہے

جس ملک کی اشرافیہ ہی جرائم پیشہ ہو وہاں سے جرم ختم نہیں ہو سکتا

اگر معصوم کبوتر کے پیچھے ''شاہین'' ٹھیک ہے تو پھر عراق کے پیچھے امریکہ بھی ٹھیک ہے

سعودی عرب، افغانستان اور ایران تو ہو گئے ''برادر اسلامی'' تو کیا چین ہمارا ''غیر برادر اسلامی'' ملک ہے؟؟؟

شاہین سے زیادہ بے غیرت کوئی نہیں جو معصوم ترین پرندوں کے خون پر پلتا ہے

عقل اور عقیدے کی آبائی دشمنی ہے

ہمارے سیاستدان وہ فنکار ہیں جو قمیض اُتارے بغیر بنیان اُتارنے کا ہنر جانتے ہیں

نرم شاخیں کاٹنے سے بدی کے درخت کا قد بڑھتا ہے

گھنٹہ 60 منٹ کا ہوتا ہے لیکن لوڈشیڈنگ کا گھنٹہ 160 منٹ کا ہوتا ہے

ہمارے لیڈر یہ نہیں جانتے کہ عوام ان کے نقشِ قدم پر نہیں چل رہے بلکہ ان کا پیچھا کر رہے ہیں

کچھ لوگ سوچتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں، کچھ لوگ کرتے بہت ہیں سوچتے کچھ نہیں اور کچھ ایسے ہیں جو نہ کچھ سوچتے ہیں نہ کچھ کرتے ہیں اور بیوروکریٹ کہلاتے ہیں

جھوٹی قسم اور حرام کھانے میں کیا فرق ہے؟

کالم نگار اسے کہتے ہیں جو مری ہوئی بھینسوں کے باڑے میں بین بجانے پر مامور ہو

پاکستان میں عوام، حکمران پالتے ہیں

ہماری جمہوریت کے پاؤں میں مجبوری کی بیڑیاں، ہاتھوں میں مفادات کی ہتھکڑیاں اور گلے میں جہالت کا طوق

''لیڈر شیڈنگ'' شروع ہوگی تو لوڈ شیڈنگ ختم ہوگی

ہم نے 69 سال سے خیالی پلاؤ کی دیگیں چڑھا رکھی ہیں اور احمقوں کی جنت میں دسترخوان بچھائے بیٹھے ہیں

عوام حکمرانوں کو دیکھ کر صبر کرتے ہیں اور حکمران ان ''باشعوروں'' کو دیکھ کر شکر ادا کرتے ہیں

ہمارے اعضاء ہمارے خلاف وعدہ معاف گواہ ثابت ہوں گے اس لیے اپنے اعضاء سے چھپ کر گناہ کرو

ہم اپنے ملازموں سے ہر حکم کی تکمیل و تعمیل چاہتے ہیں لیکن خود اپنے آقاؐ کے اکثر احکامات بھلائے رکھتے ہیں

سرگوشی، سسکی اور چیخ سگی بہنیں ہیں

بدبو کی رینج خوشبو سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے

کوئلہ صابر نہ ہوتا تو کبھی ہیرا نہ بنتا

غلط اعداد و شمار فیڈ کریں تو کمپیوٹر بھی فیل ہو جاتا ہے، غلط تاریخ پر پلنے والی قومیں ''پاس'' کیسے ہو سکتی ہیں؟

مذاکرات کے نام پر کچھ لوگ ''بچھوؤں'' کے ساتھ بوس و کنار میں مصروف ہیں

اس ہرن کی یاد میں ''ہرن مینار'' کبھی نہ بنے گا جو خوراک کی تلاش میں شیر کی کچھار تک پہنچ گیا

موت کے حوالے سے ہر کسی کی یادداشت کمزور ہوتی ہے

کچھ بھکاری بھیک مانگتے وقت بھی کشکول چھپانے کی کوشش کرتے ہیں

درندے کے منہ کو خون اور انسان کے منہ کو حرام لگ جائے تو اس کا ایک ہی علاج ہے.... پھانسی یا گولی

ہم ایسے بیل کی مانند ہیں جو اپنے زخموں کے لیے کوے سے مرہم کی اُمید رکھتا ہو

مرے ہوؤں پر نہیں زندہ لوگوں پر ماتم کرو

بے شک سپیرے کا رزق سانپ کے پھن پر رکھا ہوتا ہے

یہاں خواص کے درباریوں کو عوام کے نمائندے کہنے کے دھندے کا رواج ہے

اقتصادی خوشحالی ہی سب سے بڑی آزادی ہے

گزر چکا وقت قلیل اور آنے والا طویل ہوتا ہے

ڈھول کا پیٹ بھر جائے تو کبھی شور نہ مچائے

جہالت کی نشوونما کے لیے پانی، کھاد، کیڑے مار دواؤں اور گوڈی کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ بے آب وگیاہ سنگلاخ پہاڑوں پر بھی پھل پھول سکتی ہے

کرم نہ ہو تو کمال بھی زوال ہے

جوانی ہو تو تجربہ نہیں ہوتا...... تجربہ ہو تو جوانی نہیں ہوتی

کسی کشکول کا پیندا نہیں ہوتا

زبان گوشت سے بنی تلوار ہے

گدھا پچھلی دو ٹانگوں سے وعظ کرتا ہے

بہت سے لوگوں کی فیورٹ ڈش...... زہریلا شہد

جب کوئی اپنا وعدہ توڑتا ہے تو دراصل وہ کچھ توڑ دیتا ہے جو کسی قیمت پر دوبارہ جڑ نہیں سکتا

لوگو! لوگ تمہارے کارنامے دیکھتے ہیں...... رب تمہاری نیتیں دیکھتا ہے

روزہ پیٹ میں نہیں روح میں رکھو، وہاں محفوظ رہے گا

منطق عقل مند اور مثال بیوقوف کی رہبر ہوتی ہے

عقل مند آدمی سیلاب کے پانی میں بھی تیرنا سیکھ لیتا ہے

گر جانا...... ناکامی نہیں بلکہ گر جانے کے بعد پھر اُٹھنے کی خواہش کا مر جانا مکمل ناکامی ہے

جو لائف لائن دیتا ہے وہ لائف ڈکٹیٹ کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہے

معاشرہ...... معاش کی کوکھ میں پلتا ہے اور جب معاش ہی زندہ لاش میں تبدیل ہو جائے تو......

جس طرح انسانوں کے درمیان فنگر پرنٹس، آئی سائٹس اور ووکل کوارڈز مختلف ہیں اِسی طرح ہر انسان کا خدا بھی مختلف ہے

کبھی کبھی چابیوں کے گچھے کی آخری چابی سے تالا کھلتا ہے

زندگی چاہے جانے کا نہیں، اعتبار کیے جانے کا نام ہے اور یہی زندگی کا سب سے بڑا انعام بھی

شیر بھی متحد نہ ہوں تو ''کتے'' ہو جاتے ہیں

ہوائی قلعوں میں رہنے سے بہتر ہے آدمی چلچلاتی دھوپ کا سامنا کرے

خیالی پلاؤ کی دیگیں چڑھانے سے بہتر ہے، بھوک سے مرجایا جائے

ہم ''الفاظ'' کے بادشاہ اور اعمال کے حوالے سے کنگال ہو چکے

میں کسی ''کنگ کوبرا'' سے نہیں......صرف اس ملک کی آستینوں میں چھپے رنگین سانپوں سے ڈرتا ہوں

کام وہ ہے جس کی بے اختیار تعریف پر تنقید کرنے والا بھی مجبور ہو جائے

کچھ موضوعات پر لکھنا ننگے پاؤں تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے

افراد و اقوام کی زندگی میں فیصلہ کن بات یہ ہوتی ہے کہ ''وجہ مرگ'' کا انتخاب کیسا ہے

فوج کا قصور یہ نہیں کہ وہ ''ٹیک اوور'' کرتی ہے اصل قصور یہ ہے کہ وہ فوجی ڈیری فارمز کے خالص دودھ سے جمہوری سنپولیے پالنے کے بعد انہیں سانپ بنا کر عوام کے گلے میں ڈال دیتی ہے

کالے بکرے پر بیٹھ کر پل صراط پار نہیں ہوتا

کبھی غور کرنا پرانا جھاڑو بہتر صفائی کرتا ہے

تجربہ تولا نہیں......صرف بولا جا سکتا ہے

تجربہ یہ نہیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا بلکہ یہ ہے کہ جب کچھ ہوا......تم نے کیا کِیا؟

تجربے کا ایک کانٹا گلابوں کے گلدستے سے بہتر ہے

تجربہ امتحان پہلے لیتا ہے، سبق بعد میں دیتا ہے

ہم جمہوری جہنم بھگت رہے ہیں

حکمران اُس درخت کی جڑوں میں تیزاب ڈال رہے ہیں جس کی پھلدار ڈالیوں پر بندروں کی طرح آنیاں جانیاں دکھانا ان کا مشغلہ ہے

جو قہقہہ شدید کرب کی پیکنگ میں لپٹا ہو یا اُس کا خمیر ہی ماتم سے اُٹھایا گیا ہو......وہ اَمر ہو جاتا ہے

اُونچے بُرج دیکھتے وقت بنیادوں کو بھی یاد کر لینا چاہیے

کاش تجربہ تول کر دکھایا جا سکتا تو دکھاتا کہ جہاں منافقت ہوتی ہے وہاں ذلت، اذیت، اہانت کی بھی انتہا ہو جاتی ہے

یہاں ایٹمی اثاثے محفوظ لیکن آٹا، آئین بجلی و گیس غیر محفوظ ہاتھوں میں ہیں

آٹا گوندھتے وقت ہلنے والی اب آٹا لینے کے لیے لمبی قطار میں ساکت و جامد کھڑی ہے

جج نظر بند......حکمران بکتر بند

مافیاز ختم کرنے سے کہیں آسان اور بہتر یہ ہوگا کہ تم خود مافیا بن جاؤ

چڑیوں کا چنبہ تو اُڑ گیا اب بگلوں کی باری ہے

موسم ہی نہیں، چولہے اور توے بھی ٹھنڈے ہوتے ہیں

واپڈا کا ماٹو ''ہم جو تاریک راہوں میں مارے گئے''

ہماری تعریف؟ افراطِ زر، انحطاطِ اخلاق، قلت اناج اور قحط الرجال

ہاں ہمارے ایک الیکشن اور سہی یعنی......''اک گناہ اور سہی''

بش حملے کے نتیجے میں خودکش حملے

کیا ماضی کے طاقتور جرنیلوں کی معافی کسی محفوظ مستقبل کی ضمانت بن سکتی ہے؟

اللہ پاکستان کو اس کے قائدین اور دنیا کو اس کے لیڈرز سے محفوظ رکھے

ہم پولیس کے اک مخصوص دستہ کو بھی ''مجاہد سکواڈ'' کہنے سے باز نہیں آتے حالانکہ ''مجاہد''

کہلانے سے کوئی ''مجاہد'' نہیں بن جاتا

یہاں ایسے ایسے ماہرین فن کی کمی نہیں جو پورے کا پورا ملک بھی کھا جائیں تو ڈکارتے نہیں، سمندر بھی پی جائیں تو لب خشک

کسی ببر شیر میں اتنی سکت نہیں کہ ''میرے عزیز ہموطنو'' کا نعرہ لگا کر جنگل کے کسی ایک قاعدے، قانون، ضابطے کو پامال تو کجا اس میں ترمیم ہی کر سکے

جنگل کا قانون تو ایسے ہی اٹل ہے جیسے آسمانوں کا قانون کہ سورج، چاند، ستارے ان گنت صدیوں سے اپنے اپنے ''فرائض'' تک محدود ہیں

جنگل کے آئین و قوانین نہ کبھی تحلیل ہوتے ہیں نہ معطل اور نہ کبھی کوئی ان میں ترمیم کر سکا

ہمارا پیارا پاکستان آٹھ دس بحران فی ہفتہ کی رفتار سے ترقی کر رہا ہے

ہم کیا، ہماری اوقات کیا کہ ہم تو ''ہم'' ہیں ہی نہیں

''شیروں'' اور ''انسانوں'' کے مفادات، ضروریات اور ترجیحات ہمیشہ متصادم ہوتی ہیں

چراغ ہی بجھنے سے پہلے نہیں بھڑکتا شکار بھی دم توڑنے سے پہلے پھڑکتا ہے

سیاست بہت سفاک ہوتی ہے اور پاور پلے میں پاکیزگی نہیں صرف پاور کے لیے پینترے

تبدیل کیے جاتے ہیں

بے شک اقتدار بہت قیمتی شے ہے لیکن عزت یقیناً اس سے بھی کہیں زیادہ قیمتی چیز ہوتی ہے

ہمارے حکمران طبقے میں وہ کیا ڈیزائن ڈیفیکیٹ ہے کہ یہ خود کو ہی ملک سمجھ کر ہر قیمت پر اقتدار کے ساتھ چپکے رہنا چاہتے ہیں

انسانی نیت کی حدود قانون کی حدود سے وسیع تر ہوتی ہیں جو بڑے بڑے تکنیکی حربے اور حیلے تراش لیتی ہیں

جواریوں کے درمیان سیاست نہیں صرف داؤ ہی کھیلے جاتے ہیں ہار جیت کی ایسی کی تیسی اصل ہار صرف عوام کی ہوتی ہے

اگر کسی کی قسمت گہری نیند سو رہی ہے تو اُسے خود ضرور جاگتے رہنا چاہیے

انسان ''اشرف المخلوقات'' اس لیے ہے کہ اس میں ہر مخلوق کی جھلک ہے وہ درندہ سے زیادہ وحشی اور فاختہ سے زیادہ معصوم ہے انتہا یہ کہ وہ فرشتوں سے بڑھ کر فرشتہ اور شیطان سے کہیں زیادہ شیطان ہے

ڈوبتے ہوئے آدمی کا بارش کچھ نہیں بگاڑ سکتی

ہاتھی بھی مشکل میں ہو تو مینڈک اُسے جگتیں مارنے لگتے ہیں

زخم کے بعد نصیحت ایسے ہی ہے جیسے موت کے بعد میڈیکل ٹریٹمنٹ

بھاگنے کا کیا فائدہ اگر آپ کی سمت ہی درست نہیں

قدرت کبھی کبھی انہیں بھی اخروٹ دے دیتی ہے جن کے دانت ہی نہیں ہوتے

میں چاہتا ہوں کہ عوام......عوام کے خلاف جلوس نکالیں

لکڑی سینکڑوں سال بھی پانی میں رہے تو مچھلی یا مگرمچھ نہیں بن سکتی

''سینیئر'' وہ ہوتا ہے جو جوانی میں نہ مر جائے

زیادہ چالاکی Pay نہیں کرتی......قدرت ''اوور سمارٹ'' کے سر سے اپنا ہاتھ اُٹھا لیتی ہے کہ یہ تو خود ہی اپنے لیے کافی ہے

بزدل آدمی اپنی ٹانگوں سے سوچتا ہے

خوف کی حالت میں بھی بہترین کارکردگی بہادری ہے

بزدل اور بہادر جیسے اچھا اور بُرا انسان

بہادری دراصل مخصوص ذہنی کیفیت کا نام ہے جو ہمیں یہ بھلا دیتی ہے کہ ہم کس قدر خوفزدہ ہیں

ماضی اور حال کی شادی سے مستقبل پیدا ہوتا ہے

جو قوم ماضی اور حال کے درمیان جھگڑے میں اُلجھ گئی، سمجھ لو اس کے مستقبل کا ستیاناس ہو گیا

آج کا مستقبل گزرے وقتوں کے مستقبل سے بالکل مختلف ہے

جو شے زیر استعمال رہتی ہے وہ صاف، شاندار اور چمکدار رہتی ہے

تاریخ کو اک خاص پہلو سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کو نیکی بننے میں کتنی مدت لگتی ہے

یہ خیال کتنا دلچسپ ہے کہ چنگیز خان عینک لگا کر لیپ ٹاپ پر مصروف جبکہ سکندر اعظم سپورٹس کار میں محو سفر ہے

کیسی عجیب بات ہے کہ میں تو عظیم مغلیہ سلطنت کے بانی کی اولاد کے انجام سے واقف ہوں، خود ظہیرالدین بابر بے خبر تھا

پاکستان ایک ایسی گھڑی کی مانند ہے جس کی ایک سوئی کب سے غائب ہے

پاکستانی جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے جوتے لوگوں کے سروں پر توڑے جائیں

آٹا دیکھ لیں یا آئین...... دونوں عوام کی پہنچ سے اتنے ہی دور جتنی معذور کے لیے کوئی لمبی کھجور

جس سوسائٹی کی اجتماعی نفسیات زخم خوردہ ہو وہاں کے سورج تلے بھی اندھیرا ہوتا ہے

مسلم ممالک میں مسلمانوں کی محرومیوں کی اصل ذمہ دار خود مسلمان لیڈرشپ ہے

ایک مکروہ منافق اقلیت نے ہم پر جہالت مسلط کی جہالت نے جذباتیت کو جنم دیا اور پھر حکمت سے حکمت عملی تک جیسے حروف...... حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے

حقائق کی موسلا دھار بارش کے سامنے جذبات کی آگ کوئی حیثیت نہیں رکھتی

آزادی نسواں پر بھاشن دیئے جا رہے ہیں اور کوئی یہ سوچنے پر آمادہ نہیں کہ جس ملک کے مرد بھی غلام ابن غلام ہوں وہاں عورتوں کی آزادی کا ذکر جھک مارنے کے مترادف ہے

خواب کی خبر تب ہوتی ہے جب آنکھیں کھلتی ہیں، زندگی کے خواب ہونے کی خبر ملتی ہے جب آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

بے عمل عالم اُس کوئل کی مانند ہے جس کا گلا بیٹھا ہوا ہے

سر کے اُوپر تاج ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے اندر مغز بھی موجود ہے

جھوٹے کی سچائی بھی جھوٹ ہوتی ہے

دنیا تہذیبوں کے تصادم کا نہیں، مفادات کے تصادم کا شکار ہے

رزق حرام پر مشتمل معاشرہ آرام اور سکون سے محروم ہوتا ہے

جنت کی ضمانت بھی ہو تو مرنے کو جی نہیں چاہتا

رشوت میں ٹکٹ لے کر عمرے پر جانا تو وہسکی سے وضو کرنے کے مترادف ہے

کبھی کبھی انکساری بھی تکبر کی سہیلی ہوتی ہے

غریبوں کے لیے کچھ نہ کرنا ان کی غربت کا جشن منانے کے مترادف ہے

موت سے پہلے ہی ’’منزل‘‘ پر پہنچنے کی کوشش کرو

اُس کی دلیل کو اس کی ثقیل گفتگو کھا گئی

’’اندر‘‘ جس قدر کھوکھلا ہوگا ’’باہر‘‘ پر زور اسی قدر زیادہ ہوگا

میں نہیں جانتا کہ علم اور عمل میں سے نیگیٹو کون ہے اور پازیٹو کون، لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ

روشنی ان دونوں کے ملاپ سے ہی ممکن ہے...... یہاں نہ علم ہے نہ عمل

کام چوری بھی حرام خوری کا ہی ایک روپ ہے

انجام...... آغاز کی گواہی ہے

جس کی بنیاد میں فساد ہو اس کے برج بھی فسادی ہوں گے

کچھ لوگ خالق کی بجائے مخلوق کے لیے عبادت کرتے ہیں

خوبصورت بدکردار ایسا ہی جیسے ایک ایسا عالیشان مکان جس کے اندر قبرستان ہو

جو معاشرہ کثرتِ زر اور قلت زر کی انتہاؤں پر جا پہنچے، سمجھ لو کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا یا پہنچنے والا ہے

یہ کیسی عجیب مضحکہ خیز دنیا ہے جس میں جسمانی برتری کے زور پر چھیننے والے مجرم لیکن ذہنی برتری کے بل بوتے پر چھین لینے والے کو معزز کہتے ہیں

بچپن، لڑکپن، بڑھاپا...... ہر موسم کا اپنا سیاپا

بے سمت معاشرہ اس چکی یا گرائنڈر کی مانند ہے جسے خالی چلایا جارہا ہو

محبت اور نفرت...... دونوں کے چار حروف ہیں

ہرانسان کے اندر ہی اس کا ''خلاصہ'' بھی ہوتا ہے

جس معاشرہ سے مکالمہ ختم ہو جائے......اُس کا خاتمہ شروع سمجھو

کچھ لوگ اپنے عجز پر تکبر کرتے ہیں

دنیا میں ہر جگہ ہر شعبہ اور میدان میں بہتر ماڈلز موجود ہیں لیکن ہمارے حکمرانوں میں تو نقل کرنے کی عقل بھی موجود نہیں

مجھے شراب نہیں، ثواب نے مارا ہے

ظالم ہیں وہ جو علوم کو دینی وغیر دینی علوم میں تقسیم کرتے ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو اُمت کی بربادی کا باعث ہیں

علم حاصل کرو چاہے اُس کے لیے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔کیا چین میں دینی علوم کی تعلیم دی جا رہی تھی؟

دولہا اپنے ''جنازے'' کے پھول سونگھ کر خوش ہوتا ہے

زوال کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ روبہ زوال قوم یا فرد کو عروج سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ ہی نہیں ہوتا

جنگوں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ کفن دفن مفت ہو جاتا ہے اور ایٹمی جنگ میں تو قبر کی ضرورت بھی نہیں پڑتی

سوچنے والا سدا صلیب پر ہوتا ہے

ذاتی مفاد انسان کا پہلا اور آخری منشور ہے

زندگی اک ایسی غیر ملکی زبان کی مانند ہے جس سے آپ واقف نہیں

سرکنڈا بھی سیدھا کھڑا ہو جائے تو سَو امن بوجھ سہار سکتا ہے

فنکار اپنے لفظ کرائے پر چلاتا ہے

جس بھی پیشے کا تعلق ''اُجرت''،''معاوضہ'' یا ''تنخواہ'' کے ساتھ ہو......وہ مقدس ہو ہی نہیں سکتا

مٹی اور راکھ کے ڈھیر کی خوشی بھی دھوکہ، غم بھی دھوکہ

نیکی ثواب کے لیے نہیں خوبصورتی سمجھ کے کرو

قدرت بہت سفاک ہے کہ اس میں ایک کی موت دوسرے کی زندگی اور ایک کی فنا دوسری مخلوق کی بقا ہے

جس کا ''آج'' باعزت نہیں اس کی ''آخرت'' باعزت کیسے ہوسکتی ہے

جب تک زندگی سمجھ آنا شروع ہوتی ہے...... ختم ہوجاتی ہے

موت کے بعد کی عزت وشہرت پر ایک ہزار لعنت

زندگی اور موت؟ ایک بےخبری سے نکل کر دوسری بےخبری میں داخل ہوجانے کا نام

آپ اپنے ''جانے'' کے بعد ''واپس'' آتے ہیں

ہتھیلیاں اکثر ایسی باتوں پر پیٹی جاتی ہیں جن پر باشعور آدمی سر پیٹنا چاہتا ہے

''بےشمار'' مشہور لوگ سیانوں کے نزدیک مشہور نہیں ''بدنام'' ہیں

بہت سے لوگ اپنی تقریر وتحریر کی گہرائی اس کی لمبائی میں چھپا لینے کی کوشش کرتے ہیں

پاکستان اک ایسے بپھرے ہوئے دریا کی مانند ہے جسے کچے گھڑوں پر عبور کرنے کی کوشش و خواہش میں تقریباً تین نسلیں غرق ہوچکیں

یہاں بہت سے لوگوں نے جلتے توے پر بریک ڈانس شروع کردیا ہے

ہمارے ملک و معاشرے میں مذہب سے لے کر سیاست و معیشت تک بیشتر الفاظ اور

اصطلاحوں کو صرف Misuse ہی نہیں بلکہ Abuse تک کیا جارہا ہے

چور چرواہو! اس ملک کے کروڑوں پر مشتمل جانوروں کے ریوڑ توکل بر خدا چھوڑنے سے پہلے یاد کرو کس کا فرمان ہے کہ بھیڑیئے بھی خدا کے توکل پر ہی پھر رہے ہوتے ہیں

یہ ٹریجڈی ہے یا کامیڈی کہ پاکستانی مینار پاکستان کو خودکشی کے لیے استعمال کرتے ہیں

کبھی ایک مستقبل ہمارے سامنے تھا آج ایک ماضی ہے اور سامنے سوالیہ نشانوں کی طویل قطار

لفظوں کی بےحرمتی نے ہمیں بےحرمت اور ان کی بےعزتی نے ہمیں بےعزت کرکے رکھ دیا ہے

ہمارے ہاں جمہوریت ایسی ہے جیسے کوئی غلیظ ترین زہریلے پانی کی بوتل پر ''آب زم زم'' کا لیبل لگادے

دھرنا دیا...... کسی غریب کو اناج، علاج یا علم وانصاف نہیں دیا

موت زندگی کے اندر چھپی ہوتی ہے یہ باہر سے اندر نہیں آتی، اندر سے باہر نکلتی ہے

ہمیں دستِ قاتل پر بوسے دینے کی بیماری ہے

حکمران طبقے کا پاکستان سے رشتہ ویسا ہی ہے جیسا ٹھیکے دار کا سونے کی کان کے ساتھ ہوتا ہے جب تک جتنا نکل سکتا ہے نکالو، کھرچو اور جب کان خالی ہو جائے تو دکان بڑھالو

''نعرے بازی تو کی''...... حصولِ علم وعقل کے لیے کوئی جانبازی بھی کی؟

''ریلی نکالی''...... کسی مسئلے کا حل بھی نکالا؟

''سڑک تو روک لی''...... کیا اپنی بدنصیبی، پسپائی، اور تباہی بھی روک لی؟

''نذرِ آتش تو کر دیا''...... کیا اپنی نفرتوں، جہالتوں کو بھی نذرِ آتش کر لیا؟

''ٹائر تو جلائے''...... کیا اپنے تعصّبات اور ذاتی مفادات بھی جلائے؟

''سینہ کوبی کی''...... کیا کبھی ''مغز کوبی'' کا ''گناہ'' بھی کیا؟

''جلسہ ہوا''...... کبھی اپنی ذلت اور جگ ہنسائی کے خلاف بھی ''جلسہ'' کیا

دھوپ جب روپ بدل کر آتی ہے تو چاندنی کہلاتی ہے

مدتوں سے یہاں کسی کی حکومت نہیں...... صرف دہشت یا دہشت گردی کی حکومت ہے

آگ اور خون کی اس ہولی میں اقتدار کے لیے آنکھ مچولی اس سے بھی بدتر ہے کہ گھر کو آگ لگی ہو اور اہلِ خانہ مجرا دیکھ رہے ہوں

یہ سوہنی دھرتی ہر طرف سے سوتیلی ماؤں کی سفاکی اور مکر و فریب میں گھری ہوئی ہے

ہمارے ''آئن سٹائن'' آٹا چوری پر مجبور کیے جا رہے ہیں، ہمارے عظیم رہنما الزام، دشنام

اور انتقام کی آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں

ہم اونٹ پر بیٹھ کر بپھرا ہوا دریا عبور کر رہے ہیں

ہم لکڑیوں کے گٹھے پر سوار ہو کر صحرا پار اُترنے کے خواہش مند ہیں

ہم دھوم دھڑکے اور باجوں گاجوں کے ساتھ منزل کی مخالف سمت میں رواں دواں ہیں

میں ہر وار برداشت کر سکتا ہوں لیکن خلقِ خدا کی پھٹکار کا بھار میرے کمزور کندھوں کی اوقات سے بہت باہر کی بات ہے

آدمی اور انسان میں صرف علم کا فرق و فاصلہ ہے

ستارے آسمان اور تعلیم یافتہ زمین کا زیور ہے

برباد ہوئے وہ جن کے ذہن آباد نہ رہے

جس سے ''تخلیق'' چھن گئی وہ تحقیر کا شکار ہو گیا

بانجھ عورت اور بنجر زمین سے بھی بدتر وہ ہے جس کی آزادانہ سوچ سلب ہو گئی

فاتح وہ ہے جو دشمن کی خوبیوں اور اپنی خامیوں پر توجہ کرے

حکمت کا اک ''بول'' پورے سنگیت پر بھاری ہے

علم اک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی تمہارے قد کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے

جو کتاب بار بار نہ پڑھی جا سکے وہ ایک بار پڑھنے کے قابل بھی نہیں

کسی بھی قوم کے عروج کی بنیاد میں علم ہوتا ہے اور زوال کی بنیاد میں زنگ زدہ ذہن

علم نیک ہوتا ہے وہ کسی بدبخت کی ڈیوڑھی میں قدم نہیں رکھتا

کچھ لوگوں کے دماغ علم کی قبر اور کچھ کے دماغ علم کے خزانے ہوتے ہیں

علم صدیوں کو لمحوں میں تبدیل کر دیتا ہے

قرض خواہ کی یادداشت بہت تیز ہوتی ہے

زندگی کا مقصد صرف قبرستان، شمشان گھاٹ یا ٹاور آف سائیلنس تک پہنچنا ہی نہیں

خوشی ہو تو ندیاں مت نکالو، غم ہو تو آنسو مت نکالو

کچھ معاشرے ایسی گھڑی کی مانند ہوتے ہیں جس کی دونوں سوئیاں ٹوٹ چکی ہوں

جیسے دیوار کی ایک اینٹ ہی دراصل پوری دیوار ہوتی ہے اسی طرح فردِ واحد ہی پورا معاشرہ

ہوتا ہے

فطرت کی بظاہر بے قاعدگی میں اِک زبردست قاعدہ پوشیدہ ہے

دوسرا کچھ کہے بغیر سر ہلا رہا ہو تو سمجھ لو بکواس بند کرنے کا وقت ہے

بہادر وہ ہے جو گھٹیا پن سے خوف کھائے

اگر آپ دیانتدار ہو جائیں تو سمجھ لیں شہر میں ایک بے ایمان کم ہو گیا

خوبصورت وہ نہیں جسے دیکھنے سے آنکھ خوش ہو، خوبصورت وہ ہے جسے دیکھنے سے دل خوش ہو جائے

مرد کے لیے محرومی مہمیز کا کام کرتی ہے

احمق سانپ کو بطور ازار بند استعمال کر سکتا ہے

گزشتہ کل مر چکا......آنے والا کل ابھی پیدا نہیں ہوا، زندہ صرف آج ہے

ضمیر کو زرہ بکتر جیسا مضبوط ہونا چاہیے

کسی کی ذات جاننی ہو تو دیکھو کہ اسے کیا چیز خوش کرتی ہے

انسان وہ ہے جو اپنے میلان ورجحان سے بروقت متعارف ہو جائے

مٹی سے بنا ہوا مٹی سے بچتا ہے

قربانی، محبت کا دوسرا نام ہے

غصہ اور غرور ایک سکّے کے دو رُخ ہیں

غیر یقینی پن کا شکار شخص یا معاشرہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کی کسی بات کا یقین کیا جائے

اقتصادیات سے بڑھ کو کوئی اُستاد نہیں

حب الوطنی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تو کسی اور کے وطن سے نفرت کرے

غرور جس دماغ میں گھس گیا سمجھ لو اس میں سے باقی ہر شے رخصت ہو گئی

استقلال اوسط درجے کے آدمی کو بھی صاحبِ کمال بنا سکتا ہے

سائنس ترقی کی دائی ہے

دنیا بھر کا کپڑا جہالت کی ستر پوشی نہیں کر سکتا

ہمارے سیاستدان بہت خوش خوراک ہیں اور خوشامد ان کی پسندیدہ ڈش ہے

موت اور زندگی میں سے کون سی شے زیادہ تکلیف دہ ہے؟

ضدی اور مستقل مزاج میں ہجوں کا فرق ہے

مستقبل اک ایسی زبان ہے جو کسی کو نہیں آتی

نیکی کی آڑ میں پھیلائی گئی بدی سے بڑی بدی شاید ہی ممکن ہو

ہمارے لیڈر ایسے اہرام ہیں جن کی بنیادیں نمک پر اُستوار کی گئی ہیں، یہ ایسے جنگجو ہیں جن کے گھوڑے حنوط شدہ، کمانیں کنیر کی اور تیر مہندی کی شاخوں سے تراشے گئے ہیں ان کی ڈھالیں تربوز کی کھالوں سے تیار اِن کے نیزے بید کی لچکدار لکڑی اور تلواریں پاپلر کی لکڑی سے تراشی گئی ہیں

ہمارے حکمران ''معدنیات'' کے چلتے پھرتے پہاڑ ہیں کاش کوئی ان کی ''کھدائی'' کرے اور گہرائی تک جائے تو پھر دیکھیں کیسی کیسی قیمتی دھاتوں کے ذخائر نکلتے ہیں......صرف دو چار معززین و شرفاء کی ذرا گہری ''کھدائی'' کر کے تو دیکھو کہ ملک کے اندرونی و بیرونی قرضے پلک جھپکتے میں کیسے اُترتے ہیں

جو ہاتھ کانٹوں کے تاج بناتے ہیں ان سے بہتر ہیں جو کچھ بھی نہیں بناتے

اقتدار کی ٹریجڈی یہ کہ وہ اور طرح کی آنکھوں سے دیکھتا، اور طرح کے کانوں سے سنتا اور عجیب قسم کے دماغ سے سوچتا ہے

---

14 اگست 1947 سے شروع ہونے والی ''ایمرجنسی'' مختلف ناموں اور چہروں کے ساتھ آسیب کی طرح ہم پر سوار ہے تو ہجرت کی سنت کے سوا کون سا راستہ باقی بچتا ہے؟

ہمارے جیسے ملکوں اور معاشروں میں اقتدار ''عقلِ کُل'' ہوتا ہے

ملک کی عزت کا اصل مطلب ہی اس کے عوام کی عزت واحترام اور حفاظت ہے

کچھ لوگوں سے ہاتھ ملا کر تو ویسے بھی چیک کرنا ضروری ہوتا ہے کہ کہیں ہاتھ ہی تو ساتھ نہیں لے گئے

جہالت اور جذباتیت یہ جان لے کہ کمزور کا غصہ ندامت پر ختم ہوتا ہے اور یہاں معاملہ صرف کمزوری کا نہیں رویے کی بدصورتی اور کجی کا بھی ہے

دہشت گردی کی نرسریاں بندوق کی نالی سے نہیں خوشحالی سے ختم ہوں گی

قومیں قربانی کے مراحل سے گزرے بغیر کامرانی کے سفر پہ روانہ نہیں ہو سکتیں

''تجاوزات'' سے بڑھ کر ظلم کوئی نہیں اور اپنی حدود سے تجاوز کرنا ہی بدترین قسم کا ظلم ہے

یہاں قمیض کے اُوپر بنیان اور جوتے کے اُوپر جراب پہننے کا رواج ہے

---

14 اگست 1947 کو عوام نہیں، دھرتی کا ایک ٹکڑا آزاد ہوا تھا

پجاریوں کا کام ہی صرف اتنا ہے کہ پوجا کریں اور کبھی ضرورت پڑے تو اپنے دیوتا یا دیوی کے چرنوں پر قربان ہو جائیں

شخصیت پرستی تو بت پرستی سے بھی بدتر ہے کیونکہ بت اپنی پرستش کو ایکسپلائٹ نہیں کر سکتے جبکہ انسان اپنی پرستش کا عادی ہو جائے تو شیطان سے بھی زیادہ خوفناک و خطرناک ہو جاتا ہے

جسے خود اپنی عزت عزیز نہیں کسی دوسرے کو کیا پڑی ہے کہ اُسے اپنے قدموں سے اُٹھا کر کندھوں پر بٹھا لے

جو ہوں ہی پروانے اور پتنگے اُن کے جل مرنے پر کڑھنے کی کیا ضرورت؟

اگر عوام کو معلوم ہو جائے کہ اس ملک کو اس کے مختلف حکمرانوں نے کتنا اور کس طرح لوٹا ہے تو 20 کروڑ میں کم از کم 10 کروڑ کو ہارٹ اٹیک اور باقی 10 کروڑ کو فالج ہو جائے

انسان خود سے کمزور بے بس اور بے وسیلہ لوگوں کے لیے تحفظ کی ضمانت بن کر اپنے انسان یعنی اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دیتا ہے

آؤاک دوسرے کو برباد کر کے کسی اور دنیا کی بنیاد رکھیں

مقابلہ ''نسل'' کا نہیں ''عقل'' کا ہے ''شمشیر و سناں اوّل'' نہیں ٹیکنالوجی اوّل، سیٹلائٹ اوّل

جہاں جتنی جہالت ہو گی وہاں اتنی ہی جذباتیت بھی ہو گی اور جہاں جتنی جذباتیت ہو گی وہاں اتنی ہی جہالت بھی ہو گی

ہمارے معاشرہ میں جذباتیت اور جہالت کے جھکڑ، طوفان، گرد باد اور سونامی چل رہے ہیں

اگر حالیہ نسلیں ہی تباہ ہو گئیں تو آئندہ نسلیں آئیں گی کہاں سے؟

کبھی کبھی اوزار خریدنے کے لیے بھی بھیک مانگنی پڑتی ہے

''مومن ایک سوراخ سے دوسری بار نہیں ڈسا جاتا'' لیکن یہ شرط ''مومنوں'' کے لیے ہے ہمیں تو ناگنوں سے ڈسوانے کا شوق ہے

ہم نے صرف بھگتنا ہے...... سمجھنا نہیں

انسان نے پرندوں کو محوِ پرواز دیکھ کر اُڑنے کی خواہش کی اور پھر چاند کے پار جا اُترا۔ اب مریخ تک محوِ پرواز ہے جبکہ کوئی اور پرندہ اتنی لمبی اُڑان کا تصور بھی نہیں کر سکتا

واقعی احمق اپنی جنت بغیر کسی پلاٹ اور تعمیراتی سامان کے چشم زدن میں تعمیر کر لیتے ہیں اور اصل مصیبت یہ ہے کہ معصوم عوام کو بھی اس میں گھسیٹ لاتے ہیں

ان حریص، خود غرض، کوتاہ اندیش، فکری طور پر کبڑے اور عوام دشمن روایتی سیاستدانوں سے جان چھڑانا اتنا ہی مشکل ہے جتنا اس گھٹیا چیونگم سے جو گھنگھریالے بالوں سے چپک جائے تو پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے

ہمارا حال تو بے حال ہے ہی، مستقبل قریب پر بھی غور کریں تو رونگٹے ''گارڈ آف آنر'' پیش کرنے لگتے ہیں

ہمارے اکثر علماء کے نہ حلیے عوام کے ساتھ ملتے ہیں نہ حالات

تاریخ میرے، آپ کے ''تعاون'' سے بے نیاز ہے

''تخلیق'' اور ''تعمیر'' کا ہر عمل عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت تکلیف دہ بھی ہوتا ہے

میڈیا نے معصوم عوام کو اتنا سیانا کر دیا ہے کہ وہ ہر جگنو کو دن کی روشنی میں دیکھنا پسند کرتے ہیں

لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے لیکن گرم لوہے کو ٹھنڈا لوہا کاٹتا ہے

تلخ سے تلخ سوال بلا جھجک کریں کہ جس صحبت میں سوال نہ اُٹھایا جا سکے وہ بدترین

لعنت ہے

چھوٹے دماغوں اور لمبی زبانوں کا مسئلہ ہی اور ہے کہ جن کاموں پر داد دینی چاہیے ان کے بارے میں بک بک سے باز نہیں آتے

ہمارے ہاں جاہل نو دولتیا باپ اپنے نابالغ بیٹے کو گاڑی کی چابی تھما دیتا ہے۔ کہ پُر ہجوم سڑکوں پر ٹائروں کی سیاہی کے ساتھ اپنی ''ولدیت'' لکھتا پھرے

یہ پلکوں سے دریا پر دستک دینے والی بات ہے اور دریا بھی ایسا جو بھنگ پی کر مدہوش پڑا ہوا اور بھنگ بھی اس نے ایسی پی رکھی ہو جسے تانبہ ڈال کر گھوٹا جائے

اسلام میں طاقت اور دولت کے بارے میں فلسفہ یہ ہے کہ ان دونوں کو انسانی معاشروں میں اس طرح منصفانہ طور پر گردش کرنا چاہیے جیسے انسانی جسم میں خون سر سے پاؤں تک یکساں طور پر گردش کرتا ہے

کاش میری آنکھیں بند ہونے سے پہلے عوام کی آنکھیں کُھل جائیں

ہم لوگ بندوق کی نالی سے خلال کرنے کے عادی ہیں

بارش کے ساتھ ''بحث'' کا طریقہ یہ ہے کہ برساتی پہن کر چھتری تان لو

کچھ لوگ انسان بننے سے پہلے حکمران بن جاتے ہیں اور یہی پاکستان کی سب سے بڑی

ٹریجڈی ہے

بیل کم بولتا ہے اور کتا بہت بھونکتا ہے

عبادت کی تسبیح میں اعتدال کا دھاگہ ہوتا ہے

بلندی پر چڑھنا بھی خطرناک، اُترنا بھی خطرناک

مغز پگڑی میں نہیں کھوپڑی میں ہوتا ہے

بُرا خیال اچھے دماغ میں بھی آتا ہے لیکن وہاں رُک نہیں سکتا

بدصورت کی سیرت...... بدسیرت کی خوبصورتی سے بہتر ہے

جہاں طاقت ختم، فراست وہاں سے شروع ہوتی ہے

یہ دنیا آگ کی مانند ہے اور آگ اپنے پجاری کو بھی جلا کر راکھ کر دیتی ہے

خواب کا علم آنکھ کھلنے پر ہوتا ہے اور زندگی کے خواب کا آنکھیں بند ہونے پر کہ یہ تو پانی پر عکس سے بھی زیادہ بے معنی ہے

ہمارے ہاں کہیں ڈنڈا، کہیں ڈنڈی...... کہیں دھوکہ منڈی اور اس منڈی کے ''معززین'' آڑھتی اور دلال

وہ ایجاد کرتے ہیں، ہم احتجاج کرتے ہیں

مجھے قیامت اس لیے پسند ہے کہ اس کے بعد موت کا فرشتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بیروزگار ہو جائے گا

ہمارے حکمرانوں نے غریب بچوں کے لیے سادہ روٹی کا نوالہ بھی ''چلغوزہ'' بنا دیا ہے

حکمرانوں نے پاکستان کو ہوٹر بجانے، مال بنانے، رستے روکنے اور اداکاریاں دکھانے کے لیے رکھا ہوا ہے

یہ دور تعداد کا نہیں استعداد اور ایجاد کا ہے

یہ نمبر کا نہیں...... ہُنر کا زمانہ ہے

ہمارے ملک کے لیے بے تحاشہ بڑھتی ہوئی آبادی تباہی کے لیے ''اکیلی'' ہی بہت کافی ہے

لوہا لڑائی کے دوران سونے سے بھی مہنگا ہوتا ہے

فضیلت میں بھی تجاوز ہو تو اُسے اذیت میں بدل دیتی ہے

قلم ہاتھ کی زبان ہے اور اکثریت گونگوں کی یا زیادہ سے زیادہ ہکلاہٹ کا شکار

لوگوں کی ہے

عام اپنے دین کا طبیب ہے اور دولت دین کا مرض

زندگی موت سے بڑھ کر موت ہے

کبھی کبھی زہر کا پیالہ آبِ حیات کا دریا بن کر انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیتا ہے

راز دشمن ہی نہیں دوست سے بھی چھپاؤ ورنہ راز نہ رہے گا

نماز میں دل کی، مجلس میں زبان کی، غصہ میں ہاتھ اور دسترخوان پر پیٹ کی حفاظت ضروری ہے

ذلیل کی عزت اور ذہین کی بے عزتی ایسے ہی ہے جیسے کوئی جوتوں سے سر ڈھانپ کر پگڑی سے پاؤں ڈھک لے...... پاکستانی معاشرہ اِس کی زندہ مثال ہے

بادشاہ اور آمر موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں لیکن عوام ہمیشہ زندہ رہتے ہیں

اچھا وہ ہے جو تعریف کا بُرا منائے اور بُرا صرف وہ ہے جسے اپنی برائی کا ادراک تک نہ ہو

منہ میں انگلش اور برگر، جسم پر جیکٹ، ٹانگوں پر جینز، پاؤں میں جوگرز، ہاتھ میں موبائل فون، دھیان میں امریکہ یا کینیڈا کا ویزہ...... گامے ماجھے اور شیدے میدے سمجھتے ہیں کہ یہ بیٹا

اُن کا ہے

مولانا جہاز سے نکلنے کے بعد کار میں سوار بیرون ملک سے میڈیکل چیک اپ کرا کے اپنے ائرکنڈیشنڈ گھر کی طرف روانگی کے دوران مجھے سیل فون پر سمجھا رہے تھے کہ......"اہلِ مغرب عالمِ اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں"
لعنت ہو......مجھ پر

ذکرِ خدا اور فکرِ خدا کے علاوہ باقی سب بیکار ہے کہ ہر عظیم اور جینئس سائنسدان اور فنکار دراصل فکرِ خدا کی عطا ہوتا ہے، باقی سب بہروپیئے

ہمارے "جمہوری بادشاہ" اپنے ایم این ایز کو اپنے درشن کا اتنا دان بھی نہیں دیتے جتنا مغلِ اعظم، ظلِ سبحانی مہابلی جلال الدین اکبر اپنی رعایا کو جھروکے میں آ کر دیا کرتے تھے

صدیوں سے ہم مسلمانوں کو اقتدار، اختیار اور طاقت ہضم نہیں ہوتی......ہم آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، توازن کھو بیٹھتے ہیں، تکبر پر تُل جاتے ہیں اور "اجارہ داری" ہمیں فرعون بنا دیتی ہے

یہ "انٹرنیٹ نسل" اور "میڈیا جنریشن" حکمرانوں کے ہوٹروں اور روٹوں کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دے گی

کہیں خونخوار سردار، کہیں وحشی جاگیردار اور کہیں ٹیکنیکل لوٹ مار کے ایکسپرٹ ٹیکس چور سرمایہ دار صنعت کار جو ڈالروں میں کھرب پتی ہیں لیکن کہنے کو "ذاتی کار" تک موجود نہیں

اور رشتہ داروں سے ملنے والے اُدھار پر زندہ ہیں

ہمارے حکمرانوں کو صداموں، زین العابدینوں، حُسنی مبارکوں اور قذافیوں کے انجام سے بھی خوف نہیں آتا تو عذاب آئے گا اور جو کچھ ہو رہا ہے اُسے عبرت کی داستان کا دیباچہ سمجھو

ہم جانتے بوجھتے چوروں، اچکوں، فراڈیوں، بہروپیوں اور منافقوں کے سروں پر حکمرانی کے سہرے سجا دیتے ہیں جنہیں سڑکوں پر گھسیٹنا چاہیے، ہم انہیں بڑے بڑے ایوانوں میں گھسا دیتے ہیں اور پھر یہ بونے فرعون، نیم خواندہ نمرود اور بے شرم شداد ہمارے ہی رستے روک لیتے ہیں

کہیں کہرام کہیں الزام، کہیں دشنام کہ ہمارے سیاستدانوں کے پلے اس گند کے علاوہ اور ہے ہی کچھ نہیں

حکمران عوام میں سے نہیں......ان کا ہر بوسہ......بوسۂ مرگ ہے جیسے ڈراکیولا خون چوسنے سے پہلے گردن "چومتا" ہے

آئین اور جمہوریت اِس ملک کی بدمعاشیہ کی ڈھال کے علاوہ کچھ بھی نہیں

واہ آزادی! میرے سپنوں کی شہزادی جو خیبر سے کراچی تک محوِ رقص ہے۔ ڈانسنگ فلور کوئلوں سے دہک رہا ہے اور رقاصہ کے گھنگھروؤں میں ریموٹ کنٹرولڈ بم فٹ ہیں

جسے پہننے کو کچھ نہ ملے وہ موسموں کی شدت سے بچنے کے لیے خود کش جیکٹ پہن لیتا ہے جو سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈی ہوتی ہے

کریلے گوشت، بھنڈی گوشت، آلو گوشت، گوبھی گوشت کی طرح کبھی کبھی خالی پیٹ کی آگ ''بارود گوشت'' سے بھی بجھائی جاتی ہے...... بارود کسی کا، گوشت اپنا

مسجد...... سجدہ کی جگہ اور سجدہ جو ہر مسلمان کے ماتھے میں موجود ہوتا ہے۔ مومن کا تو ماتھا ہی مسجد ہوتا ہے۔ ''غیروں'' کی املاک پر تو ''قبضہ'' ''سمجھ'' میں آتا ہے...... لیکن اللہ کے گھر پر؟

پشتینی گداگروں کے ہاتھ ہی کشکول بن جاتے ہیں

اپنی تاریخ کو توڑنے، مروڑنے والا معاشرہ اُس بوڑھے کی مانند ہے جس کی بصارت بیحد کمزور ہو اور وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی نظر کی عینک چکنا چور کر دے

جعلی بتیسی سے بھُٹے نہیں کھائے جاتے

ہلکا آدمی دعوے بہت بھاری کرتا ہے

''کیچوؤں'' یعنی عوام کو یہ سوچنا چاہیے کہ ہر صورت میں کسی نہ کسی ''کھگے'' کو ہی جیتنا تھا، کسی گڈوئے یعنی کیچوے کو نہیں۔ یہ کیسا ملک ہے جہاں دونوں طرف ایک خاندان ہوتا ہے یا ایک ہی ذہنیت یا ایک ہی طبقہ! پاکستان کو ''کھگستان'' کس نے بنایا؟

ناکام ریاست اور بدنام معاشرہ ہمارے جیسا ہوتا ہے

کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہاں ظالم کون اور مظلوم کون؟ یہاں قاتل کون ہے اور مقتول کون؟ استحصال کا شکار ہونے والے خود بھی استحصالی ہیں، بھتہ خوری کا نشانہ بننے والے اپنے اپنے طریقوں سے خود بھی بھتہ خور ہیں

بدن فروش طوائف کو ''سیکس ورکر'' کہنے سے اس کا کردار نہیں بدل جاتا۔ ولد الحرام کو ''سنگل پیرنٹ چائلڈ'' کہنے سے بے گناہ کی کہانی نہیں بدل جاتی، معذور بچوں کو ''سپیشل چلڈرن'' کہنے سے ان کی معذوری ختم نہیں ہوتی

فتح مکہ کے موقع پر عام معافی میں رحمت تو تھی ہی تھی، بے کراں حکمت بھی تھی

عظیم تر مقاصد کے حصول کی خاطر...... ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں کبھی کبھی بہت کچھ سہنا اور کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی دشمنوں کے ساتھ ''میثاق'' پر بھی اتفاق کا زہر پینا پڑتا ہے

گذشتہ 100 برس کے دوران ''اُمہ'' کی جھلکیاں دیکھ لیں تو عمر بھر کر نیند اُڑ جائے، رونگٹے کھڑے کھڑے سوکھ کے جھڑ جائیں اور چودہ نہیں چودہ سو طبق اتنی روشنی جنریٹ کریں کہ آنکھیں اندھی ہو جائیں، دماغوں پر پڑے دبیز پردے جل اُٹھیں

آدمی اگر بے حسی، بے شرمی، بے حیائی اور ڈھٹائی کی زرہ بکتر زیب تن کر لے تو زندگی بہت آسان ہو جاتی ہے

ہم ''دعائے سفر'' سے آغاز کرتے ہیں اور ہماری ٹرینیں کئی کئی گھنٹے لیٹ ہوتی ہیں ان کے ٹیوب سٹیشنز پر گاڑیاں منٹ منٹ بعد مسلسل بروقت پہنچتی ہیں کہ ایک منٹ بھی لیٹ ہو جائیں تو پورا نظام تہس نہس ہو جائے اور یہ سب سسٹم بغیر کسی ''دعائے سفر'' کے رواں دواں ہے کیونکہ ان کی نیتیں ہی دعائیں بن چکی ہیں

کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت نے بھی ہمیں مکمل طور پر ''رائیٹ آف'' کر دیا ہے

جب روم جل رہا تھا تو صرف نیرو بانسری بجا رہا تھا جبکہ یہاں...... نیرو سے لے کر نتھو تک سب اپنی اپنی بانسریاں بجا رہے ہیں

ٹیلنٹیڈ ٹیم جو ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کی بجائے بند مٹھی کی طرح عظیم تر مقاصد کے حصول کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دے کہ اس سے کم تر کی حکومت کا انجام عوامی حقارت اور سیاسی ذلت کے سوا کچھ نہ ہوگا

پگ جیسی بھی ہو اس کا سائز سر کی مناسبت سے ہونا چاہیے کیونکہ سر چھوٹا اور پگ بڑی ہوگی تو اِدھر اُدھر لڑھکتی رہے گی اور آخر کار زمین پر جا گرے گی۔ دوسری صورت یہ کہ سر بڑا اور پگ چھوٹی تو وہ اِک اور طرح کا عذاب بن جاتی ہے کہ آدمی سر سے چھوٹی پگ نہ پہن سکتا ہے نہ پھینک سکتا ہے

اگر خالق و مالک دھیان میں رہے تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور وہ مہربان ہو تو طغیان زدہ دریاؤں میں سے بھی رستے نکال دیتا ہے

انسانوں کے خیالات کا ان کے حالات کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے

جب انسان کی پانچ بنیادی حسّیں (حواسِ خمسہ) ایک دوسرے کے ساتھ مکمل سُر تال میں آجائیں تو چھٹی حس اک خودکار نظام کے طور پر خود بخود معرضِ وجود میں آجاتی ہے

جینوئن حکمران پارس پتھر کی مانند ہوتے ہیں کہ ''لوہا'' (عوام) بھی ان کے ساتھ چھو جائے تو وہ سونا بن جاتے ہیں

پاکستان ایک ایسا دسترخوان ہے جس پر اکثر زبردستی کے مہمان ہی براجمان رہے

ہمارے حکمرانوں کی ٹانگیں چاہے قبر میں ہوں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ کڑاہی میں رہیں

ہر وہ فیصلہ قدم یا پالیسی جو عوام کے حق میں ہوگی اشرافیہ کے خلاف جائے گی اور ہر وہ منصوبہ جو اشرافیہ کے لیے خیر کی خبر لائے گا...... عوام کے لیے بدترین قسم کے شر سے کم نہیں ہوگا

سفاک، سرد مہر، خود غرض اور صلہ رحمی سے عاری اشرافیہ وہ کچھ لٹانے اور غارت کرنے سے بھی باز نہیں آتی جو عوام کی چھوٹی موٹی ریلیف کا باعث بن سکتا ہے

جتنی زیادہ توقعات...... اتنی ہی زیادہ مایوسی اور جتنی زیادہ مایوسی...... اتنا ہی خوفناک ردِ عمل

عوام کے خلاف بھوک، بیروزگاری، مہنگائی، دہشت گردی کے جو ریفرنس دائر کیے گئے ہیں......عوام اُن سے بری ہوتے دکھائی نہیں دیتے اور عوام کے ساتھ کسی مفاہمتی آرڈی نینس کا دُور دُور تک کوئی امکان بھی نہیں کیونکہ عوام کی کوئی ''نیوسینس ویلیو'' نہیں

سابقہ اور آئندہ مہنگائی میں یہ فرق ضرور ہوگا کہ ''سابقہ مہنگائی''...... ''آمرانہ مہنگائی'' اور آئندہ مہنگائی...... ''منتخب مہنگائی'' ہوگی

حکمرانوں کو تو ووٹ مل گئے، عوام کو کیا ملے گا؟

دن، ہفتے مہینے یا سال مقدس، غیر مقدس، مبارک نامبارک نہیں ہوتے......منانے والوں کے رویئے اور اعمال انہیں مقدس، غیر مقدس، مبارک یا نامبارک بنادیتے ہیں

اُترتے سورج میں بھی بہت تپش ہوگئی ہے

وقت ہمیشہ سچ لکھتا ہے اور جب لکھے گا تو حقائق اور تاریخ اس کے ہمراہ ہوں گے

زراعت سے لے کر ضمیر تک اِک ایسا تہہ در تہہ کثیر الجہتی بحران ہے جس کا کہیں کوئی انت دکھائی نہیں دیتا

رشتہ داری اور آپسی گٹھ جوڑ کی تسبیح گھمانے سے حکومت مل بھی جائے تو بھٹو جیسی حکمرانی کہاں نصیب ہوگی جو قبر سے بھی حکومت کرتی ہے

گرہن صرف چاند یا سورج کو لگتا ہے، ستاروں کو نہیں

ہماری خود کفالت صرف خودکش بمباروں تک محدود ہے......ہم بدامنی، کنفیوژن، غیر یقینی پن، مہنگائی وغیرہ کے علاوہ نہ کچھ پروڈیوس کر رہے ہیں نہ مینوفیکچر اور بدقسمتی سے دنیا کا کوئی ایک ملک بھی ان ''مصنوعات'' اور ''اجناس'' کو امپورٹ کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا

جوارئیے کچھ اور ہوں نہ ہوں......ستم ظریف بہت ہوتے ہیں کہ لوگوں کی جان پر بنی ہوتی ہے اور یہ ہر رشتے، وابستگی سے بے نیاز ہو کر اپنے داؤ اور بازیاں کھیل رہے ہوتے ہیں

ملکوں کا مستقبل ایٹم بموں سے نہیں اعلیٰ تعلیمی اداروں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے

سبحان اللہ! یہاں نہ آٹا نہ امن نہ انصاف لیکن ہر سطح پر ''انتظامیہ'' موجود ہے

اللہ ہی اس ملک کے عوام کو اس کی ''انتظامیہ'' سے محفوظ رکھے تو رکھے لیکن ''یہ اللہ رکھے'' اور ''اللہ دِتے'' ''انتظامیہ'' ایسی بلا سے بچتے دکھائی نہیں دیتے

یہاں کسی کا ''تارا مسیح'' اور کسی کا ''طیارہ مسیح''

قوم اس وقت جس ''سنہری دور'' سے گزر رہی ہے وہ بہت ہی آرام دہ اور آسان وقت ہے یہ ''آسان وقت'' ہے تو ''مشکل وقت'' کونسا ہوگا؟

سیانے کہتے ہیں کہ لڑائی کے بعد یاد آنے والا مکا یا تھپڑ اپنے منہ پر مارنا چاہیے......قوم آج

کل اِسی نیم کلاسیکی موسیقی میں مصروف ہے کہ خود اپنے منہ پر مُکے اور تھپڑ مارنے سے جو موسیقی پیدا ہوتی ہے وہ تان سین اور بیجو باورا سے لیکر بتھیوون جیسے موسیقاروں کے بس سے بھی باہر ہے

ادارے اور افراد سرکاری ہوں یا پرائیویٹ، عوام ان سب کی ''مرغوب ترین غذا'' ہیں

ہمارے ہاں حکمران عوام کو ذبح کیے بغیر ہی ان کی کھال اُتارنے کے درپے ہیں

جہاں معاملات اداروں کی بجائے شخصیات کے گرد گھوم رہے ہوں وہاں کا اللہ ہی حافظ ہوتا ہے

جانشینی جیسے گھمبیر مسئلہ کا ایک دیرینہ، آزمودہ اور تاریخی حل تو یہ ہے کہ اُسے دعویداروں کی طاقت اور ذہانت پر چھوڑ دیا جائے کہ جو بہتر ہوگا وہ خود سنبھال لے گا لیکن اس پراسیس میں شکست وریخت بہت ہوتی ہے

نام تبدیل کیے جاسکتے ہیں لیکن ذات اور تاریخ نہیں...... شجرے اور قربانیاں نہیں......

ایٹم بم اور گلے میں پڑے ہوئے ڈھول کے درمیان فاصلہ کم ہوتا جارہا ہے

ہمارے ہاں لال نوٹ پر سو روپے والے وعدے کی حیثیت اور اوقات کیا ہے؟ ...... مٹھی بھر دال

ہمیں ایٹم بم سے کہیں زیادہ خطرہ اپنی بے تحاشہ بڑھتی ہوئی آبادی سے ہے

حقیقی مسائل کی طرف شاید اس لیے توجہ نہیں کہ ان میں کوئی چسکا ہے نہ سنسنی خیزی لیکن سچ یہی کہ سچائی کہیں اور ہے...... حقیقت یہی کہ حقیقت کہیں اور ہے

ہمارے ہاں بنیادی انسانی حقوق، سیاسی شعور، اور تہذیبوں کے تصادم جیسے مسائل کا ذکر سن کر ہنسی آتی ہے

یہاں ڈیڑھ دو لاکھ عوام قتلِ عام کی بھینٹ چڑھ بھی جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ لیکن شاید سیاست اِس سے بھی کہیں زیادہ سفاک، خونخوار اور بے رحم ہوتی ہے

انتہاپسندی کے آسیب سے چھٹکارہ کے لیے سچ مچ کی ''قومی مفاہمت'' کی ضرورت ہے

قوموں کو کمزوری نہیں کنفیوژن زیادہ مرواتی ہے

''ہم زندہ قوم ہیں''...... سرے پیلس سے لیکر ہیروں کے اس بدنام زمانہ بیش قیمت ہار تک ہر قدم پر ہماری ''زندگی'' کے ثبوت موجود ہیں۔ جن میں ''پاناما'' بھی شامل ہے

عوام اِک ایسا شکار ہیں جن کے نہ زخم ختم ہوتے ہیں نہ زندگی، انہیں مرنے کی اجازت بھی نہیں کہ یہ بالکل ہی ختم ہوگئے تو حکومت کس پر کریں گے؟ یہی وجہ ہے کہ کبھی سبسڈیوں کی بھیک دے کر اور کبھی یوٹیلیٹی سٹورز کی تعداد میں اضافہ کر کے انہیں زندہ رکھا جاتا ہے

ہمارے حکمران اپنی بقاء کے لیے ہر ناممکن کو ممکن کر سکتے ہیں، پتھروں میں سے پانی نچوڑ سکتے ہیں، سفید کو سیاہ، کوّے کو راج ہنس اور گدھے کو زیبرا ثابت کر سکتے ہیں لیکن عوام کے لیے......ان کے دامن میں بے دردی کے سوا اور کچھ بھی نہیں

المیوں کا المیہ بلکہ اصل المیہ ہے کہ اس ملک کی نام نہاد اشرافیہ ہی عوام کا بے رحمانہ استحصال اور اہانت نہیں کر رہی بلکہ اس ملک کے عوام بھی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ایک دوسرے کی شہ رگوں میں دانت اور پنجے پیوست کیے ہوئے ہیں

مسلم لیگ ن اور پیپلز پارٹی ایک ہی کھوٹے سکے کے دو رُخ ہیں یعنی دونوں ایک ہیں اور ان کا ''ایکا'' عوام کے خلاف ہے اور آپس میں جھگڑا ''حصہ بقدر جثہ'' کے باعث ہوتا ہے

قوم بالکل ویسی ہی ہے جیسے حاکم ان پر مسلط کیے جاتے رہے، اب بھی مسلط ہیں اور آئندہ بھی مسلط رہیں گے

آج عالمِ اسلام کا حال کیا ہے؟ گلوبل مارکیٹ میں ان کا بھاؤ کیا ہے؟ عالمی گاؤں کے ترازو میں ان کا وزن کتنا ہے؟ اقوامِ عالم میں ان کی اہمیت اور عزت کتنی ہے؟ کیا پھر بھی یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ہم جو کر رہے ہیں وہ غلط ہے

فلم بھی کھیل ہے اور سیاست بھی کھیل سے کم نہیں...... دونوں دھندوں میں ہیرو، ولن، ایکسٹراز اور مسخرے موجود ہوتے ہیں

کھیل تو کھیل ہی ہوتا ہے۔ کھلاڑی کا میدان میں رہنا ضروری ہے۔۔۔ کبھی چھکا لگ گیا تو

تالیاں، زیرو پر آؤٹ ہو گئے تو گالیاں

زندگی میں مقدر کا مُکا ہی فیصلہ کُن ہوتا ہے

ہماری ''بازارو'' سیاست میں عزت کی ٹوپی سر سے گر چکی ہے

ہمارے سیاستدانوں کی ٹانگیں چاہے قبر میں ہوں...... ان کے ہاتھ سرکاری خزانے میں ہونے چاہئیں

''بھریا میلہ'' چھوڑنے کے لیے بہت بھرا ہوا آدمی چاہیے...... یہ کھوکھلے لوگوں کا کام نہیں

عوام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ختم ہوتے رہنے کے باوجود ختم نہیں ہوتے

''خواص'' کو خدا ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے کہ پاکستان کی ساری شان اور رونق صرف انہی کے دم سے ہے انہی کی وجہ سے پوش آبادیاں آباد، بیش قیمت کاریں رواں دواں، شاپنگ مالز اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں گہما گہمی ہے اور یہی وہ خوش بخت لوگ ہیں جنہوں نے پورے ملکی وسائل کا ''بوجھ'' اپنے خناس بھرے خالی سروں پر اٹھا رکھا ہے

بھرے ہوئے قومی خزانے کا عوام کو اتنا فائدہ اور آرام تو ضرور پہنچ رہا ہے کہ ان کے مرتے ہی ان کے ورثا کو معقول معاوضہ فوری طور پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ کیسا انوکھا اور زبردست نظام ہے کہ بے روزگار بھی بے موت مرتے ہی برسرِ روزگار قرار پاتا ہے

پاکستانی عوام تو ہاتھیوں کو بھی مات دیئے جاتے ہیں کہ وہ عام آدمی جو جیتے جی ٹکے کا نہیں ہوتا، مرتے ہی سوا لاکھ نہیں بلکہ ایک ہی جست میں پورے پانچ لاکھ کا ہو جاتا ہے

جہاں خود محافظوں کو اپنی حفاظت کی پڑ جائے وہاں عوام کس شمارِ قطار میں؟

عوام کی حالت کا اندازہ اس بات سے نہ لگائیں کہ کتنے موبائل فون بِکے ......عوام کی حقیقی اقتصادی حالت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ہر روز کتنے موبائل فون گن پوائنٹ پر چھینے جا رہے ہیں

ہماری ''بھنبھل بھوسہ گورنمنٹ''، جس میں سکیورٹی دینے والے خود سکیور نہیں...... انصاف دینے والوں کو خود انصاف مانگنا پڑتا ہے

''قائدین'' کا ایک ہجوم ہے جو جمہوریت کے لیے عرصہ دراز سے تن، من، دھن، کی بازی لگائے ہوئے ہیں لیکن جمہوریت کا جوڑ جوڑ دکھ رہا ہے اور انجر پنجر بھی شکست و ریخت کا شکار ہے

جائیدادوں کی مانند اپنی اگلی نسلوں کو ''پارٹیاں''، منتقل کرنے والے جمہوریت باز ''جمہور'' کو شرمندگی در شرمندگی، ندامت در ندامت اور خجالت در خجالت کے سوا دے بھی کیا سکتے ہیں؟

بیچارے پاکستانیوں کو دو قومی نظریہ سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہوگا لیکن اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ ان کے لیے دو وقت کی روٹی کے نظریہ پر بھی ''نظریہ ضرورت'' کے تحت غور کیا جائے

انصاف اور میرٹ کی حکمرانی کے بغیر تو 5 مرلے کا گھر نہیں چلتا، یہ پورا ملک چلانے کے چکر میں ہیں

ہمارے ہاں ''آپریشن زیرو ٹالرنس'' جاری ہے

سیاسی حکمران ''مقبول'' تو رہے ہیں، مضبوط کبھی نہیں رہے، فوجی حکمران ''مضبوط'' تو رہے لیکن مقبول کبھی نہیں رہے

جس اپوزیشن میں اتنے کریک ہوں اس پر کریک ڈاؤن کسی کریک کا کارنامہ ہی سمجھا جائے گا یا پھر یہی سچائی باقی بچتی ہے کہ حکومت بدترین قسم کے عدم تحفظ کا شکار ہے

قائداعظم محمد علی جناح نے ایسی جمہوریت کا خواب نہیں دیکھا تھا جس کا عذاب آج کل پوری قوم بھگت رہی ہے

ملکی خزانہ بے شک بھرا ہوا ہو لیکن ہر طرف سے پیٹ اور پلیٹ خالی ہونے کی خبریں ہی آ رہی ہیں

میڈیا کی آزادی کے پیچھے اہل قلم کی قربانیوں کے علاوہ کسی اور کا کوئی رول ہے تو وہ ''گلوبل ٹرینڈز'' ہیں جنہیں روکنے کا کوئی تصور نہیں کر سکتا

جو کام رسمی تعلیم عشروں میں کرتی ہے، میڈیا کی آزادی اُسے چند سالوں میں سرانجام دے سکتی ہے

حکومتی کل پرزے میڈیا کی آزادی کا پھٹا ہوا ڈھول پیٹتے وقت ذہن میں رکھیں کہ کم از کم اہل میڈیا ان کی ''مہربانی'' کی اصل اوقات سے بخوبی واقف ہیں

حکومت بیک وقت قلم، کیمرہ اور کالے کوٹ کے ساتھ پیچ ڈال کر ''منہ کالا تحریک'' کو تیز تر کرنا چاہتی ہے تو اسے کون روک سکتا ہے؟

اگر قوم ہوش میں آجائے تو حکمرانوں کو بھی ہوشیار و خبردار رہنا پڑتا ہے اور اس کے بعد ہی سب مل جل کر ہنسی خوشی رہ سکتے ہیں

عجیب حکمران ہیں جو اپنا کام چھوڑ کر حکمرانی کے شوق میں مبتلا ہیں

بالآخر اس ملک کو اپنے اصل مالکان یعنی عوام کے پاس ہی جانا ہے اور جب تک ایسا نہیں ہوتا تب تک اِس ملک کو سکھ چین، قرار اور شانتی نصیب نہیں ہوگی

حکومت نے تو باقاعدہ ''قومی مفاہمت آرڈی نینس'' جاری کرکے اسے ''قانونی'' طور پر تسلیم کرلیا ہے......اب محاورے والے حمام میں تمام ننگے بیش قیمت ملبوسات میں دکھائی دیں گے اور قوم کو آرڈی نینس کے مسودہ سے ستر پوشی کرنا ہوگا

ہمارا سیاسی میٹریل نجانے کس قسم کا ہے کہ ان پر کسی ذلت، رسوائی، بے عزتی، توہین اور تذلیل کا کوئی اثر نہیں ہوتا

عوام کسی حکمران کا ایشو نہیں کہ ان حشرات الارض کے لیے تو زبانی جمع خرچ، رومانی

اعلانات، ہیجانی قسم کے نعرے ہی بہت کافی ہیں

جمہوریت کے سر پر جوتوں اور منہ پر تھپڑوں کو دیکھنے کا اک اور زاویہ یہ بھی ہے کہ اقتدار کے دنوں میں اپنے اعمال اور الفاظ کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے کیونکہ اقتدار پیشہ ور طوائف سے بھی زیادہ بے وفا اور بے اعتبار شے ہے

یہ سبق یاد رکھیں کہ سر اور جوتے......منہ اور تھپڑ میں کچھ زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا

جلاوطنیاں، ٹھوکریں، مقدمے، جیلیں، ہتھکڑیاں بھگتنے والے ''برا وقت'' یاد رکھیں گے تو ''اچھا وقت'' بھی اچھے طریقے سے گزار سکیں گے ورنہ بھاری بوٹوں کے نیچے سے نکل کر سویلین جوتوں تک پہنچنے والی جمہوریت پھر کسی ''فل بوٹ'' کے نیچے آسکتی ہے

ایٹم بم کی بھی نج کاری کر دینی چاہیے جو دشمنوں سے زیادہ خود ہمارے لیے خطرہ بن چکا ہے

Nation کو "National Reconcilliation" مبارک ہو لیکن اس میں Nation کہاں ہے؟

یہاں تو ہر کسی نے اپنا ذاتی اکاؤنٹ ''سیٹل'' کرنے کو ہی سیاست سمجھ لیا ہے

جس معاشرے سے ریزن، لاجک، ریشنیل جیسی خوبصورتیاں اُٹھ جائیں وہاں پاگل پن عام ہو جاتا ہے

کچھ کو ''سیاسی شودر'' بنا کر اگر کچھ لوگ ''سیاسی برہمن'' بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں تو یقین جانئے اس کی تعبیر بہت بھیانک ہوگی

یہاں تو چھاج کیا چھلنیاں بھی ایک دوسرے کو طعنے دینے سے باز نہیں آتیں...... یہ سیاستدانوں سے زیادہ ''سوکنیں'' لگتی ہیں

اگر فیصلے سڑکوں پر ہم نے خود ہی کرنے ہیں تو کون سی عدلیہ؟ کہاں کی پارلیمنٹ؟ کیسی پولیس؟ اتنے مہنگے شوق پالنے کی ہمیں ضرورت ہی کیا ہے؟

ہمارے موجودہ رویوں کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں...... ہم خود ہی اپنے خونخوار ترین دشمن ہیں اور سارا معاشرہ مختلف حوالوں سے اجتماعی خودکشی پر تُلا ہوا ہے

پوری قوم آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھ کر پکنک منا رہی ہے

آج کل کی لڑکیاں اپنی آواز کے حوالے سے نہیں اپنے لباس اور انداز کے باعث ''سُریلی'' ہوتی ہیں

آٹے نے تو فراٹے بھرنے شروع کر دیئے ہیں اور اس پر قابو پانے کے لیے عوام سے تین سال تو کیا تین وقت کی مہلت بھی نہیں مانگی جاسکتی

وہ زمانے گئے جب پرنٹ شرطیہ نئے ہوتے تھے، آج کل تو ''بلیک اینڈ وائٹ'' کو رنگین بنا کر پیش کیا جاتا ہے

سچا لیڈر بنیادی طور پر ''ٹیچر'' ہوتا ہے جو اپنے عوام کو ایجوکیٹ کرتا ہے

ہمارے بیشتر سیاسی قائدین نے زندگی میں ''چیک'' لکھنے کے علاوہ اور کچھ نہیں لکھا

عالم اسلام کو رسوائی اور پسپائی کا سامنا صرف اس لیے ہے کہ وہ قیادت کے قحط میں مبتلا ہے

موت یک چہرہ چیز ہے جبکہ زندگی کے چہروں کا شمار ممکن ہی نہیں

موت تو خواہ مخواہ بدنام ہے کیونکہ اصل ظالم تو زندگی ہے جس کے مظالم کی فہرست کسی سُپر کمپیوٹر کو بھی دیں تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ جائے

جو تاریخ کو مسخ کرتے ہیں...... تاریخ انہیں اس بُری طرح مسخ کر دیتی ہے کہ وقت کے آئینے میں وہ خود اپنی شکل بھی نہیں پہچان سکتے

ہر غیر معمولی آدمی خواہ منفی ہو یا مثبت اس میں اس طرح کا پوٹینشل موجود ہوتا ہے کہ کسی بھی وقت اپنی صلاحیتوں کے استعمال کا پرانا طریقہ ترک کر کے بالکل ہی کسی اور ڈائریکشن میں جا نکلے

ہمارے سیاستدان آج تک یہ بھی نہیں سمجھ پائے ''ڈیلیوری'' اور ''ابارشن'' میں کیا فرق ہوتا ہے

ہمارے سیاستدان ووٹ لے کر نہیں ''لوٹ'' کر اقتدار میں آتے ہیں

شہید کبھی مرتا نہیں اور...... غازی کبھی ریٹائرڈ نہیں ہوتا

جنگل کے آئین وقوانین نہ کبھی تحلیل ہوتے ہیں نہ معطل اور کبھی کوئی ان میں ترمیم کر سکا

چراغ ہی بجھنے سے پہلے نہیں بھڑکتا...... شکار بھی دم توڑنے سے پہلے پھڑکتا ہے

کیا ماضی کے طاقتور جرنیلوں کی معافی کسی محفوظ مستقبل کی ضمانت بن سکتی ہے

دولتیاں جھاڑنے میں مصروف خچر ایک انچ کا سفر بھی نہیں کر سکتا

تجربے کے ساتھ ایک خاص قسم کی تخلیقی تازگی نہ ہو تو وہ باسی ہو کر سٹرانڈ چھوڑنے لگتا ہے

ہر سینئر بیوروکریٹ کا نام نہاد ''تجربہ'' ہوتا صرف دو چار سال کا ہی ہے جسے وہ اپنی ریٹائرمنٹ تک مختلف انداز میں ''ری پیٹ'' کرتا رہتا ہے

''سائل''...... ''فدوی'' اور ''العرضے'' جیسے مکروہ ترین لفظوں پر بھی غور فرمانا ضروری ہے

حکمران کرسیوں پر نہیں ''فائلوں'' اور فیصلوں پر بیٹھے ہیں تاکہ عوام کو بلیک میل کر کے زیادہ سے زیادہ حرام کھا سکیں

ساتھی بھی سفر پر اثر انداز ہوتا ہے

قبر کتنی ہی عالیشان کیوں نہ ہو...... اندر تو مردہ ہی ہوتا ہے

افراد ہوں یا اقوام...... تخلیق کا مادہ ختم ہو جائے تو تذلیل وتوہین کا شیطانی چکر شروع ہو جاتا ہے جسے وعظوں، بھاشنوں اور نصیحتوں سے روکنا ممکن نہیں ہوتا

ہر کسی کا اپنا اپنا سچ ہے جو اُس کی فکری سطح کے مطابق ہوتا ہے

''کامیاب'' اور ''ناکام'' معاشروں میں اصل فرق رویوں اور برتاؤ کا ہوتا ہے

انقلاب کی علامتوں کی آنکھوں پر مخصوص ومحدود ''حصولِ ثواب'' کی پٹی باندھ کر تاریخ کی بند گلی میں دھکیل دیا گیا ہے

ڈالر حقیقی ڈراکیولا ہے

ظالم اور مظلوم کا ''ملاپ'' ہی ظلم کو جنم دیتا ہے

مال ہو تو ''معافی'' بھی خریدی جا سکتی ہے

عورت کا خاوند مرد اور مرد کا خاوند قرض خواہ ہے

بدحالی اور بدی سگی بہنوں کی مانند ہیں

عزت کا دشمن ہے سوال کرنا...... عقل کا دشمن ہے غصہ...... ایمان کا دشمن جھوٹ اور انصاف کا بدترین دشمن ہے افلاس

زندگی میں تین حالتیں سنگین ترین ہیں اوّل خوفِ مرگ، دوم شدتِ مرض، اور سوئم ذلتِ قرض

نظر تب تک پاک جب تک اٹھائی نہ جائے اور ہاتھ اُس وقت تک مضبوط جب تک پھیلائے نہ جائیں

راگ میں آگ	2/3
بشر میں شر	2/3
زور میں زر	2/3
نڈر میں ڈر	2/3
100 کے عدد میں صفر	2/3
فخر میں خر	2/3
صبر میں بر	2/3

اصل میں المیہ یہ نہیں کہ بدی کی بربریت اپنے عروج پر ہے اصل المیہ تو یہ ہے کہ اچھائی خاموش ہے

اگر شکاری قابو میں نہیں آ رہے تو ''شکار'' کو ہی محفوظ کر لو

پاکستان میں انسانوں کی بھاری ترین اکثریت کے پاس حیران ہونے کے لیے نہ وقت ہے نہ بخت نہ رخت کہ جن بیچاروں کو روٹی کے چکر سے ہی فرصت نہ ہو، جن کا توا، پرات اوندھا پڑا ہو وہ کائنات پر غور کیسے کریں گے؟ چولہے بجھے ہوں تو اندر کے چراغ روشن نہیں ہوتے

ہمارے معاشرے اور ماحول میں پیدا ہونے والا بچہ پیدا ہوتے ہی مہذب دنیا کے ممالک میں پیدا ہونے والے بچے کے مقابلہ پر زندگی کی پونی بازی ہار چکا ہوتا ہے

ہماری سیاست میں جو جتنا ہردلعزیز ہے وہ اتنا ہی غلیظ ہے

ہمارے ہاں اتنی آسانی سے تو بچے کا نام سکول سے خارج نہیں ہوتا جتنی آسانی سے کچھ لوگ دوسروں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں

وصال کا ایک بوسہ، ہجر کے ہزار سال پہ بھاری ہے

خواب بھری ایک رات، ہزاروں بے خواب راتوں پر بھاری ہے

میں جدائی کی قیمت چکا سکتا ہوں، ملن کی نہیں

جس طرح پانی زمین کے سب گڑھے بھر دیتا ہے اسی طرح دولت افراد اور اقوام کے بہت سے عیب ڈھک دیتی ہے

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم مجرم یا خود ساختہ مجاہد پیدا کرتی ہے

ہیرا ہر چیز میں سے گزر سکتا ہے...... پتھر میں سے بھی

اشرفی والا ہی اشراف ہے

خالی تھیلا سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا یہی حال خالی جیب والے انسان کا ہوتا ہے...... اور قوم کا بھی

چاندی نرم دھات ہے، لیکن لوہے میں سوراخ کر سکتی ہے

دولت مند بیوہ کا آدھا سہاگ سلامت رہتا ہے

پیٹ سر کا فاتح ہوتا ہے

زور میں دو بٹا تین تو زر ہے، ''زرداری'' کا حساب خود لگالیں

افلاس آزادی کا ایسا قاتل ہے جسے سزائے موت بھی نہیں سنائی جاسکتی ہے

جس کے پیٹ میں روٹی، تن پر کپڑا اور سر پر چھت نہیں اس کا ہونا نہ ہونا ایک سا سمجھو

روزی کے بغیر تو روزہ بھی ناممکن ہے

مکھی کے شہد اور مکڑی کے زہر میں اصل فرق کیا ہے؟

بھکاریوں کے کوئی بجٹ نہیں ہوتے

کفن میں جیب ہو نہ ہو کچھ لوگوں کی قبروں کے ساتھ جیب ضرور ہوتی ہے (اسی لیے مجاوروں اور مخدوموں کی موج ہوتی ہے)

صرف مردے کی ضروریات نہیں ہوتیں

غیر ضروری چیزوں کا خریدار بالآخر ضروری چیزوں کی فروخت پر مجبور ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اسے ''پرائیوٹائزیشن'' بھی کہتے ہیں

زرد اور سفید دراصل سیاہ دن کی تیاری ہے، زرد سونا سفید چاندی

بدحالی اور بدمعاشی آپس میں فرسٹ کزن ہیں

سرمایہ بہترین خادم اور بدترین آقا ہوتا ہے

قرض اور قفس میں کوئی فرق نہیں

کفایت دوراندیشی کی بیٹی، پرہیزگاری کی بہن اور آزادی کی ماں ہوتی ہے لیکن یہ بات عیاش اور اسراف زدہ حکمرانوں کو سمجھ نہیں آتی

سونے کی چابی سے سارے تالے کھولے جاسکتے ہیں

تیشہ بنو نہ رندہ......ممکن ہو تو آرہ بنو

بہت ہی چھوٹا سوراخ بہت ہی بڑے جہاز کو ڈبو دیتا ہے

اُس نے کرنسی نوٹ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا......تو جب تک جائے گا نہیں تیرا فائدہ مجھ تک آئے گا نہیں

جس گھر میں آمدنی سے زیادہ خرچ ہو وہ ایسے خاندان کی مانند ہے جہاں اموات، پیدائش سے زیادہ ہوں

دریا بھی سمندر میں ہی گرتے ہیں، زیادہ پیسہ تھوڑے کو کھینچتا ہے

وہ وقت دور نہیں جب مال، موت سے مکالمہ میں مصروف دکھائی دے گا

زر نہ ہو تو زکوۃ کیسی؟

حج کے لیے نیت کے بعد نقدی درکار ہے

فوج کی طاقت کے پیچھے بھی صرف دولت ہوتی ہے

کفایت شعاری اور بخل میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کسی جینیئس اور پاگل میں ہوتا ہے

جاگیرداروں اور صنعت کاروں کے زیر سایہ وسرپرستی تیار ہونے والے بجٹ ''عوام دوست'' ہو ہی نہیں سکتے اس لیے اس سوال پر بیوقوف ہی بحث کر سکتے ہیں

سفید رنگ کی خوبصورت ترین کپاس اُگانے والے قطعہ اراضی سے اُسی سائز کا وہ ویران قطعہ اراضی کہیں زیادہ بیش قیمت ہے جس کے اندر عمدہ کالا کوئلہ چھپا ہو

کبھی دولت کا تعلق دل اور دلیری کے ساتھ اب دماغ کے ساتھ ہے ورنہ بل گیٹس بغیر کسی ملک اور فوج کے بدمعاش بادشاہوں اور بدقماش حکمرانوں سے زیادہ دولت مند نہ ہوسکتا

پاکستان کو مقبول کی بجائے مخلص لیڈر مل جائے تو یہ مقروض ملک معاشی جن میں تبدیل ہوسکتا ہے لیکن ایسا ہوگا نہیں کیونکہ غیور و باشعور عوام ایسا ہونے نہیں دیں گے

پیسے سے قیمتی ترین عینک خریدی جاسکتی ہے وژن نہیں، قیمتی تاج خریدا جاسکتا ہے عقل نہیں، خوراک خریدی جاسکتی ہے ہاضمہ نہیں، منقش طلائی پلنگ خریدا جاسکتا ہے نیند نہیں، جسم خریدا جاسکتا ہے محبت نہیں، کتابیں خرید سکتے ہیں اُن کا فہم اور Application نہیں، مہنگی ترین دوائیں خرید سکتے ہیں، صحت نہیں، مکان خرید سکتے ہیں گھر نہیں، ساز خرید سکتے ہیں آواز نہیں، منصب حاصل کر سکتے ہیں عزت نہیں

یہ زندگی عجب گورکھ دھندہ ہے کیسے کیسے لوگ راکھ ہو جاتے ہیں، خواب بن جاتے ہیں خاک

ہو جاتے ہیں

انسانوں کی افتادِ طبع اُن کا ڈیزائن ڈیفیکٹ ہوتی ہے

بحیثیت قوم ہماری حالت اس شخص جیسی ہے جو سر پر توڑی (بھوسے) کی بہت بڑی گٹھڑی اٹھائے جا رہا تھا کہ وہ گٹھڑی اچانک کھل گئی اور ساتھ ہی تیز آندھی نے بھی اُسے آلیا

ریل، جہاز، کشتی کی سواریاں ایک بار بچھڑ جائیں تو پھر کبھی اکٹھی نہیں ہوتیں

پانی زندگی ہے تو پھر ہمارے لیے زندگی بھی موت کی علامت کیوں؟

ایک دوسرے پر سلامتی (السلام علیکم) بھیجنے کی جتنی پریکٹس پاکستان میں ہوتی ہے اتنی شاید کرۂ ارض پر کسی اور ملک میں نہ ہوتی ہو لیکن کیا وجہ ہے کہ جسمانی سلامتی سے لیکر اقتصادی سلامتی تک ......انفرادی سلامتی سے لیکر اجتماعی سلامتی تک ہماری کوئی سلامتی بھی سلامت نہیں

کرپشن کے حوالے سے جس کا منہ یا جبڑا جتنا بڑا ہے اُس کا ''چک'' بھی اتنا ہی بڑا ہے یہ حصہ بقدرِ جثہ والی بات ہے کہ کرپشن ہمارا کلچر بلکہ قومی کریکٹر بن چکی صدر سے لیکر پٹواری تک اس حمام میں ''سارے سیاہ پوش'' ہیں

انسان کی یادداشت بھی محدود ہے لیکن اُس نے بالکل ناجائز طور پر لامحدود یادداشت والی مشین یعنی کمپیوٹر بنا ڈالا تو یہ بھی خلاف فطرت نہیں تو اور کیا ہے؟

مغرب میں نافذ زیادہ تر قوانین اسلامی ہی نہیں بلکہ ان تمام تر قوانین پر ''عملدرآمد'' کی رفتار اور انداز بھی عین اسلامی ہے

مہذب قوموں کے جینیئس مفکر، عالم اور سائنسدان ''مصنوعی حیات'' تک جا پہنچے ''کلوننگ'' کے بارے میں غور و فکر جاری ہے جبکہ ہم جیسے لوگوں کے فکری افلاس کا یہ عالم ہے کہ کامن سینس کا استعمال بھی محال بلکہ ناممکن دکھائی دیتا ہے

جنہیں فکر و تدبّر کا حکم ملا، جنہیں کائنات کے اسرار و رموز پر سوچ و بچار کی ہدایت کی گئی اور جنہیں تسخیر و تحصیل کائنات کی طرف بلایا گیا وہ کن دلدلوں میں دھنسے ہوئے ہیں اور آئندہ نسلوں کو بھی ان میں گھسیٹ لینا چاہتے ہیں

مہذب دنیا کا شیطان شہری بھی توقع رکھتا ہے اس کی قیادت فرشتوں جیسی اور ہر اعتبار سے بے داغ ہو جبکہ ہمارے ہاں اس مکروہ محاورے نے اب تک ہماری جان نہیں چھوڑی کہ ''چور اُچکا چوہدری اور غنڈی رن پردھان''

وہاں کسی کو "Son of A Bitch" کہہ لیں تو شاید نظر انداز کر دے، کسی کو ''جھوٹا'' کہہ کر دیکھیں وہ مرنے مارنے پر تُل جائے گا

وہ ''خنزیر'' کھاتے ہیں ''حرام'' نہیں جبکہ ہم خنزیر تو نہیں کھاتے لیکن اُوپر سے لیکر نیچے تک حرام ہمارا کلچر بن چکا ہے

یہ جمہوریئے عوام سے دو باتوں کا بھیانک انتقام لے رہے ہیں

اوّل: انہوں نے ہمیں ووٹ کیوں دیئے
دوم: انہوں نے ہمیں ووٹ کیوں نہیں دیئے

جن کے ہاتھ پھیلے ہوئے ہوں اُن کے سر اُونچے نہیں ہو سکتے

کون لوگ ہمیں اس پاتال میں پٹخ چکے ہیں قرض کی قسط ادا کرنے کے لیے بھی قرض مانگنا پڑتا ہے اور وہ کون لوگ ہیں جو ان کی نظروں میں باعزت ہونے کی آرزو کرتے ہیں جن کی بھیک اور مدد امداد یا قرض پر پل رہے ہوتے ہیں

یہاں انا کی جنگ ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہی دستاریں بہت ہیں لیکن اندر سروں کا وجود نہیں اور اگر کہیں سر موجود ہے تو وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری اور اگر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی موجود ہے تو وہ صرف اپنی ذات تک محدود ہے

کیسا وقت آ گیا کہ موت سے نہیں زندگی سے خوف آتا ہے

اُس ''شکارگاہ'' سے کوئی کیا لے جائے گا جہاں کا ''میر شکار'' ہی ملک الموت ہے

یہ دنیا تو خود ایک پُل ہے اور پُلوں پر گھر بنانے والے احمقوں کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟

دنیا کو عشرت کدہ سمجھنے والو یہ تمہارا ماتم کدہ اور ماتمی بھی ایسے جو چند دنوں، ہفتوں، مہینوں کے اندر اندر ہمیں بھول بھال کر نارمل زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ مرنے والوں کے ساتھ کوئی نہیں مرتا

یہ دنیا صرف انہیں یاد کرتی ہے جو کچھ دے کے جاتے ہیں، لے کر تو جا نہیں سکتے تو دے کر جانے کی کوشش کرو کہ دینا بھی تو اُسی میں سے ہوتا ہے جو مالک نے دیا ہو

دنیا زندوں کی نہیں ان کے بعد آنے والوں کی ہوتی ہے بلکہ ان کی بھی نہیں ہوتی، یہ کسی کی بھی نہیں ہوتی

دنیا عقوبت خانہ ہے تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ عقوبت خانوں کی دیواریں سادہ ہیں یا ان پر نقش و نگار بنے ہیں؟ اس کے فرش کرخت پتھریلے ہیں یا سنگِ مرمر کے؟

یہ دنیا بہتے ہوئے پانی میں عکس کے سوا کچھ بھی نہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اس عظیم امتحان گاہ میں اپنا حصہ نہ ڈالے

یہ جمہوریت مجھے تنہائی میں مل جائے تو طمانچہ مار مار کر اس کا حرام کھا کھا کے سوجا ہوا منہ مزید پھلا دوں اس کے ساتھ تھانہ کلچر کروں اسے منجی لگاؤں اور اس کی شلوار میں بھوکے چوہے چھوڑ دوں کہ اس نے جمہور کا جینا تو کیا مرنا بھی عذاب کر دیا

ہمارے ہاں کی جمہوریت بھی کیا ہے جس میں اصلی ڈگریوں والے جوتے چٹخاتے خاک چاٹتے چاٹتے پھرتے ہیں اور جعلی ڈگریوں والے ''ہے جمالو'' کی دھن پر مقدس ایوان کے ڈانسنگ فلور پر دھمالیں ڈال رہے ہیں

ہماری جمہوریت ہو یا آمریت دونوں ہی ناخالص اور ملاوٹ شدہ ہونے کے باعث اس قوم کی اجتماعی صحت کے لیے انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہیں

چور...... چوروں کی طرف انگلیاں اُٹھاتے ہیں، ڈکیت ڈکیتوں سے ریکوری کی بات کرتے ہیں، چھاج اور چھلنیاں آپس میں اُلجھی ہوئی ہیں......ملک اور عوام چھدو چھید......

یہاں سرتا پا جھوٹ کا کاروبار ہے جس میں بھیڑیئے کمال ڈھٹائی سے بھیڑوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی اور ہمدردی کے ایسے ایسے بُل ڈاگ قسم کے ڈائیلاگ بولتے ہیں کہ آغا حشر کاشمیری بھی قبر میں کراہتے ہوں گے

حکمران عوام کی بچی کھچی کھال نوچتے اور باقی ماندہ بوٹیاں کھاتے ہیں عوام کے پیٹ خالی جبکہ ان کے پیٹ بھرنے کا نام ہی نہیں لے رہے

صنعتی اور میکانکی انقلاب سے پہلے خیال تھا کہ سب کچھ مذہب سے ممکن ہے پھر یہ احساس جاگا کہ زمین کی خوشیاں آسمانوں سے نہیں ملتیں اور سب کچھ بذریعہ سائنس زمین پر ہی ممکن ہے

اس ملک کا مستقبل اور اس کی عزت اور آسودگی عزیز ہے تو اس ملک اور اس کے عوام کو قاتل اشرافیہ کی قتل گاہوں سے نکالنا اور نکلنا ہوگا اور اس بانجھ، بنجر اور بیدرد اشرافیہ کو عضوِ معطل بنانا ہوگا انہیں کُھل کر کھیلنے سے روکنا ہوگا

سائنس اور ٹیکنالوجی ہمارے عہد اور اس کے بعد کی وہ فیصلہ کُن قوتیں ہیں جو فیصلہ کریں گی کہ کس ملک اور معاشرے نے پست ہونا ہے یا بلند؟......نشیب میں جانا ہے یا فراز اس کا مقدر ہوگا؟......یہ امیر ہوگا یا غریب؟ گداگر ہوگا یا بختاور؟ باعزت ہوگا یا بےعزت؟

کل تک جنہیں ساتھ والے گاؤں کی خبر نہ ہوتی تھی آج وہ پوری دنیا ''لائیو'' دیکھتے ہیں جن کے ''مغلِ اعظم'' کی پیچش لاعلاج تھی آج جینیٹک انجینئرنگ کے معجزوں میں مصروف ہیں

مردہ اشرافیہ کے لیے تاریخ کے ہر دور اور معاشرہ میں ہاتھوں سے کام کرنا باعثِ توہین رہا ہے جبکہ انسانی معاشرہ کہلانے کا حق دار صرف ایک ایسا معاشرہ ہوتا ہے جہاں سر اور ہاتھوں کے ملاپ پر مبنی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہوں

حکمران کہنے کی حد تک تو عوام کو غیور اور باشعور کہتے ہیں لیکن عمل سے پکار پکار کر ثابت کرتے ہیں کہ ان میں نہ غیرت ہے نہ شعور

حکمران مسائل کا حل نہیں بلکہ خود مسئلہ اور مسائل کی جڑ ہیں جو پروٹوکول کے نام پر عوام کو فحش گالی دیتے ہیں......ان کی خدمت کے نام پر ان کی توہین، تذلیل اور ذلت کا باعث بنتے ہیں

یہ ملک گڈ گورننس کا کیس نہیں رہا کہ حالات بگاڑ کی انتہا پر ہیں اور گڈ گورننس وہاں کام آتی ہے جہاں معاملات نارمل ہوں...... پاکستان کو ہر شعبہ، محکمہ اور میدان میں گڈ گورننس نہیں انتہائی قسم کی کریٹیو (Creative) یعنی تخلیقی گورننس کی ضرورت ہے

وہ زمانے لد گئے جب محبوب کو گلاب اور موتیے کے پھول مار کر جگایا جاتا تھا اب محبوب عوام کو مہنگائی کے میزائل اور گرانی کے گملے مار مار کر جگایا جاتا ہے

ہمارے ہاں بجلی کے میگاواٹوں میں اضافہ نہ ہو لیکن سیاسی اُلو باٹوں کی تعداد میں زبردست اضافہ جاری ہے

کسی میں خون کی کمی کا سنتے تو کسی میں پانی کی کمی کا...... لیکن ہماری ہر حکومت میں اخلاق اور احساس کی کمی ہے...... باقی سب کچھ پورا ہے

انہیں ستاروں پر کمند ڈالنے کا کہا گیا لیکن حالات نے عوام کو ''کنڈے'' ڈالنے پر مجبور کر دیا

ہمارے عوام کی عدالت دنیا کی وہ واحد عدالت ہے جس نے ہمیشہ خود اپنے خلاف فیصلے کیے۔ یہ اپنے قاتلوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر اپنی قتل گاہ تک لے جانے والی سادہ لوح عدالت ہے جو اپنے گلے میں پھندہ بھی خود ڈالتی ہے، لیور بھی خود کھینچتی ہے، اپنی لاش بھی خود اُتارتی ہے، اُسے دفن بھی خود کرتی ہے اور پھر ماتم بھی خود ہی کرتی ہے

یہ اُس فائر بریگیڈ کی مانند ہیں جو آگ کی لپیٹ میں آئے ہوئے مکان پر پانی کی بجائے پٹرول کا چھڑکاؤ شروع کر دے

نہ ماں کا ہوتا ہے نہ باپ کا کیونکہ پاپی صرف پاپ کا ہوتا ہے۔ جیسے اگر کسی درندے کے منہ کو انسانی خون لگ جائے تو پھر کسی اور شے سے اس کی بھوک نہیں مٹتی۔ یوں آدم زاد بھی آدم خور بن جاتے ہیں

جس طرح نائیوں کی بارات میں سبھی راجے ہوتے ہیں اور بچھوؤں کی قطار میں ہر کوئی سردار ہوتا ہے اسی طرح ہمارے حکمران ناموں اور شکلوں سے مختلف ہونے کے باوجود نسلاً اور

اصلاً جوہراً ایک جیسے ہی ہوتے ہیں ورنہ بد سے بدتر اور ستیاناس سے سوا ستیاناس کے سفر میں کوئی پڑاؤ تو آتا

ہم لوگ آگ کو پولیسٹر کے دامن سے ڈھانپنے کی سعی نا کام میں مصروف ہیں یا یوں سمجھ لیجئے کہ شعلوں کو مٹی کے تیل سے بجھانے میں مصروف ہیں، ہائے وہ لوگ جو سیلاب کو برف کے بلاک کھڑے کر کے روکنا چاہتے ہیں

مہنگائی کی تصویر کا دوسرا رُخ بےبسی اور بےحیائی ہے

ان سے تو جونکوں والے ہزار گنا بہتر تھے کیونکہ جتنا لہو دیکھتے اتنی ہی جونک لگاتے لیکن حکمرانوں کو قطعاً اندازہ نہیں کہ عوام کے اندر کتنا خون ابھی باقی ہے

عطائی سیاستدان عطائی ڈاکٹر سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے

---

70 سال سے چھان رہے ہیں لیکن جتنا چھانتے ہیں اتنے ہی کرکرے نکلتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ریت کو جتنا مرضی چھان لو...... ریت، ریت ہی رہے گی

کمال ہے کہ یہاں کمال روبہ زوال ہے

جہاں مرغ نہیں ہوتا کیا وہاں صبح نہیں ہوتی جن سے گریز کرنا ضروری تھا لوگوں نے انہیں ناگزیر سمجھ لیا اور زندگیاں ناگوار کر لیں

یہ کچی سرسوں پیل رہے ہیں جس کے نتیجے میں نہ کھل بنے گی نہ تیل نکلے گا۔ ہوم ورک کے بغیر تو پانچویں پاس نہیں ہوتی ہماری سیاسی جماعتیں حکومت چلانے آجاتی ہیں...... یہ اندھے نشانہ باز۔ بازوؤں کے بغیر شہسوار، گونگے گلوکار، لنگڑے سوار، مفلوج مارشل آرٹسٹ اور ٹنڈے مصوّر ہیں

اپنے عوام کو پسماندہ رکھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی صندل کی لکڑی جلا کر آگ تاپے یا اس آگ پر ساگ پکائے، عوام کو اَدھ موا رکھنے والوں کی اولادوں کا انجام بہادر شاہ ظفر جیسا ہوتا ہے

آبِ زم زم سے کھیت سیراب نہیں کیے جاتے اور آبِ حیات سے نہایا نہیں کرتے

بھوک ناچنے کا فائدہ بھی ہوسکتا ہے شاید کچھ قائدین کے عشق کا بھوت، بھوک ہی بھگادے

مکھی، مچھر، کھٹمل، جوں اور سیاستدان کا کیا فائدہ؟

حیرت ہے کہ پتھر پوجنے والے پہاڑ کیوں نہیں پوجتے

اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بت کی پرستش اور اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی شخصیت کی پوجا میں کیا فرق ہے؟

ننگی آمریت یا نام نہاد جمہوریت عوام کے لیے یونہی سمجھو جیسے کنواری کا ارمان، بیاہی پشیمان یا رانڈ کا حرمان کہ کسی حال میں قرار نہیں

بیمار بھیڑ کو بھیڑیئے کے ساتھ لڑنے پر اُکسانے والا بھیڑ کا دوست نہیں ہوسکتا

لاگ ہر ضروری شے کا قحط ہے اور ہر ضرور رساں شے کی فراوانی

بہت سے لوگ اُچھل اُچھل کر پھانسی چڑھنا چاہتے ہیں

ہمارے حکمران بھوک کے عالم میں چوری، دھوکے، فریب، فراڈ وغیرہ پر اُتر آتے ہیں اور اگر ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوں تو یہ بدکاری اور عیاشی کی طرف مائل ہوجاتے ہیں

واقعی غلام ابن غلام ابنِ غلام ''کریکٹر لیس'' ہوتا ہے کہ وہ اس کے علاوہ اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا

ہمارے سیاسی ورکروں کو جمہوری درباروں میں سر جھکانے سے عزت ملتی ہے...... بہت ساری بے عزتی کے بدلے تھوڑی سی دیر کیلیے تھوڑی سی عزت، یہ ہے جنیوئن سیاسی ورکر کے لیے اصل جمہوریت جس میں وہ درحقیقت مزارعہ ہوتا ہے یا بکرا

سمندر بھی اپنی حدود میں ہی رہے تو سمندر اور اگر تجاوز کر جائے تو سونامی یعنی تاریخی قسم کی تباہی

مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں کو مدتوں سے ''اختیار'' ہضم نہیں ہوتا اپھارہ ہو جاتا ہے، ڈکار مارنے لگتے ہیں اور وہ بھی کھٹے یعنی جس کو اختیار مل گیا، سمجھو 104 بخار میں مبتلا ہو گیا اور بخار بھی اس بات کا کہ ''میں عقلِ کُل ہوں'' سو یوں ہر قسم کا ''مسٹر نو آل'' (Mr. Know

(All خود بھی زوال کی زد میں آجاتا ہے قوم کو بھی بدحال کرجاتا ہے

ہم کیسے لوگ ہیں جو حکمران جگنوؤں سے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ پورن ماشی کے چاند بن جائیں گے

جہاں نیتوں میں کھوٹ ہو وہاں اچھے سے اچھا، خالص سے خالص اور متفقہ سے متفقہ آئین کو بھی ''ردی کاغذوں پر مشتمل چیتھڑا'' قرار دے کر عوام کے ''چیتھڑے'' اُڑائے جاسکتے ہیں

جہاں فانی ''ظِلِ سبحانی'' کی ذہنیت اکیسویں صدی میں بھی عام ہو...... مال اور زیادہ سے زیادہ جاہ وجلال کے حصول کی ہوس سٹینڈرڈ پریکٹس ہو اور جہاں اتھارٹی (Authority) اور رسپانسبیلٹی (Responsibility) کے درمیان کی انتہائی باریک لکیر کو کبڈی کے میدان کی لکیروں جتنی اہمیت بھی حاصل نہ ہو اس معاشرے کا حال ہمارے جیسا ہی ہوتا ہے

ہمارے سیاسی نابغوں کا خیال ہے کہ عوام ''اٹھارہویں ترمیم'' کی روٹی کو ''این آر او'' کے سالن کے ساتھ کھانے کے بعد صدارتی استثنا کا پانی پی کر زندہ رہ سکتے ہیں

اللہ کی پناہ اس ملک کی رولنگ ایلیٹ نہ جانے کس ڈھیٹ مٹی سے بنی ہے کہ نہ اس ملک کے ساتھ ان کی کوئی کمٹ منٹ ہے اور نہ یہاں پر بسنے والوں کے ساتھ ان کی کوئی اٹیچ منٹ ہے جس کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید ثبوت پاکستان اور پاکستانیوں کے حالات ہیں کہ دونوں ہی بُری طرح گھائل اور زخمی ہیں

پاکستان کے حکمران جس خشوع وخضوع، بیدردی اور ہٹ دھرمی کے ساتھ مہنگائی میں اضافے پر اضافہ کیے جارہے ہیں وہ وقت دور نہیں جب یہاں بھی ''رونق'' لگ جائے گی کہ بلی پر بھی کھڑکیاں دروازے اور روشن دان بند کردیے جائیں تو وہ آنکھوں پر جھپٹنے کے لیے مجبور ہوجاتی ہے یہ تو پھر انسان ہیں

حکمرانوں کے کرتوت دیکھ کر وہ شخص یاد آتے ہیں جو اپنوں کو لوٹتا تھا...... کسی نے کہا سات گھر تو ڈائن بھی چھوڑ دیتی ہے تو اُس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ''گھر ہی چار ہیں تو اس میں میرا کیا قصور''

اگر آئندہ بھی یا اسی قسم اور قبیل کے حکمران ہمارا مقدر بنے تو جان لیجیے کہ پھر ہمارا اجتماعی نصیب بھی ہمیشہ لوڈشیڈنگ کا شکار ہوجائے گا

---

20 کروڑ لوگ عملاً ایک ٹارچر سیل میں زندہ ہیں اگر زندہ ہیں اور اس کو زندگی کہا جاسکتا ہے......

اتنی بین بجانے پر تو بھینس بھی متوجہ ہوجاتی ہوگی...... یہ نہ جانے کون سی بلائیں ہیں جنہیں واضح ترین حقائق اور ننگے چٹے اعدادوشمار بھی سمجھ نہیں آرہے

کوئی کاروائی گروپ فحاشی کے اڈوں پر چھاپے مارتے وقت یہ کبھی نہیں سوچتا کہ فاقوں کے اڈے بند کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ فاقے کا اڈہ فحاشی کے اڈے سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور بہت سے کیسز میں فاقہ ہی فحاشی کا سرپرست اور سپانسر ہوتا ہے

ہمارے ہاں جمہوریت کی جے جے کار ہے اور یہ کوٹھے ٹپنی بجلی کے ان کھمبوں پر چڑھ کر ناچ رہی ہے جن میں کرنٹ نہیں لیکن ''کرنٹ'' کا کیا اعتبار؟ کسی وقت بھی آ سکتا ہے

اس ملک میں سوائے بھوک کے ہر شے میں بے برکتی ہے

''آ گئی آ گئی'' ...... باچھیں کھل گئیں ''چلی گئی چلی گئی چلی گئی'' ...... باچھیں سکڑ گئیں لوگوں کے منہ بجلی آنے پر سیدھی کمان جیسے اور جانے پر اُلٹی کمان جیسے ہو جاتے ہیں اور یہ واحد تحفہ ہے جو خاندانی جمہوریت نے عوام کو عطا کیا

واقعی جمہوریت بہترین انتقام ہے جو عوام سے ''مفاہمتی'' انداز میں بہترین طریقے سے لیا جا رہا ہے لیکن اگر تیور یہی رہے اور چلن تبدیل نہ ہوئے تو مرکز میں ہارن اور صوبوں میں الارم دور کی بات نہیں اور اس بار ایسا ہوا تو کیسا ہوگا؟ اس کا اندازہ وقت آنے پر ہی ہوگا

ہماری اس جمہوریت کا اصل کیریکٹر سٹیج کی ان اداکاراؤں جیسا ہے جن کے ''رقص'' پر اکثر پابندی لگی رہتی ہے لیکن ہر پابندی بھگتانے کے بعد یہ پھر آ دھمکتی ہیں

یہ جمہوریت ایسی ہے اسے جیل میں رکھو...... جلاوطنی میں رکھو یہ اللہ رکھی 10,8 سال کے بعد پھر جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ کبھی لوگ اس کے جانے پر شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں اور مٹھائیاں بانٹتے ہیں تو کبھی اس کے آنے پر تالیاں بجاتے دکھائی دیتے ہیں لیکن یہ ''پابندی'' ہٹتے ہی پھر ویسی حرکتیں شروع کر دیتی ہے جن کے سبب اس پر پابندی لگی تھی

کاش کبھی حقیقی عوام کے حقیقی بچے بھی حقیقی نمائندگی کے منصب تک پہنچیں اور اس مسخرے

انتظام اور بدترین سازش سے آزادی ملے جس کے تحت کسان کی نمائندگی جاگیردار اور زمیندار کرتا ہے...... مزدور کی نمائندگی صنعتکار و سرمایہ دار کرتا ہے...... شریف کی نمائندگی بدمعاش اور ناتواں کی نمائندگی توانا کے حصہ میں آتی ہے

خاندانی اور موروثی سیاست کو گہرا دفن کرنا ہے تو ضمیر اور شعور کی کدالیں اٹھاؤ اور اس سیاست کی قبر کھودنا شروع کر دو جسے آزما آزما کر تنگ آ چکے...... تھک چکے

اس ملک پر اندھیرا اس طرح چھایا ہے کہ جگنو بھی لوڈشیڈنگ پر مجبور ہو گئے ہیں

بے غیرتی اور خوشامد جہاں ختم ہوتی ہے ہمارا حکمران طبقہ شروع وہاں سے ہوتا ہے

لوگ ملک کو دیمک سے بچانے کی دعائیں مانگتے رہے لیکن یہ ''کُرسیوں کے کیڑے'' سب کچھ کھوکھلا کر گئے

صرف ''طہارت'' نہیں جدید علوم اور سائنس و ٹیکنالوجی میں مہارت بھی بیحد ضروری ہے

ہم لوگ اپنے بچوں کے نکاح سے لے کر نمازِ جنازہ تک کے لیے ''پیشہ وروں'' کے محتاج کیوں ہیں؟

کسی بھی سچویشن میں مسلمان کا ردعمل جذباتی نہیں منطقی، بامعنی، نتیجہ خیز اور سوچا سمجھا ہونا چاہیے کہ مومن کی بصیرت سے ڈرنے کا فرمایا گیا، کیونکہ اہلِ بصیرت بیوقوف اور جذباتی نہیں ہوتے

ایک زمانے میں ''لکڑ ہضم پتھر ہضم'' والا محاورہ بہت عام تھا لیکن یہ ''لوہا ہضم'' قسم کے لوگ ہیں جو سٹیل ملز، ریلوے ٹریک اور انجن نہ صرف چبا ڈالتے ہیں بلکہ ہضم بھی کر لیتے ہیں

قوم کو اربوں بلکہ کھربوں روپے کے زہریلے ٹیکے لگانے والے 8 قومی اداروں کے سربراہ فارغ کرنے کی کابینہ سے منظوری ہو چکی تو قوم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہو گی کہ ''فارغ'' کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ مگرمچھ پیٹ بھرنے کے بعد ساحلوں پر آسودہ لیٹے رہیں۔ صرف ''فراغت'' کافی نہیں کوئی حساب کتاب کوئی سوال جواب؟ کوئی وضاحت کہ یہ نقصان وزیراعظم یا کابینہ کا نہیں پورے پاکستان کا ہے

کہیں گڈ گورننس میں گندھی ہوئی چھترول ہو رہی ہے کہیں قومی اداروں کی کمر توڑی جا رہی ہے، کہیں سترھویں ترمیم کا سیاپا جاری ہے، عوام ہر حوالے سے سہمے ہوئے اور انتہا درجے کے غیر یقینی پن کا شکار ہیں سمجھو سول وار کا دیباچہ لکھا جا چکا ہے

میرے خیال میں ہمارے پاس انڈیا کے لیے ایٹم بم سے بھی کہیں زیادہ بڑی بُری خطرناک اور گھمبیر دھمکی یہ ہو گی کہ ''آؤ پھر سے ایک ہو جائیں'' انڈیا پر نہ ہماری دھمکیوں کا اثر ہوتا ہے نہ تڑیوں کا وزارتِ خارجہ کو چاہیے میرا تجویز کردہ نسخہ آزما کر دیکھے، اگر انڈین کانوں کو ہاتھ لگاتے، دُم دباتے ہوئے توبہ توبہ کرتے پاؤں نہ پڑ گئے تو میرا ذمہ

مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا یہ مکروہ مذموم کاروبار ملوکیت کے ساتھ ہی پیدا ہوا تھا یعنی ملوکیت اور مذہب کا بطور ہتھیار استعمال ''جڑواں بھائی'' ہیں

دین کو مذہب بنانے اور بنا کر پیش کرنے کا شیطانی عمل خود کسی ہتھیار سے کم نہیں اور یہ ایک

ایسا ہتھیار ہے جو بالآخر خودکشی کے کام آتا ہے

مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کرنے پر یوں تو کئی تھیسیس لکھے جا سکتے ہیں لیکن فی الحال اتنا ہی کافی سمجھیں کہ دہشتگردی تو اس ہتھیار کا کروڈ استعمال ہے ورنہ اس ہتھیار نے مسلمانوں کو اتنے زخم لگائے ہیں کہ ان کا شمار ہی ممکن نہیں اور ان میں سے بیشتر زخم تو اب ناسور بن چکے ہیں...... شفا پانے کے لیے جابرترین جراح کی ضرورت ہے جو دور دور تک بھی دکھائی نہیں دے رہا

دین اسلام میں عورت کے حقوق پر ڈاکے ڈالنے کے لیے بھی ''مذہب'' کو ہی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا اور سبب اس کا یہ تھا کہ بیک جنبشِ قلم ''آدھی آبادی'' کو ''آدھی گواہی'' بنا کر عضوِ معطل میں تبدیل کر دیا جائے

دین اور مذہب میں وہی فرق ہے جو بہتے ہوئے دریا اور اسی دریا کے چند چلو پانی سے بھرے ہوئے گھڑے میں ہوتا ہے یعنی پانی تو وہی ہے لیکن زمین و آسمان کے اس فرق کے ساتھ کہ تھوڑی سی غلاظت بھی گھڑے کے پانی کو ناپاک کر دے گی لیکن بے تحاشہ غلاظت بھی بہتے ہوئے دریا میں گم ہو کر اس کی پاکیزگی کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی

خلافت کی جگہ ملوکیت اور پھر ماڈرن ڈکٹیٹر شپ تک ہوسِ اقتدار میں مبتلا افراد اور خاندانوں نے پہلی واردات ہی یہ کی کہ پہلے دین کو مذہب کا رنگ دیا اور پھر مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیا یا پھر یوں ہوا کہ اس دو دھاری زہر بجھے ہتھیار سے مسلمان معاشرے پر خوبصورتی، دانائی، فہم و فراست، تفکّر، تدبّر، تحمّل، تجمّل وغیرہ کی قتل گاہیں بنتی گئیں۔ تحقیق، تخلیق، ایجاد اور اختراع کے چشمے سوکھ گئے اور یہ اُمت خرافات میں کھوگئی......

انقلاب اور رینٹڈ لوگوں کو ثواب اور رینٹڈ بنادیا گیا

جومعدہ سا گودانہ یا دلیہ بھی ہضم نہ کرسکتا ہو......اُسے روغنی نان کے ساتھ چرغہ کھلا دیا جائے تو اُس کا حشر وہی ہوگا جو ہمارے معاشرے کا ہو رہا ہے

ہمارے مسائل وہی ہیں کیونکہ ہمارے لیڈر وہی ہیں اور جب تک لیڈر یہی رہیں گے ہمارے مسائل بھی وہی رہیں گے۔ یہاں جس سیاستدان کا تھوبڑا اور تبصرہ سنائی اور دکھائی دے وہی ''لیڈر'' بنا پھرتا ہے

ایک طویل عرصے سے ہمیں لیڈر نصیب ہی نہیں ہوا بلکہ لیڈر کے نام پر عجیب وغریب قسم کی ''اشیاء'' ہم پر مسلط ہیں یا ہم نے خود پر مسلط کر رکھی ہیں

لیڈر مقبول نہیں معقول فیصلے کرتا ہے ایک حد سے زیادہ وہ ''عوامی جذبات'' کا پابند نہیں ہوتا کیونکہ اُس نے لیڈر ہونا نہیں، لیڈ کرنا ہوتا ہے

گلوبل اسٹبلشمنٹ سے لے کر لوکل اسٹبلشمنٹ تک کے یہ چاکر، لیڈروں جیسے پوز تو بنا سکتے ہیں، لیڈر نہیں ہو سکتے......ٹیڑھی میڑھی انگلیوں سے "V" فار وکٹری کا نشان بنانے والے یہ بہروپیے لیڈر نہیں لیڈروں کی نقلیں ہیں

حقیقی لیڈر کی زندگی میں کوئی اعلیٰ مقصد، خوبصورت منزل اور شاندار مرکزی خیال ہوتا ہے جبکہ ان ڈنگ ٹپاؤ ٹائپ جوکروں کے لیے اقتدار ہی اوّل وآخر ہوتا ہے چاہے گالیاں اور ٹھڈے ہی کیوں نہ کھانے پڑیں

ملاؤں کے خدا سے ڈرتا اور اپنے خدا سے محبت کرتا ہوں

موت دراصل اک خودکش حملہ آور ہے جو اپنے شکار کے ساتھ ہی خود بھی موت کے گھاٹ اُتر جاتی ہے

بدنصیبی کی انتہا یہ کہ انسان بالائی منزل پر رہائش اختیار کرنے کے بعد سیڑھیاں سودخوروں کے پاس گروی رکھ دے

ہم تو دن رات سیاستدانوں اور دیگر حکمران طبقات کی حرکات، واردات پر ہی ماتم کرتے رہتے ہیں حالانکہ ''مذہب بطور کاروبار'' والا مافیا ان سے بھی چار ہاتھ آگے ہے۔ حکمران طبقات پر تو پھر کوئی چیک ہے خصوصاً جب سے ''الیکٹرانک آنکھ'' نے انہیں فوکس کیا ہے جبکہ ''مذہب بطور کاروبار'' مافیا بغیر کسی چیک چپ چاپ دیمک کی طرح اس معاشرے کو کھائے جا رہا ہے۔ جس طرح دیمک کے دانت کسی نے نہیں دیکھے اس طرح اس مافیا کی وارداتیں بھی سامنے ہونے کے باوجود سمجھ نہیں آتیں لیکن ہم میں سے ہر شخص اگر شعوری طور پر تھوڑا سا چوکنا اور چوکس ہو کر اپنے اردگرد غور سے دیکھے تو اُسے فوری طور پر اندازہ ہو جائے گا کہ مذہب کو کس کس طرح ایکسپلائٹ کر کے کیسا کیسا کاروبار چمکایا جا رہا ہے

☆☆☆